

U1381

22-12-22

Title - USOOL SHIVASHPATI MADHAN (Part-1)

Author - Kalyan Choudhary Pandit Dharam Das
Delhi

English - Institute Press (Allahabad)

Year - 1869

Pages - 257

Subject - Mathematics

NO. 12.

THE
RUDIMENTS OF POLITICAL ECONOMY
PART I.

Compiled from the well known, learned work of Jo
Stuart Mill, and from other sources,

BY

PUNDIT DHURM NARAIN OF DELHI.

*"Industry and Frugality are the means by which one
wins to distinction."*

Contributed to and Published by the Allypore
Scientific Society.

1869.

Printed at the Institute Press.—Allypore.

أصول سیاست مدن

مقالہ اول

مؤلفہ رائے بہادر پنت دھرم نارائن دھاری

کتاب پر عدیل مودتہ الحکماء جون سنورت مل صاحب سابع الزمان
و دیگر مآخذ

جسکا حق ملج مؤلف نے سین ٹیفک سوسٹیٹی کر مرحمت فرمایا

اور

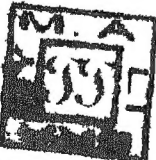
سوسٹیٹی نے اسکو بظاہر اٹادا عام چھاپ کر مشتہر کیا

(مہنت اور تقایید فریضہ ہی سعادت کا)

علی گڑھ

مہاراجہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ ع



Price per Copy.

1 Rupee 4 annas,

جلد ۱۲



DEDICATED
TO
HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLL,
BY
THE SCIENTIFIC SOCIETY.



اس کتاب کو
بنام نامی

جناب معالی القاب ہزگریس دیوک آف آرگائل

کے

سیپرٹیفک سوسائٹی نے معزز کیا

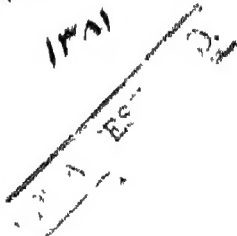
URDU SECTION

[Handwritten signature]



[Faint handwritten text, possibly '17/12/71']

[Handwritten text, possibly '17/12/71']



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U1381

فہرست مطالب رسالہ سیاست مدن

مضمون

صفحہ

دیباچہ

۵ مقدمہ اولیٰ

۱۵	پیدائش یا صنعت کاری
۱۶	مبادلہ
۱۷	تقسیم
۱۸	صرف یا خرچ

۱۹ مقدمہ ثانی

مقالہ اول

پیدائش

۳۶	باب اول بیچ بیان
۵۱	باب دوم در باب ہونے محنت کے عامل پیدائش
۶۲	باب سوم در باب غیر پیدا کرنے والی محنت کے
۷۳	باب چہارم در باب راس المال کے
			باب پنجم در باب چند مسائل اصولی کے جو راس المال
۸۱	سے تعلق رکھتے ہیں
۱۱۳	باب ششم در باب راس المال متعدی اور راس المال مستقر کے

۱۲۶	باب ہفتم در باب اسکے کہ عاملان پیدائش کی قوت پیدائش کے مدارج کس امر پر موقوف ہیں
۱۳۰	باب ہشتم در باب عمل بہ اتفاق کے
۱۶۱	باب نہم در باب انجام پانے عمل پیدائش کے اوپر میزان کیپرو صغیر کے
۱۹۴	باب دہم در باب قوانین افزایش ممکنات کے
۲۰۳	باب یازدہم در باب قانون افزایش راس المال کے
۲۲۳	باب دوازدہم در باب قاعدہ افزونی پیداوار کے جو زمین سے حاصل ہوتی ہی
۲۳۰	باب سیزدہم در باب اُن نتائج کے جو قوانین مذکورہ اذواب ماسبق سے پیدا ہوتے ہیں
۲۳۳	خاتمہ

NO. 12.

THE
RUDIMENTS OF POLITICAL ECONOMY.
PART I.

Compiled from the well known learned work of John
Stuart Mill, and from other sources,

BY

PUNDIT DHURM NARAIN OF DELHI.

*"Industry and Frugality are the means by which one may
rise to distinction."*

Contributed to and Published by the Allygurh
Scientific Society

1869.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

أصول سياست مدن

مقاله اول

مؤلفہ رائے بہادر پندت دھرم نارائن دہلوی

ار کتاب ہے مدیل عمدۃ الکمال جون سٹورٹ مل صاحب سلمۃ الرحمن
و دیگر مآخذ

جسکا حق مایع مؤلف نے سین ٹیفک سوسٹیٹی کر مرحمت فرمایا

اور

سوسٹیٹی نے اُسکو بنظر افادۂ عام چھاپ کر مشہور کیا

(معینت اور نفاہت ذریعہ ہی سعادت کا)

علیگندہ

مطبعۂ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ ع

دیباچہ

PREFACE.

The unexpected favorable reception, which my Urdu Treatise on the "Principles of Government" received from the indulgent Public, encouraged me to commence the preparation of a Work on the "Principles of Political Economy"—a science almost unknown to Asiatic Literature and yet so essential to all who aspire not only to improve the Social and Political condition of their country, but also to those who wish to see their efforts in the sphere of their own domestic economy crowned with desired success.

I had formerly translated Wayland's compendious Treatise on this Science and it was published in 1845 by the Society for the diffusion of useful knowledge then working in connection with the Government College at Delhi.

اڑباب سٹن نے جو براہ مہربانی
میرے رسالہ اصول حکومت کو زیادہ اُس
سے کہ توقع تھی پسند فرمایا اُس لکھی
جراث ہوتی کہ ایک رسالہ اصول انتظام
مدن میں ترتیب دیا جارے اُس فن
شریف کی ضرورت صرف انہیں لوگوں کو
نہیں ہی جو اپنے ملک کی ملکی اور
معاشرت کی حالت کو بہتر کرنا چاہتے
ہیں بلکہ اُن کو بھی جو انتظام امور
خانہ داری میں کامیاب ہونے کی تمنا
رکھتے ہیں پارچہ اسقدر بکار آمد ہونے
اُس علم کے ملک ایشیا میں اُس کو وہ
وسعت حاصل نہیں ہوئی جو ہونی
چاہیئے تھی راقم نے پیام طالب علمی
ویلنڈ صاحب کے مقتصر رسالہ کا ترجمہ
زبان اُردو میں کیا تھا اور اُسکو سوسائٹی
اشاعت علوم مفیدہ نے کہ باعانت مدرسہ
دہلی کے ترویج علوم میں مصروف تھی
سنہ ۱۸۴۵ء میں چھپوایا تھا مگر چونکہ
اُس زمانہ میں ترقی کے ایسے مختصر

Feeling that the requirements of the present time could not be sufficiently met by such a brief Treatise, I thought of preparing a more comprehensive work, and wishing not to be hampered with a strict regard to the system of any of the various English authors on this Science, my first intention was to adhere to the principle of a free compilation, which I had observed in the preparation of my "Principles of Government".

Acting on this view I made the introduction of the Present work to consist of two parts.— In the first, the purport of Wayland's Introductory remarks was embodied in an abridged form, while in the second, Mill's introduction to his work was epitomized with more or less freedom of arrangement and thought as seemed suited to my purpose.

On a second consideration of the question, however, I was afraid that independence of arrangement might lead to con-

رسالہ سے رفع ہونا ضرورت کا نظر نہ آیا
اس ليے راقم نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسی
کتاب تالیف کی جارے جو جمیع اصول کو
اس فن کے لحاظ سے ہو اور چونکہ منظور
نہیں تھا کہ راقم کسی خاص انگریزی مصنف
کی ترتیب کا پابند رہے اس ليے اوایل میں
یہ ارادہ کیا کہ مثلاً رسالہ اصول حکومت
کے اس کتاب کو بھی اپنے ہی طور پر ترتیب
دے اور اسی نظر سے اس کتاب کے مقدمہ
کو دو حصہ میں تقسیم کیا مقدمہ اولی
میں دہلوق صاحب کی کتاب کے مقدمہ کو
بطور ایجاز اور اختصار ترتیب دیا اور مقدمہ
ثانی میں باوراء و تدریج مل صاحب کی
کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ کیا مگر پھر جو
بچائے خون نک کی تو اندیشہ دامنگیر ہوا
کہ نئی اور جداگانہ ترتیب سے مبادی بیان
میں ایسے وسیع اور دقیق فن کے مطالب
کے ہر واقع ہو اور چونکہ بعد مطالعہ چند
کتابوں کے یہ یقین ہو گیا کہ موشگافی اور
ترتیب میں کوئی مصنف مل صاحب سے گئے
سبق نہیں لیگیا اس ليے انہیں کی
کتاب کی ترتیب کا پابند رہنا قرین صواب
نظر آیا اور انہیں کی کتاب کا مقالہ اول
کے تیرہ باب کو مشتمل ہی نذر ارباب
سعیں کیا جاتا ہی ہر چند راقم صاحب

fusion in the treatment of a large and deep subject such as the science of Political Economy necessarily is, and being convinced that Mr. Mill had surpassed all other writers not only in the depth and the exhaustiveness of thought, but also in the regularity of its arrangement, I determined to keep strictly to his system in the division of my work, the first book of which therefore with which I am now venturing to appear before the Indian Public, contains 18 chapters arranged exactly as those of the original author.

Although resolved to adhere to the arrangement of Mr. Mill I had nevertheless prepared the first three chapters of my first Book with that freedom of translation which I thought essential to its acceptance by the Public of my country, when from the communication which I then had with my respected friend Moulvee Syed Ahmed Khan, the Life Honorary Secretary to the Allypore Scientific

موسسرف کی ترتیب کا پابند رہا ہی مگر اس خیال سے کہ لفظی ترجمہ عام فہم نہیں ہوتا اور اُسکی پابندی سے لطف کتاب بگڑ جاتا ہی اس لیئے اول کے تین باب میں اصل مطالب سے غرض رکھی اور جس پیڑاہ میں مضمون کو ادا کرنا مناسب معلوم ہوا اُس میں ادا کیا اس اثنا میں مکرمی معظی سید احمد شاہ صاحب بہادر انوری سکرتی سین ٹیفک سوسٹیٹی علیگڈہ کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ سوسٹیٹی مل صاحب کی کتاب کے ایسے ترجمہ کی طلبکار ہی جو پراپورسٹی کی تعلیم میں کام آئے اس لیئے راقم نے اس خیال سے کہ جہاں تک ہوسکے برآمد مدعا میں سوسٹیٹی کی مدد دینی چاہئے باب چہارم سے مصنف کے بیان کی بھی پابندی اختیار کی اور ہرچند اصل کتاب کے مطالب میں کچھ افراط اور تقریط نہیں کی مگر اس بات کا بہت خیال رکھا کہ پڑھنے والوں کو مطلب کے سمجھنے میں وہ دقتیں پیش نہ آئیں جو لفظی ترجمہ کے سمجھنے میں اکثر لاحق ہوتی ہیں باب اول سے ترتیب فقرات کی وہی ہی جو کہ اصل کتاب میں مصنف نے ماحوظ رکھی ہی ناظرین

Society, I learnt that the Institution was anxious to have a translation of Mill's Work prepared with such a regard to the original text as might render it useful in connection with the Standard of an university training. Too glad to make my effort subservient to the views and labours of the Society, the last ten chapters of this Book have been prepared to suit the above views, but although in doing so I have generally neither abridged Mr. Mills train of thought nor altered the unfamiliarity (to a native mind) of his illustration, I have nevertheless tried to make this book free from that heaviness and ambiguity which generally attend a too strict regard to literal translating.

For the sake of facility of reference I have numbered my Paragraphs exactly as those of the original, and, I trust, that a comparison will show that the purport of the original has not been departed from.

In conclusion I have to observe that I aspire to be regarded neither as an author nor as a compiler. If my humble efforts can only aid in initiating those of my country-men into a knowledge of Political Economy, who do not enjoy the benefit of acquaintance with the English language, I shall have been sufficiently requited for my trouble.

DHARUM NARAIN.

INDORE :

The 9th June 1868.

جس وقت چاہیں ترجمہ کر اصل سے مقابلہ
کرائیں یقین ہی کہ عموماً مطلب میں ترقی
نہ پائینگے خاتمہ میں بندہ عرض کرتا ہی
کہ مترجم کر مصنف یا مولف کہلانے کا
شرق نہیں اُس کی غرض صرف اتنی ہی
تہ اُس کے ہومٹوں میں اِس علم کے
پھیلنے کی کوئی راہ نکال آئے اگر اہل سخن
کے نزدیک وہ اِس راہ کے بتانے میں کامیاب
ہوا تو اُس نے اپنی محنت کا بدل
کافی پایا *

ایچ میرز دھرم ناراین مقام اندر

مورخہ دھرم سہ جون سنہ ۱۸۶۸ء

أصول سیاست مدنی

مقدمہ اولیٰ

أصول حکومت کے رسالہ کے مقدمہ میں ہم یہ تفصیل بیان کر آئے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہی یعنی اسکو چونکہ ہزاروں حاجتیں لاحق ہوتی ہیں اور وہ اپنی ذات سے اُن میں سے ایک کے سرانجام کا بھی اچھی طرح سے متکفل نہیں ہو سکتا اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ آدمی جماعت میں رہیں اور پیشوں اور حرفوں کو آپس میں بانٹ لیں جب ایک حرفہ والے کو دوسرے حرفہ والے کی جنس کی ضرورت پیش آئے تو اسکو مبادلہ میں حاصل کرے یہاں سے معلوم ہوا کہ مقصود جماعت میں رہنے کا یہ ہے کہ آدمی اشیاء حاجات ضروری اور سامان عیش و کامرانی بآسانی مہیا کر سکیں ان اشیاء حاجات ضروری اور سامان عیش و کامرانی کا نام ہم دولت رکھتے ہیں اور علم دولت کو سیاست مدنی سے تعبیر کرتے ہیں *

۲ لغت میں علم کے معنی ہیں جاننا مگر اس رسالہ میں علم سے فقط جاننا ہی مراد نہیں ہے بلکہ یہ ترتیب بیان کرنا اصول کسی فن کا پس چون اصول پر پیدائش اور انفسام اور مبادلہ اور صرف اشیاء حاجات اور سامان عیش و آرام کا موقوف ہے انکو ترتیب سے بیان کرنے کا نام سیاست مدنی ہے واسطے آسانی کے ہتجائے اشیاء حاجات اور سامان عیش و آرام کے ہم لفظ دولت کا برتیں گے *

۳ جاننا چاہیئے کہ دولت کے تصور میں اول تو یہ امر داخل ہے کہ وہ کوئی ایسی شے ہونی چاہیئے جس سے کوئی حاجت انسان کی

رفع ہو اور اشیاء دنیوی اکثر بدوں یا بے کسی تبدیل کے اپنی اصلی حالتوں میں اس لائق نہیں ہوتیں کہ ان سے حاجت رفع ہو اور کسی شے کی حالتوں میں تبدیل راہ نہیں پاسکتا تاوقتیکہ وہ کسیکے قبضہ میں نہ آجائے یہاں سے ظاہر ہوا کہ دولت ایسی شے ہونی چاہیئے جو حاجت بھی رفع کر سکے اور کسی کے قبضہ میں بھی آنے کے لائق ہو جس شخص کے قبضہ میں اس قسم کی اشیاء زیادہ ہونگی وہ زیادہ دولت مند تصور کیا جائیگا *

۴ اب جاننا چاہیئے کہ اُس خوبی کو کسی شے کی جس سے وہ رفع حاجت کا باعث ہوتی ہی اُس شے کی صفت ذاتی کہتے ہیں مثلاً لکڑی میں یہہ خوبیاں ہیں کہ اُس سے آگ جلا سکتے ہیں مکانات بنا سکتے ہیں اور طرح طرح کے سامان طیار کر سکتے ہیں ان خوبیوں کے سبب سے لکڑی انسان کی حاجتیں رفع کرتی ہی اور یہہ سب خوبیاں اُس کی صفات ذاتی ہیں مگر جب ہم اشیاء دنیوی کو غور سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ ان میں دو قسم ہیں یعنی بعض انہیں کی ایسی ہیں کہ ان کے عوض میں ہمکو اور شے ضرورت کی مل سکتی ہی مثلاً سونا چاندی لوہا لکڑی وغیرہ یہہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے میں ہمکو اور چیزیں جنکی ہمکو ضرورت ہو مل سکتی ہیں مگر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی عوض میں ہمکو اور کوئی چیز نہیں مل سکتی مثلاً روشنی آفتاب اور ہوا بعض اوقات پانی اگر ہم چاہیں کہ ہوا کے بدل میں اور کوئی چیز لیں تو ہمکو ہرگز نہ ملیگی اشیاء کی اُس خوبی کو جسکے سبب سے ہمکو انکے بدل میں دوسری چیز مل سکتی ہی صفت تبادلہ کہتے ہیں اور اس صفت کو ہم آسانی کے واسطے لفظ قیامت سے موسوم کریں گے *

۵ دیکھنے میں آتا ہی کہ بعض اشیاء میں صفت ذاتی بہت بڑی اور کارآمد ہوتی ہی مگر اُسکی قیمت بہت کم یا کچھہ بھی نہیں ہوتی مثلاً لوہا دیکھنا چاہیئے کہ اُس کی صفات ذاتی کتنی بہت ہیں یعنی وہ

کٹنی حاجتیں انسان کی رفع کر سکتا ہے مگر اُس کی قیمت نسبت اور
 اشیاء کی کٹنی تھوڑی ہی جتنے کام لوہے سے نکلتے ہیں اتنے چاندی سے
 نہیں نکلتے مگر قیمت میں چاندی لوہے سے کہیں زیادہ ہے علیٰ ہذا القیاس
 ہوگا کٹنی نیکار آمد ہی یعنی انسان کی حیاتیات کا مدار اُسپر موقوف ہے
 مگر اُسکی کچھ بھی قیمت نہیں اب اگر اُن اشیاء کو جنکی قیمت ہی
 مقابلہ میں اُن اشیاء کے دیکھا جائے جنکی کچھ قیمت نہیں تو پایا جائیگا
 کہ اُن میں دو فرق ہیں یعنی اول جو موصوف بصفات ذاتی ہیں مگر
 قیمت نہیں رکھیں وہ ہر جگہ باعراط تمام موجود ہوں اور ہر شخص کو
 بلا تردد اور محتنتا مل سکی ہیں مگر اشیاء قیمتی مقامات مخصوص
 میں ہمدار معدن ہوتی ہیں اور اُن کے حصول میں تھوڑی بہت محنت
 ضرور کرنی پڑتی ہے اول قسم کی اشیاء میں انسان کی محتنت سے
 کچھ تبدیل راہ نہیں ہاتا جو صفت اُن میں ہوتی ہے وہ خداوند تعالیٰ
 کی دی ہوئی ہوتی ہے بخلاف اُن کے دوسری قسم کی اشیاء کو قیمتی
 بنانے میں ضرور محنت صرف ہوتی ہے مثلاً ہوا میں امداد حیات کی
 جو صفت ہے بخشدہ خداوند تعالیٰ ہی آدمی کی محتنت کا اُس
 میں کچھ دخل نہیں بخلاف اُس کے لوہا جو قیمتی ہوا وہ انسان کی
 محتنت کے سبب سے ہوا ورنہ حالت اصلی میں پنہر سے بہتر نہیں
 جب تک آدمی نے لوہے کو کان سے کھود کر باہر نہ نکالا اور اُس کے
 بدل کو اُس سے دور نہ کہا تب تک وہ کسی کام کا نہ تھا اور کوئی آدمی
 اُس کے بدل میں کسی شے کے دینے کو راضی نہ ہوا کان سے کھودنے اور
 میل سے جدا کرنے اور فروخت کی جگہ تک لانے میں جو محتنت
 لگی وہ اُس کی قیمت کا باعث ہوئی *

۶ جب آدمی اپنی محتنت سے کسی شے کو قیمتی بنانا ہی نہ
 اُس کو بوجہ محتنت کرنے کے اُس شے پر باشندہ اوروں کے حق دہضہ
 حاصل ہو جانا ہی معنی وہ شے اُس کی ملک خاص سے ہو جانی ہے

اگر کسی دوسرے آدمی کو اُس شے کی خواہش ہو تو لازم آتا ہے کہ یا تو وہ آپ محنت کر کے اُس کو بنائے یا وہ شخص جس کے پاس وہ ہے بڑھائے خود اُس کو دیدالے مگر جب آدمی محنت کر کے کوئی قیمتی شے بناتا ہے وہ اسے دوسرے کو مفت نہیں دیدالتا وہ تو جیسے دیتا ہے کہ دوسرا اُس کو عرض میں کوئی ایسی قیمتی شے دے جیسے اُس نے بھی اُنہی ہی محنت کی ہو جتنی شخص اول نے اپنی شے پر مثلاً ایک آدمی نے دن بھر محنت کر کے قلمتراش بنا یا وہ اِس آلہ قیمتی کو دوسرے آدمی کو مفت ندیگا اور نہ عرض میں کسی ایسی شے لے جسکو وہ نصف روز کی محنت سے بناسکے اگر کسیکو اِس آلہ کی ضرورت ہو تو اُس کو کوئی ایسی شے اُس کی عرض میں دینی ہوگی جو دن بھر کی محنت سے بنائی جائے یہاں سے معلوم ہوا کہ انسان نعمائے دنیوی کو بے محنت حاصل نہیں کرسکتا اب جاننا چاہیئے کہ ہر آدمی کسی خاص قسم کی محنت کا کرنا پسند کرتا ہے اور اُسکا فائدہ بھی اسی میں ہے کہ وہ ایک ہی قسم کی محنت کرے کیونکہ اگر دو چار دس پانچ قسم کی محنت کریگا تو کسی کام کو بھی اسلوبی اور درستی سے انجام ندیسکیگا اور کسی قیمتی شے کے بنانے پر بھی قادر نہوگا چونکہ ہر آدمی بذات خود ایک قسم کی محنت کرتا ہے یعنی اشیاء قیمتی میں سے ایک ہی قسم کی شے بناتا ہے اور اُسکو بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس سبب سے جو شے وہ آپ بناتا ہے اُس میں سے وہ ایک حصہ کا مبادلہ دوسرے لوگوں کی اشیاء سے کرنیکو آمادہ ہوتا ہے اور جب یہ نوبت پہونچ جاتی ہے کہ جو شے ہم نے بنائی اُسکی عوض میں دوسرا آدمی اپنی بنائی ہوئی شے کے دینے کو آمادہ ہو جائے تو ہماری محنت سے جو چیز بنائی جاتی ہے وہ قیمت پاتی ہے یعنی وہ قیمتی ہو جاتی ہے *

۷ معلوم رہے کہ عموماً قیمت کسی شے کی بانداز اُس محنت کے ہوتی ہے جو اسکے بنانے میں لگتی ہے اگر ہم دو دن محنت کر کے

رسالہ سیاست مدرسی

ایک شی قیمتی بنائیں تو ممکن نہیں کہ ہم اُسکو عوض میں اُس شے کے دیدالیں جو ایک ہی مقدار ہنر سے دن بھر کی محنت سے بن سکے اگر ہمکو اُس دوسری شی کی ضرورت پیش آئیگی تو ہم بجائے اسکے کہ اُسکو بعوض اپنی شی کے جو در دن کی محنت سے طیار ہوئی ہی ہیں خرد دن بھر محنت کر کے اُسکو آپ بنالینگے *

۸ جو محنت کسی شی کے بنانے میں لگتی ہی اُسکو اکثر اُسکی لاگت کہتے ہیں اور ہمیشہ قیمتی شی کی قیمت کا انداز اُسکی لاگت سے ہوتا ہی شاید چند روز کے واسطے قیمت لاگت سے کم یا زیادہ ہو جائے مگر ہمیشہ قیمت لاگت کے انداز پر رہتی ہی بعض صاحب یہہ فرمائینگے کہ قیمت تو بانداز لاگت کے ہوتی ہی مگر لاگت میں مصالحتہ اور اور چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں اگلی محنت ہی لاگت نہیں ہوتی اسکے جواب میں کہا جاتا ہی کہ یہہ اعتراض درست ہی مگر معلوم رہے کہ مصالحتہ قیمتی جو کسی شے کے بنانے میں لگتا ہی وہ بھی محنت ہی میں شامل ہو سکتا ہی اور اب ٹک ہمنے فقط محنت کا ذکر کیا ہی اور مصالحتہ وغیرہ کی کیفیت کا حال پھر بیان کرینگے ناظرین اوراق یاد رکھیں کہ تقریر صدر میں ہر صورت میں مبادلہ کی محنت ایک ہی قسم کی مفہوم ہی یعنی جب یہہ کہا جاتا ہی کہ ایک شے دن بھر کی محنت سے بنائی گئی اور دوسری جو دن کی محنت سے تو مراد ہماری یہہ ہی کہ دونوں صورتوں میں محنت ایک ہی قسم کی ہی فرق اُس کی مقدار میں ہی نہ اُس کی کیفیت میں *

۹ ہمنے اوپر ذکر کیا ہی کہ ہر شے کی قیمت کا انداز برائے درام اُس کی لاگت سے ہوتا ہی بعضے اسباب چند روز کے واسطے اُس انداز قیمت میں فرق پیدا کرتے ہیں یعنی قیمت کو لاگت سے بڑھا یا گھٹا دیتے ہیں مگر یہہ فرق چند ہی روز رہ سکتا ہی اور قیمت کا میلان ہمیشہ لاگت کی طرف ہوتا ہی یعنی قیمت ہمیشہ موافق لاگت کے ہوا کرتی

ہی چار فرق چند روز کے واسطے آ جانا ہی اس کے اسباب ہم بیان کرتے
ہیں فرض کرو کہ فی الحال دوسیر مچھلی کامبادلہ سیر بھر ہون کے گوشت
نیے ہوتا ہی *

اب اول صورت اگر کسی وجہ سے رسد مچھلی کی زیادہ ہو جائے
یعنی فرض کرو کہ ایک آدمی دن بھر کی محتنت سے بجائے دوسیر کے چار
سیر مچھلی پکڑے تو شکاری اب سیر بھر گوشت جو اس کے دن بھر کی
محتنت کا نتیجہ ہی دوسیر مچھلی کی عوض میں دینے کو راضی نہ ہوگا
وہ اپنے سیر بھر گوشت کے واسطے چار سیر مچھلی طلب کریگا یعنی
قیمت مچھلی کی گھٹ جائیگی سیر بھر مچھلی کے واسطے پہلے جتنا
گوشت ملتا تھا اب اتنا نملے گا مگر قیمت کے گھٹ جانے سے مچھلی کی
مانگ زیادہ ہو جائیگی یعنی نسبت سابق کے اب اس کے زیادہ خریدار
ہونگے اور مقدار مطلوبہ سابق سے اب زیادہ مقدار کی مانگ ہوگی اور
اس مانگ کے زیادہ ہوجانے سے مچھلی والہ اپنی جنس کو نصف
قیمت پر نسبت سابق کے نہ بیچے گا یعنی نصف سے زیادہ قیمت
لیگا شاید بعوض سیر بھر گوشت کے اب وہ تین سیر مچھلی دیگا نتیجہ
اسکا یہ ہوگا کہ نسبت سابق کے مچھلی والوں کو دن بھر کی محتنت
کے عوض میں زیادہ گوشت اور گوشت والہ کو زیادہ مچھلیاں ملینگی
یہاں سے ظاہر ہی کہ ایک شخص کا نفع جمیع اشخاص کے نفع کو حاوی
ہی اور اس تقریر سے یہ بھی ظاہر ہی کہ اور باتیں اگر ایک سی رہیں
تو جتنی رسد کسی شی کی زیادہ ہوگی اتنی اسکی قیمت کتنی ہوگی
یعنی وہ اپنی عوض میں اور اشیاء کی کم مقدار دلا سکے گی *

دوسری صورت فرض کرو کہ نسبت سابق کے اب مچھلی پکڑنے کی
محتنت دوچند ہوگئی یعنی دن بھر کی محتنت سے اب مچھلی والہ
سیر بھر مچھلی پکڑ سکتا ہی اس حال میں وہ سیر بھر مچھلی کو کہ
اسکی دن بھر کی محتنت کا نتیجہ ہی آدہ سیر گوشت کی عوض میں

جو نصف روز کی محنت سے بہم ہوتا ہی ندیکا وہ سیر بھر مچھلی کے واسطے سیر بھر گوشت مانگے گا مگر چونکہ نرخ کی گرانی کے سبب سے اُسکے خریدار کم ہو جائیں گے اور جو خریدینگے وہ بھی نسبت سابق کے مقدار میں کم لینگے اِس سبب سے اُسکو اپنی جنس کے فروخت کرنے میں دقت پیش آئیگی اور اِس دقت کے باعث سے وہ بجائے سیر بھر کے تین پاؤ گوشت سے سیر بھر مچھلی کا مبادلہ کرنے پر راضی ہوگا نتیجہ اِس کا یہہ ہی کہ مچھلی والہ کو دن بھر کی محنت کی عوض میں نسبت سابق کے کم گوشت ملیگا اور گوشت والہ کو کم مقدار مچھلی کی یعنی ایک فریق کا نقصان دونوں فریق پر پڑیگا یعنی ایک کے نقصان میں سب کا نقصان ہی یہاں سے ظاہر ہوا کہ جتنی ایک جنس کی رسد کم ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت زیادہ ہوگی *

تیسری صورت فرض کرو کہ محنت میں مچھلی پکڑنے کے تو کچھ فرق نہیں آیا مگر پہلے کی نسبت سے اُس کی مانگ دوچند ہوگئی مثلاً اگر پہلے سو خریدار تھے اب دو سو ہوگئے اور بازار میں جنس آدھے خریداروں کی حاجت کی برابر ہی اب ظاہر ہی کہ خریداروں میں رقابت پیدا ہوگی جو زیادہ دام دینگا وہی خریدیگا پس مچھلی کی عوض میں زیادہ گوشت ملیگا یعنی قیمت مچھلی کی چڑھ جائیگی اور جب تک مانگ نہ گھٹے گی یا بہت سے آدمی مچھلی پکڑنے میں محنت کر کے اُس کی رسد کو مانگ کی برابر نہ کر دینگے تب تک قیمت چڑھی رہیگی یہاں سے ظاہر ہی کہ جتنی مانگ کسی شی کی زیادہ ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت زیادہ ہوگی *

چوتھی صورت اب فرض کرو کہ مچھلی پکڑنے کی محنت میں کچھ فرق نہیں آیا مگر کسی سبب سے تعداد خریداروں کی گھٹ گئی یعنی فرض کرو کہ سر آدمی کی ضرورت کے موافق بازار میں مچھلیاں ہیں مگر خریدار پتھاس ہی رہے اِس صورت میں مچھلی والوں کے اندر رقابت

پیدا ہوگئی اور اس خیال سے کہ اُنکی جنس بڑی نرہ وہ سستی بیچنے لکینکے یعنی نسبت سابق کے اب وہ کم گوشت کو مچھلی دینگے پس قیمت مچھلی کی گھٹتیگی اور یہہ حال اُس وقت تک رہیگا جب تک یا تو مانگ زیادہ ہو جائے یا بہت سے مچھلی والے اپنا کام چھوڑ کے اور ہمیشہ میں لگیں اور اس وجہ سے رسد ہمتدار مانگ کے رہ جائے خلاصہ یہہ کہ اگر رسد میں کسی جنس کے فرق نہ آئے تو جتنی اُس جنس کی مانگ کم ہوگی اتنی ہی اُس کی قیمت بھی کم رہیگی *

۱۰ جو اصول اوپر بیان ہوئے ہیں انہیں کے عمل سے سارے جہاں میں رسد ہر شے کی بانداز اُسکی مانگ کے رہتی ہی دیکھ لو کہ ہر بستی میں ہمیشہ رسد ہر جنس کے موافق اُس کی مانگ کے رہا کرتی ہی! جب قیمت کسی جنس کی لاگت سے کم ہو جاتی ہی تو اُس کا بنانا ناؤتیکہ اُس کی قیمت نہ بڑھے موقوف ہو جاتا ہی اور جب لاگت سے کسی شے کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہی تو فوراً پیشہ ور اُس کے بنانے میں متوجہ ہو جاتے ہیں اور اُس کی رسد کو مانگ کے برابر کر دیتے ہیں اور قیمت بھی لاگت کی برابر ہو جاتی ہی اکثر دیکھنے میں آتا ہی کہ جب قیمت کسی شے کی زیادہ ہو جاتی ہی تو اُس کے بعد اُس کی قیمت گھٹ جاتی ہی اور گھٹاؤ کے بعد قیمت بڑھ جاتی ہی وجہ اس کی یہہ ہی کہ جب کسی چیز کی قیمت اُس کی لاگت سے زیادہ ہو جاتی ہی تو اُس کے بنانے والے اُس کے بنانے میں زیادہ متوجہ ہو جاتے ہیں اور اُس کی رسد کو اُس کی مانگ سے زیادہ کر دیتے ہیں اور اس سبب سے اُس کی قیمت گھٹ جاتی ہی اور قیمت لاگت سے کم ہو جاتی ہی تو پیشہ ور اُس کے بنانے اور اُس میں پیسہ لگانے سے باز رہتے ہیں اور اسوجہ سے رسد مانگ کی نسبت سے کم ہو جاتی ہی اور قیمت بڑھتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ اوتار چڑھاو عارضی ہی اور قیمت ہمیشہ لاگت کے برابر رہتی ہی *

۱۱ یہہ ٹھٹھاؤ اور چڑھاؤ قیمت میں اجناس کے بہت کر کے اُن کی عدم پائیداری پر موقوف ہوتا ہی جو اجناس ایسی ہیں کہ مدت تک پڑے رہنے سے خراب نہیں ہوتیں اُنکی قیمت میں بہت فرق نہیں آتا مثلاً جو لوہے کی رسد مانگ سے زیادہ ہو جائے تو اُس کی ارزانی تو فی الجملہ ہوگی مگر قیمت اُسکی بہت نہ گہائیگی کیونکہ مال والے تاوقتیکہ مانگ زیادہ نہو جائے یا کمی رسد کے سبب سے اُسکا بہاؤ تیز نہو جائے اُسکو رکھ چھوڑینگے کیونکہ رکھ چھوڑنے میں اُنکو یہہ دفعہ نہیں ہی کہ اُن کی جنس بگڑ جائیگی بخلاف اسکے جو جنسیں غیر پائیدار ہیں اُن کی قیمت میں جلد اور بہت سا فرق آ جانا ہی مثلاً تڑے فروش کی دوکان میں اگر مانگ سے ترکاری زیادہ ہو جائے تو اُس کو یہہ تردد لاحق ہوگا کہ اگر مہری جنس پڑی رہ جائیگی تو خراب ہو جائیگی اور کچھ بھی دام نہ آئینگے وہ اس خوف سے بہت سستی بیچ ڈالینگا اِس سبب سے بعض اوقات بعض جنسوں کی قیمت میں دن بھر کے اندر آدھوں آدہ کا فرق ہو جانا ہی یعنی اگر صبح کو اُنہ سیر ہوتی ہی تو شام کو وہی جنس اُنہ کی دوسیر ہکتی ہی اجناس کے جلد یا دیر میں طیار ہونے پر بھی اُن کی قیمت کا اتار اور چڑھاؤ موقوف ہی یعنی جو جنس در صورت بافراط ہونے مصالحہ کے باسانی طیار ہوسکتی ہو اُس کی قیمت میں زیادتی مانگ کے سبب سے بہت فرق نہ آئیکا جب ذرا بھی اُس کی قیمت بڑھیکے کاریگر اُس کو بافراط بنائینگے اور جلد رسد کو مانگ کی برابر کر دینگے اور خریداروں کو بھی چنداں اضطراب اُسکی خریداری میں نہوگا وہ تھوڑے دن اِس خیال سے صبر کرینگے کہ رسد جلد آجائیگی اور چند روز صبر کر نیسے اُنکو جنس مطلوبہ سستی ملیگی بخلاف اسکے اگر جنس مطلوبہ بہت دیر میں طیار ہوسکتی ہو اور ضرورت اُسکی اہم ہو تو مانگ کے زیادہ ہو جانے سے اُسکی قیمت چڑھ جاتی ہی کیونکہ اُس کے بغیر لوگوں کا گذارہ نہیں ہوتا

اور ہنرے میں اوسکے دیو لکھتی ہی اس سبب سے خریداروں کو اضطراب ہوتا
 ہی اور ایک پر ایک گرتا ہی اور قیمت کو اس کی پڑھا دینا ہی *
 یہہ بھی ظاہر ہی کہ بائع اور مشتری کا جہاں تک پائو درمیان ہی
 اس گھٹاؤ اور چڑھاؤ سے انکا نقصان برابر ہو جاتا ہی یعنی جب بیچنے والے
 کے پاس جنس کم رہ جاتی ہی اور مانگ اس کی زیادہ ہوتی ہی تو
 وہ زیادہ قیمت لیتا ہی اسبطوح جب جنس کی کثرت ہوتی ہی اور
 مانگ کم تو اس کو ضرورتاً کم نفع سے بلکہ بعض صورتوں میں لاگت سے
 کم قیمت پر اپنی جنس بیچنی پڑتی ہی ایک وقت کا نفع دوسرے وقت
 کے نقصان کا معاوضہ کر دیتا ہی جب بائع نقصان سے بیچتا ہی اسوقت
 خریدار اس کی ہمدردی نہیں کرتے اسلیئے جب وہ تھوڑے دنوں
 کے واسطے معمولی بھاؤ سے زیادہ قیمت کو اپنی جنس بیچے اس وقت
 خریداروں کو اسکا شاکي بھی نہیں ہونا چاہیئے *

۱۲ بیان مدر سے اصول عامہ جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں مستخرج

ہوتے ہیں *

اول۔ لاگت یعنی محنت جو صرف ہوتی ہی بنیاد قیمت کی
 ہی زمانہ دراز کے لیئے قیمت لاگت سے بہت تجاوز نہیں کرتی
 یعنی ہمیشہ ہر جنس لاگت پر جسمیں معمولی نفع بائع کا شامل
 ہو ملسکتی ہی مگر جو اور اسباب ایک سے رہیں تو قیمت کا
 اتنا چڑھاؤ چند روز کے لیئے صورت ہاے ذیل پر موقوف ہوگا یعنی

دوم اگر رسد زیادہ ہو جائیگی قیمت گھٹتیگی

سوم اگر رسد کم ہو جائیگی قیمت بڑھتیگی

چہارم جو مانگ زیادہ ہوگی قیمت بڑھتیگی

پنجم جو مانگ کم ہوگی قیمت گھٹتیگی

ششم عموماً اگر لاگت ایک سی رہے تو جتنی رسد زیادہ ہوگی اتنی

قیمت کم ہوگی اور جتنی مانگ زیادہ ہوگی اتنی قیمت

زیادہ ہوگی

ہفتم اگر اس اصل کو زیادہ عام طور سے بیان کرنا چاہیں تو یہ کہنا چاہیئے کہ قیمت ہرجنس کی زمانِ معین میں بمقدار لاگت کے بہ نقی و اثبات اس فرق کے جو رسد اور مانگ کی کمی اور زیادتی کے سبب سے ہوتا ہی رہا کرتی ہی *

۱۳ معلوم رہے کہ اس فن میں لفظ دولت کا ان جمیع اشیاء کو حارِی ہی جو قیمت رکھتی ہیں یعنی اپنی عوض میں دوسری جنس دلا سکتی ہیں *

زبان متعارف میں قیمت کے معنی دام ہیں یعنی وہ نقدی جو کسی جنس کی عوض میں ملے مگر اس رسالہ میں قیمت سے وہ خوبی بھی مراد لیگئی ہی جس کے سبب سے ایک جنس اپنی عوض میں دوسری جنس دلا سکتی ہی اس خوبی کو چاہے قیمت سے نامزد کر دو چاہے صفت مبادلہ سے مفہوم دونوں کا ایک ہی *

پیدائش یا صنعتِ کاری

۱۴ جو کچھ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اس سے پیدائش یا صنعتِ کاری کی تعریف بہ آسانی ہو سکتی ہی پیدائش یا صنعتِ کاری اس عمل کو کہتے ہیں جس سے کسی جنس میں کوئی خوبی پیدا کیجائے یعنی اس کو اس لائق بنایا جائے کہ اس سے کوئی حاجت رفع ہو سکے معلوم رہے کہ آدمی نہ کسی جنس کو خلق کر سکتا ہی نہ معدوم وہ فقط مادہ موجود کی ہیئت و مقام کو بدل سکتا ہی جب کسی چیز کی ہیئت و مقام کے بدلنے سے اس میں یہہ خوبی پیدا ہو جائے کہ وہ ایک ایسی حاجت رفع کر سکے جو پہلی ہیئت یا مقام میں اس سے رفع نہیں ہو سکتی تھی تو اس ہیئت یا مقام کے بدلنے کے کام کو اصطلاح میں اس فن کی صنعتِ کاری یا عملِ پیدائش کہتے ہیں اور عامل کو اس عمل کے پیدا کرنے والا یا صانع اور جو شے عملِ مذکور سے طیار ہو جاتی ہی اس کو مصنوع یا پیداوار تاکہ اشیاءِ دنیوی قابل رفع کرنے حاجتِ انسانی کے

بہیں اُن میں ہموں صدھا طرح کے تبدل کرنے پڑتے ہیں مگر ہر تبدل کسی ہی قسم کا ہو اگر اُس کے سبب سے کسی شے میں خوبی رفع کرنے حاجت انسانی اور دلانے کسی اور شے کے مبادلہ میں حاصل ہو جائے تو تبدل مذکور داخل عمل پیداویش ہو جاتا ہی معلوم رہے کہ بعض اشیا تو ہموں اپنی اصلی حالت میں دستیاب ہوتی ہیں جیسا کہ پتھر اور فلزات کانوں میں اور بعض اشیا دوسرے کاریگروں سے ملتی ہیں جنہوں نے ہم سے پہلے محنت کر کے اُن میں کوئی خوبی پیدا کی ہوتی ہی اور ہم اُن میں دوسری خوبی پیدا کرتے ہیں مگر دونوں صورت میں جو شے ہموں ملتی ہی اور جسپر ہم محنت کرتے ہیں وہ ہمارا راس المال کہلاتا ہی اور بعد صرف ہونے ہماری محنت اور حاصل ہو جانے خوبی مطلوبہ کے وہی راس المال ہمارا مصنوع بن جاتا ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ ایک ہی شے ایک کاریگر کا مصنوع ہوتا ہی اور دوسرے کا راس المال مثلاً چرم دباغ کا مصنوع ہی اور کفش دوز کا راس المال مگر معلوم رہے کہ اصطلاح اِس فن میں راس المال سے فقط مصالحہ ہی مراد نہیں ہی بلکہ جمیع اوزار اور وہ سب اشیا حاجت چنپر محنتی بسر کرتے ہیں داخل راس المال ہیں *

مبادلہ

۱۵ ہر شخص کسی نہ کسی طرح کی محنت کرتا ہی اور قسم اُس کی محنت کی اُس کے مذاق اور اُس کی صورت حال پر موقوف ہوتی ہی مگر اُسکی محنت ایک قسم خاص کی مصنوعات کے بنانے میں محدود ہوا کرتی ہی کیونکہ اِس میں اُسکا فائدہ ہی مگر اُس کی حاجات انہے کثیر ہیں جتنی کہ اشیا مصنوعی کہ رفع حاجات کے واسطے بنائی جاتی ہیں وہ آپ تو اشیا حاجات میں سے فقط ایک ہی کو بنانا ہی مگر محتاج مثلاً ہزار کا ہونا ہی اِس حالت میں اُسکو نو سو فنانوین چیزیں مبادلہ میں واسطے رفع حاجات کے مہیا کرنی پڑتی ہیں اور جو

جنس وہ آپ بناتا ہی اسکے حصص مختلف آسکو واسطے حاصل کرنے اجناس آوروں کے دینی ہوتی ہیں اور یہاں سے ضرورت مبادلہ ہائے دایمی کی پیدا ہوتی ہی اور یہی سبب ہی کہ افراد جماعت میں سے اکثر فردیں اسی کام میں مبادلہ کے مصروف رہتی ہیں اور ان افراد کو بیوپاری یا تاجر یا سودا سلف کرنے والوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں جو لوگ سامان تجارت کو خواہ براہ خشکی یا تری ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کرتے ہیں وہ بھی اسی کام میں مبادلہ کے مصروف ہوتے ہیں *

تقسیم

۱۶ بستی یا جماعت کے اوایل ہی میں عیاں ہو جاتا ہی کہ قابلیت پیدایش محنت انسانی کی بسبب اجتماع سعی اور تقسیم محنت کے زیادہ ہو جاتی ہی مثلاً اگر دس آدمی جمع ہو کر محنت کریں تو ظاہر ہی کہ انکی محنت کا نتیجہ زیادہ ہوگا بہ نسبت اُسکے جو انہیں دس آدمیوں کے الگ الگ کام کرنے سے حاصل ہو خصوصاً جب کسی کام کے مختلف حصص جدا کر دیئے جاویں اور ایک ایک حصہ ایک ایک شخص کو جو لیاقت مخصوص اُس کے انجام دینے کی دیکھتا ہو سونپا جائے جب اس المال جمع ہو جاتا ہی تو اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مالک اس المال دوسروں کے ساتھ جو فقط محنت کرتے ہیں شامل ہو جاتا ہی یعنی وہ اس المال دیتا ہی اور محنتی اُسپر محنت کرتے ہیں جب چند آدمیوں کی محنت مشترکہ سے شی مصنوعہ طیار ہو جائے تو اُس کا انتفاع سب محنت کرنے والوں میں کسی واجبی طریق سے تقسیم ہونا چاہیئے مختلف محنت کرنے والوں کو مختلف انداز اجرت کے ملنے کا استحقاق حاصل ہوتا ہی اور محنت کی اجرت اور اس المال کی اجرت میں ایک واجبی نسبت قائم کرنی ہوتی ہی معلوم ہو کہ جن اصول پر تصفیہ اس انتفاع کی تقسیم کا کیا جاتا ہی اُن کی تشریح اہل فن تقسیم کی ذیل میں کرتے ہیں *

صرف یا خرچ

۱۷ فرض کرو کہ ایک شی طیار ہوگئی یعنی اُس میں کوئی خوبی مطربہ دی گئی اور وہ اُس شخص کے پاس پہنچ گئی جسکو اُس کی ضرورت ہی اب یہ شخص اُس کو اپنے صرف میں لائیکا اور صرف میں آنے سے شی مذکور کی خوبی مخصوص غارت ہو جائیگی مثلاً ہم نے بعض محنت یا روپہ یا تالہ کے ابدھن لیا اور اُس کو مطالعہ میں چلا دیا اب ظاہر ہے کہ بعد عمل چلانے کے ابدھن میں جو خوبی چلنے اور گرمی پہنچانے کی تھی وہ جاتی رہی اس طرح اگر ہم نان بائی سے روٹی خرید کے کھالیں بعد کھانے کے خوبی مخصوص جو روٹی میں تھی جاتی رہی نان بائی بندہ خرید کے روٹی بناتا ہے بعد بن جانے روٹی کے جو خوبی میں روٹی بنانے کی ہوتی ہے وہ غارت ہو جاتی ہے پس یہ عمل جس سے ہم کسی شی کی خوبی مخصوص غارت کر دیتے ہیں اِس کی اصطلاح میں عمل صرف کہلاتا ہے اور وہ مخالف عمل پیدایش کے ہے بعض اوقات خوبی اشیاء کی محض بغرض حصول حظ نفسانی غارت کی جاتی ہے مثلاً اُنشہازی کا جلا دینا یا کسی اور دل لگی کے کام میں روپہ کا صرف کرنا اور بعض اوقات خوبی کسی شی کی نو غارت کی جاتی ہے مگر وہ دوسری ہیئت زیادہ مفید و کار آمد و قیمتی میں نمود کرتی ہے مثلاً جب کدش دوز ادھوزی کے چرسہ سے کفش بناتا ہے نو خوبی چرسہ کی بولہ درام غارت ہو جاتی ہے مگر یہ خوب دوسری ہیئت میں کفشوں کے نہ زیادہ قیمتی ہے نمود کرتی ہے غذا جو ہم کھاتے ہیں نظر سے غائب ہو جاتی ہے مگر اُس کی خوبی ہماری تازگی اور قوت میں کہ باعث ہماری محنت کرنے کا ہوتی ہے نمودار ہوتی ہے اول قسم کا صرف بہر ہوندار کہلاتا ہے اور صرف ثانی پیداوار *

۱۸ تقریر صدر سے واضح ہوتا ہے کہ علم سیاست مدنی چار حصوں پر مشتمل ہے *

حصہ اول پیدائش کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر مصحف
اس المال کے ساتھ شامل ہو کر اشیاء مدنی کے بنانے میں
صرف ہوتی ہے *

حصہ دوم مبادلہ کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر مبادلہ
کرنے والے وقت تبادلہ کے عمل کو ہے یعنی جنہر وہ اپنی
مصنعت کے ذریعہ سے دوسرے کی مصحف کے نتیجہ کو حاصل
کرتے ہیں *

حصہ سوم تقسیم کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر بموجب
اتفاق کسی مصنوع کا اُن لوگوں میں تقسیم کیا جانا ہے
جنہر نے شامل ہو کر اُس کو بنایا ہے *

حصہ چہارم صرف کے بیان میں یعنی اُن اصول کے جنہر بموجب
صفات اشیاء کے زائل کرنے میں گاہد ہونا چاہیے *
ہم ان مطالب کو بلحاظ اِس قونعب کے اِس رسالہ میں
بیان کریں گے *

مقدمہ ثانی

۱۹ واضعہ فاطرین اوراق کا جانا ہے کہ بموجب تعریف
مندرجہ مقدمہ اول کے سیاست مدنی سے علم دولت مراد ہے اور
دولت میں وہ جمیع اشیاء داخل ہیں جو حاجات انسانی رفع کرسکیں
اور اپنے عرض میں دوسری اشیاء حاجات دلا سکیں مگر نزدیک عوام کے
دولت سے فقط روپیہ مراد ہے کیونکہ جس کے پاس بہت روپیہ یا چاندی
سونا ہوا ہے اُسکو دولت مند کہتے ہیں اور جس ملک میں غیر ملکوں سے
سونا چاندی زیادہ آتا ہے اُسکی نسبت ایسا کہا کرتے ہیں کہ یہ ملک دور
بہر دولت مند ہوتا جاتا ہے اور یہ تصور عوام کا بظاہر معقول بھی نظر آتا ہے

کیونکہ روپیہ یا سونا چاندی گو بذاتِ خود کوئی حاجتِ انسانی رفع نہ کر سکیں تاہم انہیں یہہ طاقت حاصل ہے کہ جب چاہیں انکے ذریعہ سے اشیائے حاجات مہیا کر لیں قطع نظر اسکے جبکہ وہ روپیہ جمع کرنے پر بہم تن آمادہ ہوتا ہے کرساں کہیتی کرتا ہی اور کہیتی سے جر غلہ پیدا ہوتا ہے اُسکو روپیہ میں بدلتا ہی مزدور دن بھر محنت کرتا ہی اور شام کو اپنی آجرت نقدی میں مانگ لیتا ہی تاجر سامان تجارت بیچتے ہیں اور قیمت روپیہ میں لیتے ہیں جب سارے چھان کو اس عمل میں مصروف دیکھیں تو بہلا فقط روپیہ ہی کو کیونکر دولت تصور کریں مگر جتنو نظر تامل سے دیکھا جائے تو روپیہ کا طالب ہونا اسوجہ سے نہیں ہی کہ وہ دولت ہی وہ تو ایک آلہ ہی جس سے سامانِ عیش و آرام و حاجاتِ ضروری باسانی حاصل ہوسکتی ہیں روپیہ بذاتِ خود کوئی حاجت رفع نہیں کرتا اور اس لیے وہ دولت نہیں ہی فرض کرو کہ ایک آدمی کے پاس لاکھ روپیہ نقد موجود ہیں اور اتفاقاتِ زمانہ سے وہ ایسی جگہ جا پھسا کہ جہاں بجز چٹلی دیوان کے کھانے کو اور بجز انکے چرم کے پہنے کو نہیں ملتا اب اس لاکھ روپیہ سے اُسکو کونسی نعمت حاصل ہوگی ایسی حالت میں روپیہ جو اُسکے پاس موجود ہی کنکر پتھر سے بھڑ نہیں اس شخص کو کون دولت مند کہیگا لفظ دولت کا تو اس دن میں انہیں نعمائے دنیوی کی نسبت صادق آتا ہی جو رافع حاجاتِ انسانی ہیں اور جنکی عوض میں ہمکو دیگر اشیائے حاجات میسر آسکتی ہیں اگر کسی دولت مند کے گھر کو چاکر دیکھا جائے تو اُس میں ہزاروں چیزیں رافع حاجات مہیا ملینگی مگر نقدی بہت تھوڑی اب اگر اُس کی نقدی ہی سے اُس کی دولت کا انداز کیا جائے تو وہ بجائے دولت مند کے مفلس قرار پائیگا یہاں سے ظاہر ہوا کہ فقط روپیہ ہی دولت نہیں ہی وہ تو بمنزلہ ایک آلہ کے ہی کہ جس سے کام تبادلہ کا باسانی انجام پاسکتا ہی ہم کئی بار ذکر کرچکے ہیں کہ ایک

فرد بخاص ایک خاص شی کے بنانے میں متعنت کرتی ہی اور اُسکی متعنت سے جو پیدا ہوتا ہی اُس کی عوض میں اور اشیاء حاجات کو مہیا اب اگر روپیہ یعنی آلہ تبادلہ نہ تو ہر فرد کو ایک جماعت کی اشیاء حاجات کے بہم کرنے میں بڑی دقت پیش آئے مثلاً کوسان غلہ پیدا کرتا ہی اور اُسکو کپڑا اور چوڑا اور برتن وغیرہ مطلوب ہیں واسطے حاصل کرنے اِن اشیاء حاجات کے اُسکو چاہیئے کہ اپنے غلہ کو لاد کے کسی بستی میں جائے اور تلاش کرے کہ کونسا ہزار اور کفش دوز اور کسیرا طالب غلہ ہی بعد تلاش کے اُنکو اپنا غلہ دے اور اُسکی عوض میں اشیاء حاجات لے اِس میں اُسکو کمال تکلیف ہوگی اور اُسکا وقت ضایع جائیگا اور چونکہ بصورت نہونے روپیہ کے ہر پیشہ ور کو یہی دقت پیش آتی ہی اِسلیئے واسطے مٹانے اِس دقت اور تکلیف کے بافاق رائے ایک ایسی چیز مقرر کی گئی جسکو سب اپنی جنس کی عوض میں بلا تحمل لیلیں اور اُسکے بدلہ میں جس چیز کو چاہیں مہیا کریں اِس جنس کا نام روپیہ رکھا گیا چونکہ وہ ایسی چیز ہی کہ اُسکا لینا ہر شخص کو منظور ہوتا ہی اِس لیئے ہر پیشہ ور اپنی جنس کا اول اُس سے مبادلہ کرتا ہی اور پھر اُسکے ذریعہ سے دیگر اشیاء حاجات کو بہم پہنچاتا ہی مگر یہہ جنس دولت نہیں ہی وہ صرف آلہ تبادلہ ہی اور کچھ ضرور نہیں ہی کہ وہ چاندی سونا ہو کوئی شی جو باقرار اہل جماعت کے مقرر ہو جائے اور جسکو جمیع اشخاص بلا دغدغہ بعوض اپنی اجناس کے لیلیا کریں وہ یہہ آلہ بن سکتی ہی ٹکڑے کاغذ یا چمڑے کے بھی یہہ کام دیسکتے ہیں زمانہ حال میں یہہ کام کاغذ سے بہت آسانی اور آرام سے انجام پانا ہی قیمتی دھاتیں مثل چاندی اور سونے کے جو واسطے بنانے اِس آلہ کے مقرر ہوئی ہیں اِس کی وجہ یہہ ہی کہ اُن میں صفات متخصرہ ہیں اور اِن صفات کو ہم بجائے مناسب بیان کریں گے *

۲۰ اب ہم اِسی مطلب کو کہ روپیہ بذات خود دولت نہیں ہی دوسرے طریق سے بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ فی الحال ہمکو یہہ عادت

ہو رہی ہے کہ ہر جنس کی قیمت کا انداز اس روپیہ سے کرتے ہیں جو اسکی عوض میں ملتا ہے یعنی ہمارے روپیہ کو پیمانہ بنایا ہے اور اس سے ہر جنس کی قیمت کا انداز کرتے ہیں مثلاً جب کوئی پوچھتا ہے کہ گھڑوں کیا بھاڑ ہے تو کہا جاتا ہے کہ بارہ سپر یعنی ایک روپیہ کا بارہ سپر جب کوئی پوچھتا ہے کہ سال پیوستہ کی نسبت امسال گھڑوں سستا ہے یا مہنگا تو جواب دیا جاتا ہے کہ سال پیوستہ میں دس سپر تھا امسال بارہ سپر ہے یعنی امسال سال پیوستہ کی نسبت سے فی روپیہ دو سپر زیادہ ہے یا کوئی پوچھے کہ چنا سستا ہے یا گھڑوں تو کہتے ہیں کہ چنا روپیہ کا پندرہ سپر ہے اور گھڑوں بارہ سپر اس لئے چنا سستا ہے خلاصہ یہ کہ روپیہ کی قیمت کو معین سمجھتے ہیں یعنی یہہ جانتے ہیں کہ اس میں کس بیشی نہیں ہوئی جو فرق آتا ہے وہ اجناس کی قیمت میں آتا ہے مگر معلوم رہے کہ روپیہ کی قیمت کو معین سمجھنا امر اعتباری ہے اگر اجناس کی قیمت کو معین سمجھیں تو روپیہ کی قیمت میں کمی بیشی کہنے لکینگے مثلاً اگر سال پیوستہ میں من بہر گھڑوں کے واسطے چار روپیہ ملتے تھے اور امسال اسی من بہر کے واسطے آٹھ روپیہ تو یہہ کہہ سکتے ہیں کہ امسال روپیہ سستا ہو گیا مگر چونکہ روپیہ ایسی جنس کا بنایا جاتا ہے جسکی لاگت میں کمی بیشی بہت کم ہوتی ہے اس لئے بوقت واقع ہونے کمی بیشی کے یہہ ہی تصور کیا جاتا ہے کہ اجناس کی قیمت میں کمی بیشی ہوئی کوئی روپیہ کی قیمت میں کمی بیشی تصور نہیں کرتا مگر ہم مقدمہ اولیٰ میں بیان کرچکے ہیں کہ اجناس کی قیمت کا گھٹاؤ اور بڑھوؤ انکی رسد کی کمی بیشی پر ہوتا ہے تحقیق کرنا چاہیئے کہ اس باعث کمی و بیشی سے قیمت میں روپیہ کے کیا اثر ہوتا ہے اور ہم ذکر کرچکے ہیں کہ روپیہ آلہ تبادلہ ہے اب فرض کرو کہ ایک ہستی میں واسطے انجام دینے کلم تبادلہ کے ہزار روپیہ لگتے ہیں اور اس ہستی میں بصورتیں لگنے ہوا

روپیہ کے گڑھوں روپیہ کا من بھر بکتا ہی اب اگر بجائے ہزار روپیہ کے اُس
 بستنی میں دو ہزار روپیہ اُسی کام تبادلہ کے واسطے آجائیں اور وہ زیر زمین
 دفن یا صندوق میں بند نکیٹے جائیں اور اُس بستنی کے باہر بھی نکٹائیں
 تو اِس زیادتی رسد کا بجز اِس کے اور کیا نتیجہ ہوگا کہ قیمت اُسکی
 گھٹ جائے یعنی اب من بھر گڑھوں بجائے ایک روپیہ کے دو روپیہ ہوں
 اُنیکا یعنی روپیہ میں جو قدرت دلائے اشیاء حاجات کی پہلے تھی وہ نصف
 رہ جائیگی پہلی صورت میں سو روپیہ کی آمدنی والے کو جو اشیاء
 حاجات سو روپیہ میں ملتی تھیں اب اُننی اُننے روپیہ میں ملیں گی اُسکے
 پہلے کے وقت کے سو روپیہ جو کام دیتے تھے وہ کام ابکے سو روپیہ نہ دینگے
 جو اشیاء حاجات اُسکو پہلے پچاس میں ملتی تھیں اب سو روپیہ میں
 ملیں گی یعنی اُسکی دولت پہلے کی نسبت سے آدھی رہ جائیگی اُسکی
 آمدنی کا روپیہ تو وہی رہا مگر اُسکی استطاعت خرید نے سامان
 عیش و آرام کی آدھی رہ گئی اِس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ روپیہ
 جسکو دولت سمجھتے تھے وہ دولت نہیں ہی دولت تو وہی اشیاء ضروری
 ہیں جس سے حاجتیں رفع ہوتی ہیں اور جنکی عرض میں ہموار اور
 چیزیں مل سکتی ہیں یہاں سے یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ جس ملک
 میں ہر سال ضرورت سے زیادہ روپیہ کی کثرت ہوتی جائیگی وہ ممکن ہی
 نہ بجائے ہر سال زیادہ دولت مند ہونے کے مفلس ہوتا جائیگا بخلاف
 اِس کے اگر ایک ملک میں روپیہ تو بقدر حاجت یعنی ضرورت انجام
 دینے کام تبادلہ کے ہو مگر وہاں کے لوگ جتنا سامان معیشت غیر ملکوں
 سے اپنے ملک میں لاتے ہوں اُننے ہی کا مال اپنے ملک سے عرض میں غیر
 ملکوں کو بھی لیجاتے ہوں تو یہ ملک روز بروز دولت میں زیادہ ہوتا
 جائیگا دولت مند ہونا کسی ملک کا اِس پر موقوف نہیں کہ غیر ملکوں سے
 روپیہ یا چاندی سونا اُس میں لایا جائے بلکہ اُس میں کہ غیر ملکوں
 سے اُس کے اندر وہ سامان معیشت لایا جائے جسکے پیدا کرنے کی

آنکو خصوصیت حاصل ہو اور اُسکی عوض میں وہ چیزیں بھیجتی جائیں جو کہ ملک مذکور میں پیدا کیا جانیکی خصوصیت رکھتی ہوں ایسی کارروائی میں یہہ فائدہ ہی کہ لوگوں کو اشیاء حاجات مستی ماینگی یعنی وہ اپنی محنت کے نتیجہ سے زیادہ عیش و آرام کے سامان پر قدرت رکھینگے واسطے توضیح اس قول کے ہم یہاں ایک مثل فرضی درج کرتے ہیں فرض کرو کہ ہندوستان میں افیون بہت آسانی اور کم خرچ سے پیدا ہو سکتی ہی اور بہاؤ اُسکا فی روپیہ تین چھٹانک ہی اور چار دقت سے پیدا ہوتا ہی اور بہاؤ اُسکا فی روپیہ ہاؤ سیر ہی فرض کرو کہ چین میں چار آسانی اور کم خرچ سے پیدا ہوتا ہی اور افیون دقت اور زیادہ خرچ سے اور نوخ چار کا فی روپیہ تین ہاؤ ہی اور افیون کا فی روپیہ ایک چھٹانک اور کہ اگر چین کی چار ہندوستان میں لاکر بھیجی جائے تو بعد اداے خرچ باربوداری وغیرہ کے وہ روپیہ کی دو ہاؤ یعنی آدہ سیر بک سکتی ہی اور اگر ہندوستان سے چین کو افیون لیجائی جائے تو وہ روپیہ کی دو چھٹانک بک سکتی ہی اس صورت میں اظہار ہی کہ دونوں ملکوں کا فائدہ اسی میں ہی کہ اہل ہند افیون کو پیدا کر کے چین لیجائیں اور چین والے چار پیدا کر کے ہندوستان میں لائیں اب فرض کرو کہ چین اور ہندوستان میں باب تجارت جاری نہیں ہی اور دونوں ملک اپنی اپنی زمین پر چار اور افیون پیدا کر کے اپنے صرف میں لاتے ہیں اور سال بھر میں ایک ایک شخص بیس بیس چار اور سیر سیر بھر افیون کا خرچ رکھتا ہی اس صورت میں

مخرج سالانہ ایکس آنہی چین کا

چار ۲۰۰ روپیہ نہ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
انہوں ۱ مار فی روپیہ ۲۰ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
میزان کل	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰

چار ۲۰۰ روپیہ نہ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
انہوں ۱ مار فی روپیہ ۲۰ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
میزان کل	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰

اب فرض کرو کہ دونوں سالوں میں تجارت چارپ ہو گئی اور ہندوستان سے چین کو انہوں ۱ مار چین سے ملے۔ سنوں کو چار ۲۰۰ روپیہ اس صورت میں سالانہ مخرج دونوں شخص کی حسب ذیل ہوگی *

مخرج سالانہ ایکس آنہی چین کا

چار ۲۰۰ روپیہ نہ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
انہوں ۱ مار فی روپیہ ۲۰ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
میزان کل	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰

مخرج سالانہ ایکس آنہی ہندی کا

چار ۲۰۰ روپیہ نہ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
انہوں ۱ مار فی روپیہ ۲۰ مار	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰
میزان کل	۰۰۰	۰۰۰	۰۰۰

اس حساب سے واضح ہے کہ ہندوستان کے ایک آدمی کو ان دنوں جنسوں کے خرچ میں چالیس روپیہ سال کی اور چین کے آدمی کو اٹھ روپیہ سال کی بچت ہوئی اور اس بچت سے یہ دونوں آدمی نسبت سابق کے حسب تجارت نہ تھے زیادہ اشیاء حاجات پر قدرت رکھ سکتے تھے اور وہ نسبت زمان سابق کے اب زیادہ دولت مند اور فارغ البال کہلا سکتے ہیں :

۲۱ اس مقام پر ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متعلق دولت کے اہل ہند کی اس شکایت کی تحقیقات کی جائے کہ زمانہ حال میں ملک ہندوستان سے بعد سرکار انگریزی روپیہ کی برکت چائی رہی یعنی تھوڑے روپیہ سے جو کام پہلے نکلتا تھا اب نہیں نکلتا اور ہر شی روز بروز گراں ہوتی جاتی ہے عوام کے نزدیک برکت کا جاتا رہنا مسلم ہے اور واقعی یہ شکایت کچھ قدر درست بھی ہے یعنی درحقیقت فی الحال بعض لحاظوں میں خاص مقدار روپیہ سے اتنا کام نہیں نکلتا جتنا پہلے نکلتا تھا تحقیقات اس برکت جانے کی بہت دلچسپ ہے مگر افسوس کوئی اُسکی طرف توجہ نہیں کرتا سب شکایت تو کرتے ہیں مگر اسباب اُسکے تلاش نہیں کرتے اس مقام پر ہم سب اسباب بیان نہیں کرسکتے مگر شاید اس کتاب میں کسی اور جگہ انکی تحقیق میں تردد کریں یہاں فقط انہیں کو کہتے ہیں جو حال کی بحث سے تعلق رکھتے ہیں واضح ہو کہ قطع نظر کثرت آدمیوں اور اُسکے سبب سے تردد میں آئے زمین کم پیداوار اور درستی شاہراہوں اور ریلوے یعنی لوہے کی سڑک کے جو سبب گھٹانے خرچ بار برداری کے قیمت اجناس کی ہر جگہ تخصیماً برابر کردیتی ہے امنیت ملک اور کثرت تجارت اور اُسکے سبب سے زیادہ منفع میں آجانے روپیہ کے ملک ہندوستان میں اس کمی برکت روپیہ میں بہت دخل رکھتی ہے توضیح اس مبہم کی یہ ہے کہ پہلے وقتوں میں اس ملک کے اندر امن کم تھا چان و مال لوگوں کا اتنا سلامت نہیں تھا

جتنّا اپنا ہی سارے قَر خاقوں اور غارتگروں کے اکثر مالدار اپنے روپیہ کو ظاہر نہیں کرتے تھے زمین کے تلے گاڑ رکھتے تھے مگر جب سے امری حاصل ہوا اور مالداروں کو لٹنے یا سرکاری مدعت کا تردد نہ رہا آنہوں نے دبا ہوا روپیہ باہر نکالا اور اُسکو بیچ میں لکایا سوائے اِس کے جو کثرتِ تجارت کی غیرو ملکوں سے اِس زمانہ میں ہوئی وہ پہلے کبھی کہیں تھی کثرتِ تجارت تو باعثِ دقت نہیں مگر اِس تجارت میں ایک خصوصیت ہی اور وہی خصوصیت باعثِ کمیِ برکتِ روپیہ کا ہوئی ہی خصوصیت مذکور یہہ ہی کہ ملکِ ہندوستان سے خام پیداوار یعنی اجناس غیرو ملکوں کو بہت جاتی ہی اور اُس کی عوض میں سوائے اجناس غیرو ملکوں کے سونا چاندی اُن ملکوں سے بہت چلا آتا ہی اور یہہ سونا چاندی دارالضربوں میں ہر سال سکے ہوکر ملک میں پھیلتا ہی یعنی ہر سال اِس ملک میں تعدادِ روپیہ کی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور یہہ بات ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ جسقدر روپیہ کی افراط ہوگی اسیقدر وہ سستا ہوگا یعنی اُسکی عرض میں اشیاء حاجات کم ملینگی اور خواہ مخواہ روپیہ کی برکت گھٹ جائیگی اِس ملک میں روز بروز اُن اجناس کی جو یہاں پیدا ہوتی ہیں گرانی ہوتی جاتی ہی خصوصاً غلہ کی جس پر مدارِ زندگی کا ہی اِس گرانی سے فقط اُنہیں لوگوں کا نقصان ہی جو آمدنی معین روپیہ میں رکھتے ہیں کیونکہ زمین والوں کی زمین قیمتی ہوتی جانی ہی مزدور اپنی اجرت بڑھا لینے ہں تاجر اپنی جنسوں کی قیمت چڑھاتے ہں خرابی اُنہیں کی ہی جو نقدی معین پاتے ہیں ایک نہ ایک روز سرکار والا تبار انگریزی اور رؤساء ہندوستانی کو اِس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ وہ اپنے ملازموں کی فسخواہ بڑھائیں تقریر صدر سے زیادتی روپیہ کہ اِس زیادتی کے سبب سے کم ہو جانا قیمتِ روپیہ کا تو ظاہر ہو چکا اب ہم کہتے ہیں کہ باوجود کم ہو جانے قیمتِ روپیہ کے قیمت اُن اشیاء کی جو

اور ملکوں سے یہاں لائی جاتی ہیں نسبت اُس زمانہ کے کہ وہ نہیں لائی جاتی تھیں اور یہیں بنائی جاتی تھیں زیادہ نہیں ہی مثلاً سوئی یا سوٹ یا مینخ آہنی یا کپڑا وغیرہ سامان ولایت کا آیا ہوا جتنا فی الحال ایک روپیہ میں ملتا ہی اُس قدر پہلے زمانہ میں یہاں کا بنا ہوا نہیں ملتا تھا اگر یہاں کا بنا ہوا سامان سستا ہوتا تو اسی سامان کو کوئی غیر ملکوں سے نہ لانا اور اس ملک کے کارخانے بند نہو جاتے بند ہو جانا کارخانوں کا خود دلیل اس امر کی ہی کہ غیر ملکوں سے آیا ہوا سامان یہاں کے بنے ہوئے سامان سے زیادہ نفیس اور سستا ہی اور برکت روپیہ کی اُس سامان کی نسبت کم نہیں ہوئی بلکہ اُنکی نسبت برکت زیادہ ہو گئی کیونکہ اب اندری اعلیٰ سب اُس سامان کو برتنے لگے اب رہیں جنسیں جو اب بھی اس ملک میں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً غلہ ان جنسوں کی نسبت شاید روپیہ کی برکت کم ہو گئی ہو اور اُسکے کم ہونے کے اسباب میں سے ایک تو وہی سبب کثرت و ارزانی روپیہ کا ہی جو ہم اُدھر بیان کر چکے ہیں باقی سببوں کو اُنکے اُنکے متعلیٰ بیان کرینگے مگر یہاں اتنا بیان کر دیتے ہیں کہ ہمارے ملک کے لوگوں کو واسطے اسودگی اس ملک کے چاہیئے کہ ایسی تجویزیں نکالیں کہ جن چیزوں کے پیدا کرنے کی اس ملک کو خصوصیت حاصل ہی اُنکی لاگت میں تخفیف ہو اور جو اشیاء کہ اب بھی یہاں بنائی جاتی ہیں مگر وہ غیر ملک سے سستی میسر آ سکتی ہیں اُنکو یہاں نہ بناویں اُنکو غیر ہی ملک سے لاویں تاکہ سستی آویں اور غیر ملک سے جو زیادہ روپیہ فی الحال ہمارے ملک میں بعوض ہمارے ملک کی اجناس کے ہر سال چلا آتا ہی اُس میں کمی ہو اگر تلاش کی جائیگی تو ایسی چیزیں بہت سی معلوم ہو جائیں گی کہ جو وارے سے غیر ملکوں سے یہاں آ سکتی ہیں ہمارے ملک والوں کو تو بحالت ہونے آزادی تجارت کے انہیں چیزوں کو پیدا کرنا چاہیئے جنکے

پیدا کرنے کی ہمارے ملک کو خصوصیت حاصل ہے اور جہاں تک ہو سکے اس امر میں سعی کرنی چاہیئے کہ اُنکے پیدا کرنے کے صرف میں کمی اور تخفیف ہو *

۲۲ تقریر صدر سے یقین ہے کہ ناظرین اوراق کے ذہن نشین ہو جائیگا کہ سیاست مدنی میں دولت سے فقط روپیہ پیسہ مراد نہیں ہے بلکہ اُن جمیع اشیاء کا آمد و پسندیدہ سے مراد ہے جو قیمت رکھتی ہیں اب دریافت کرنا چاہیئے کہ دولت شخصی اور ملکی میں کچھ فرق ہے یا نہیں واضح ہو کہ ایک ملک یا جماعت افراد سے مشتمل ہوتی ہے اور اگر افراد کی دولت کو جمع کریں تو مجموعہ کا نام دولت ملکی ہو سکتا ہے اور جن اصول پر پیدائش و تقسیم و مبادلہ اور صرف افراد کی دولت کا موقوف ہوگا انہیں ہر ملکی دولت کا بھی موقوف ہونا چاہیئے مگر اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بعض حصص دولت افراد کے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ داخل ملکی دولت کے نہیں ہو سکتے مثلاً فرض کرو کہ ایک دولت مند نے ایک ہزار روپیہ زید کو دیئے اور یہہ قرار لکھا لیا کہ وہ دس روپیہ مہینہ سود کا دیا کرے اب دولت مند کی جیب سے ہزار روپیہ نکل گئے اور اُنکی عوض میں ایک کاغذ قرار داد کا ملکہ یہہ کاغذ اُسکے نزدیک ہزار روپیہ کی دولت کے برابر ہے کیونکہ اُسکے ذریعہ سے اُسکو آمدنی بھی ہوتی ہے اور اگر چاہے تو وہ اُسے ہزار روپیہ کو بازار میں بیچ بھی قالے مگر یہہ کاغذ گو کہ دولت مند کی دولت ہے مگر ملک کی دولت میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر قرار داد مذکور باطل ہو جائے تو نتیجہ اسکا یہہ ہوگا کہ ہزار روپیہ جیب سے دولت مند کے چلتے رہینگے اور دولت میں زید کے ہرہ جائینگے مگر کل تعداد دولت میں ملک کے کچھ فرق نہ آئیگا اُسکی مقدار تو نہ گھٹے گی نہ بڑھے گی جیسے جیسے ہرہ دستاویز قرار داد ملک کی دولت میں کچھ افزائش نہیں ہوئی ریسی ہی دستاویز کے باطل ہونے سے آسمیں

کچھ کمی نہ آئی دولت شخصی اور ملکی کے اندر جو بعض اعضاء میں فرق بیان کیا گیا ہی آسکو ذہن میں رکھنا چاہیئے کیونکہ اُسکے ذہن میں نہ رہنے سے اکثر غلطی سرزد ہو جاتی ہی مثلاً بوقت مقرر کیا جانے محصول آمدنی کے میر مال جو دارندگان اور نویسندگان تمسکات دونوں پر اُنکی اُنکی کل آمدنی کے موافق محصول مقرر کرنا ہی یہہ اُسکی غلطی ذہم کا نتیجہ ہی کیونکہ دارندگان تمسکات کی آمدنی اُس روپیہ کے سود سے ہوتی ہی جو وہ قرضہ دیتے ہیں اور نویسندگان تمسکات اُسی روپیہ کو ہنج بیوپار میں لگا کے نفع پیدا کرتے ہیں اور اُسی نفع یا آمدنی سے سود قرضہ دینے والے کا ادا کرتے ہیں اگر اُنکی کل آمدنی پر محصول لگا لیا جائے تو گویا زر سود کی آمدنی پر بھی محصول ادا ہو گیا پس دارندگان تمسک سے محصول لینا ہیچا ہی اگر اُنسے لیا جائیگا تو گویا اصل آمدنی کے محصول سے زیادہ محصول لیا جائیگا اگر دارندگان تمسک سے محصول لیا جائے تو مناسب ہی کہ نویسندگان تمسک کی کل آمدنی سے رقم سود کی مجبورا دے کے جو باقی رہے اُسپر محصول لگایا جائے ہاں اگر ایک ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں بطور قرض کے جا کر لگے اور اُس سے ملک اول میں سود کی آمدنی ہو تو اُسپر محصول لگانا جائز ہو سکتا ہی مگر یہہ بھی اُسکے ساتھ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر یہہ دونوں ملک ایک ہی حاکم کے ماتحت ہوں تو وہ بمنزلہ دو ملکوں جداگانہ کے متصور نہیں ہو سکتے اور تمسکات زر قرضہ دولت ملکی میں شامل نہونگے *

۲۳ بعد لکھنے اِن مراتب کے خاطر کو ناظرین اوراق کے اُس اختلاف عجیب کی طرف مایل کیا جاتا ہی جو بمعاملہ دولت اقوام مختلف میں اور بزمان مختلف مشاہدہ ہوتا ہی یہہ اختلاف مقدار اور اقسام دولت ہی میں نہیں پایا جاتا بلکہ ایک جماعت خاص کی کل دولت اُسی بستی کی افراد میں بخصص مختلف منقسم ہوتی ہی

شاید زمان حال میں کوئی جماعت بغی نوع انسان کی ایسی نہ ہوگی کہ جو روئیدگی خود رو ہر ہر کرے ہو مگر بہت سی جماعتیں اب بھی ایسی ہیں کہ مدار انکی قوت کا بہت کرے جنگل کے حیوانوں اور شکار پر موقوف ہی ہوستیں انکا لباس ہی اور برگ و شاخ درخت سٹف و جدار جب چاہیں چھوڑ کر الگ ہو جائیں غذا اس قابل نہیں کہ ذخیرہ کیجائے اور چونکہ مایحتاج کا ذخیرہ نہیں ہوتا اکثر کو عذاب گرسنگی اوتھانا ہوتا ہی دولت ان لوگوں کی مشتمل ہی ان ہوستیں سے جو وہ پہنتے ہیں اور چند زوروں سے جنکے پہنے کا شوق رکھتے ہیں اور برتن اور ان آلات سے جنسے شکار مارتے ہیں یا حریفوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو انکو سے جنہر بیتھ کر دریا سے پار ہوتے ہیں یا مچھلیوں کا شکار کرتے ہیں یا شاید سنبھور یا دیگر پیداوار جنگل و پہاڑوں سے جنکو اس غرض سے جمع کرتے ہیں کہ انکی عوض ناچاران اقالیم تربیت یافتہ سے کمل و شراب و تماکو وغیرہ اشیاء حلالت یا نفیس آلات شکار مہیا کریں اس فہرست مختصر پر اشیاء دولت اس جماعت کی انکی زمین کو بھی چڑھانا چاہیئے گو کہ اس آلہ پیدائش سے وہ لوگ بہت کم کام لیتے ہیں تاہم وہ باعث انکی قوت کا ہوتی ہی اور اگر انکے قرب و جوار میں کوئی ایسی قوم ہو جو زراعت کرتی ہو اور طالب زمین ہو تو تو ان کی زمین قہمت بھی رکھتی ہی یہہ حالت نہایت ہی افلاس کی ہی جسمیں ساری فردیں ایک جماعت بغی نوع انسان کی مہبتا پائی جائیں بعض دولت مند ملکوں میں یہہ تو ہوتا ہی کہ بعض فردیں ایسی حالت افلاس میں مبتلا ملتی ہیں مگر ساری جماعت کا یہہ حال نہیں ہوتا ہندوستان میں ایسی حالت افلاس کی فی الجملہ پہیلاوں میں پائی جاتی ہی کیونکہ دیکھا گیا کہ یہہ لوگ جنگل اور پہاڑوں میں رہتے ہیں شکار اور جنگلی درختوں کے پھلوں پر مثل چرونجی اور مرہ وغیرہ کے بسر کرتے ہیں بانس اور درخت کے پتوں سے چھونڑا بناتے ہیں

تین چار مٹی کے برتن رکھتے ہیں جب جارا لگا جنگل سے لکڑی کاٹی آگ چلائی اور تانپے لگے جہاں کوئی اپنے سے زبردست نظر آیا تیر کمنٹھ ہاتھ میں لیا جھونپڑی کو سلام کیا اور پہازوں کو نکل کھڑے ہوئے بجز پھٹے پورائے کمل اور تیر کمنٹھ اور چٹھڑا لنگوٹی کے اور کچھ سامان نہیں رکھتے ایسی بدتر حالت اور کون ہوگی جسمیں قوم کی قوم مبتلا پائی جائے *

۲۳ اس حالت سے بڑا درجہ ترقی کا گلہ بانی ہی کہ جب بندہ ہاے خدا مویشی پالتے ہیں اور اُن کے دودھ اور گوشت پر بسر کرتے ہیں اس حالت میں اُن کو جنگلوں کے اندر شکار کی تلاش میں بھٹکنا نہیں پڑتا اور قوت روز مرہ کی طرف سے فی الجملہ دغذغہ مت جاتا ہی یہ حالت آئندہ کی ترقی کے لیئے بہت سازگار ہوتی ہی اور اُس میں لوگوں کے پاس دولت بھی زیادہ جمع ہو جاتی ہی جب تک قدرتی چراگاہیں زوئے زمین کی موجود ہوتی ہیں اور کلیہ دخل و تصرف میں بعض بعض لوگوں کے نہیں آ جاتیں تب تک ذخیرہ غذا کا ہمیشہ بڑا سکتا ہی اور سلامت بھی رہ سکتا ہی اور بجز اسکے کہ مویشی کو درندوں اور غارتگروں کے گزند سے بچائیں لوگوں کو اس ذخیرہ کے بڑھانے میں اور کچھ صنعت نہیں کرنی پڑتی مرور ایام میں محتنتی اور کفایت شعار اپنی ذات کی سعی اور تردد سے اور سودار قبیلہ توابع کی محتنت اور جانفشانی سے بڑے بڑے گلوں کے مالک ہو جاتے ہیں اور اس نہج سے افراد قبیلہ میں معاملہ مقدار دولت بڑی کمی بیشی راہ پاتی ہی جو حالت وحشت میں وجود نہیں رکھتی کیونکہ اُس حالت میں لوگوں کے پاس ضروری سامان معیشت بھی اچھی طرح سے نہیں ہوتا دولت جمع ہونے کا تو کیا ذکر ہی گلہ بانی کی حالت میں بعض افراد کے پاس تو اتنا ذخیرہ فراہم ہو جاتا ہی کہ وہ ایک جم غفیر کی بسر کے واسطے کفایت کرے اوروں کے پاس فقط ضرورت کے برابر

ہوتا ہی اور بعض کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر خوبی یہہ ہی کہ غذا کی تنگی اور کمی نہیں رہتی کیونکہ کامیاب اور منہول اپنے ذخیرہ سے بجز اس کے اور کیا کام لے سکتے ہیں کہ جو کم نصیب ہوں اُن کی پرورش کریں اور جسقدر ایسی فردیں اُن سے توسل پیدا کرتی ہوں اُسقدر اُن کی اہمیت اور قوت میں افزائش ہوتی ہی بجز اس کے کہ اپنے امور کی نگرانی اور سربراہی کریں اور متوسطوں کو فراہم لائیں اُن کو کچھ اور محنت نہیں کرنی پڑتی یہہ متوسط جنگ و پیکار کے وقت میں اُن کی طرف سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور امن کے ایام میں اُن کی خدمت کرتے ہیں اِس حالت گلہ بانی میں ایک بڑی خوبی یہہ ہی کہ اُس میں اکثر افراد قبیلہ کو مہلت اور فرصت ملتی ہی فکر معیشت میں تھوڑا ہی وقت صرف ہوتا ہی اور مابقی شام و پکاہ کی معاش کے دغدغہ سے متغص نہیں ہوتا ایسی حالت بے فکری میں لوگوں کے دلوں میں نئی نئی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں اور اُن کے رفع کرنے کا موقع بھی ملتا ہی یعنی متوسطوں کے دلوں میں اچھے اچھے مکانات اور لباس اور آلات وغیرہ کی تمنا پیدا ہوتی ہی اور چونکہ اُن کے پاس ذخیرہ غذا پس انداز ہوتا ہی اُن کے توابع میں سے بعض فردیں یا دیگر اہل حاجات گلہ بانی کو چھوڑ کے اُن کی حاجتوں کے سامان کے بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور حرفت و دستکاری کی بنیاد قائم کر کے آہستہ آہستہ اُس کو رونق دیتے ہیں اگر تواریخ میں تلاش کیا جائے تو کوئی قبیلہ گلہ بانوں کا ایسا نہ ملیگا جس میں حرفت و دستکاری مروت یا باریک کام کی نہ ہو جو قومیں فی الحال زیور علم و ہنر سے آراستہ ہیں اُن میں بزمان گلہ بانی لوگوں کو کانٹے اور بگنے اور رنگنے اور دباغی وغیرہ میں قدرت تامہ حاصل تھی بلکہ بعضے علوم نے بھی اُسی زمانہ میں کھری میں وجود پایا ہی چنانچہ روایت ہی کہ گلہ بانان کلدیا علم ہیستہ کے موجد ہیں اور یہہ روایت قرین فیاس معلوم ہوتی ہی کیونکہ حالہ

گلہ بانی میں لوگوں کو وسیع میدانوں میں واسطے چرانے مرواشی کے دھنا پڑتا تھا وہ گردشات اجرام فلکی کو ضرور دیکھتے ہونگے اور کیا عجب ہی جو انہیں سے تعین وقت اور جہات کرتے ہوں *

۲۵ واضح ہو کہ تحریل اہل جماعت کی اس حالت سے بحالت مرزبانی کچھ آسان نہیں ہی وہ تو مرور ایام میں بتدریج و باقتضای اسباب صورت وقوع کی پکڑتی ہی یعنی بہ تملی ایام جب آدمیوں اور چاروازیوں کی کثرت ہو جاتی ہی اور خود زر چراگاہیں روے زمین کی آنکی، بسر کے واسطے کفایت نہیں کرتیں تب ضرورتاً زمین کا تردد کرنا پڑتا ہی اور گلہ بانوں میں سے بعض قبائل بتدریج مرزبان ہو جاتے ہیں اور قبائل دیگر اسی ضرورت کے سبب سے اپنے وقت پر پہلے تو مرز بانوں پر زور دیتے ہیں اور جب اُن کو اپنے سے قوی پاتے ہیں اور تاب مقاومت اور معادلت کی نہیں لاسکتے تب انہیں کے موافق وہ بھی مرزبان بن جاتے ہیں بعد اس تحریل کے پھر ترقی اگر اسباب غیر معمولی معین نہ ہو جائیں جلدی نہیں ہوتی کیونکہ ہر چند بارجود غیر کامل ہونے فن زراعت اور آلات کشاورزی کے زمین سے غذا بہت زیادہ بہ نسبت اُس کے جو بحالت گلہ بانی میسر آتی ہی پیدا ہوتی ہی اور پس انداز بھی زیادہ ہوتا ہی اور بہت زیادتی پس انداز کی بالضرور باعث زیادتی آبادی کا ہوتی ہی مگر معلوم رہے کہ واسطے حصول اس پس انداز کثیر کے محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہی اور اس سبب سے مرزبانوں کو اتنی مہلت اور فرصت نہیں ملتی جتنی گلہ بانوں کو حاصل رہتی ہی اور مرزبان اگر سر زمین و آب و ہوا سازگار نہو اپنی ضرورت سے استفادہ زیادہ پیدا نہیں کرسکتے کہ وہ دیگر قسم کی محنت کرنے والوں کی کثرت سے پرورش و پرداخت کریں قطع نظر اس کے اُن کی پیداوار کا پس انداز چاہے تھوڑا ہو چاہے بہت اُن سے چھن جاتا ہی یعنی یا تو سرکار جس کے وہ ماتحت ہوتے ہیں لیلیتی ہی یا وہ لوگ کہ جنہوں نے

بدعوی قوت یا شرف خاندان یا واقف کاری کے معاملات دینیہ سے اپنی بزرگی کا نقش لوگوں کے دلوں پر جمایا ہوتا ہی *

۲۹ زمانہ قدیم سے سلطنت ہاے عظیم کہ بلاد وسیع ایشیا میں قائم ہوتی آئی ہیں واسطے اس طریق اخذ پس انداز مزارع کے مختص ہیں ہر چند حسب اقتضای طبعیت اور میلان خاطر حاکم شخصی کے ان بلاد کی عملداری کا طریق بدلتا رہتا ہی مگر کسی بھی عملداری میں بیچارہ مزارع کو سوائے اس قدر سرمائے کے جو اس کے حوائج ضروری کے لیئے کفایت کرے اور کچھ نہیں ملتا بعض صورتوں میں تو ان بیچاروں پر اتنی تنگ طلبی ہوتی ہی کہ ان کے پاس حوائج ضروری کے لیئے بھی کچھ باقی نہیں رہتا اور حاکموں کو بحالت محبوری اسی مال میں سے کہ جو سابق آن سے لے چکے ہیں ایک حصہ بطور تقاری کے دینا پڑتا ہی تاکہ یہ بیچارے بیم و کھاد کا بندوبست کریں اور نئی فصل تک عذاب گرسنگی سے بچیں ایسی عملداری میں ہر چند عوام الناس مفلوک ہوتے ہیں مگر حاکم اکثر افراد سے تھوڑا تھوڑا خراج لیکر رقم کثیر جمع کر لیتے ہیں اور اُسکو بہ کفایت و بانتظام صرف میں لاکر اظہار دولت کرتے ہیں مگر معلوم رہے کہ ان کی یہ دولت فروشی رعایا کے اصل حال کی نمائندہ نہیں گو محکم شاہی پر دولت ہر سنی ہو مگر افلاخ میں شاید لوگوں کے بدن پر کپڑا بھی نہوگا اس دولت شاہی سے قطع نظر اس حصہ کثیر کے جو بالا بالا محصلوں کے ہاتھ لگتا ہی بلاشبہ بہت سے آدمی علاوہ خاص خادمان شاہی کے تمتع آتھاتے ہیں جزء کثیر عاملان سرکاری اور مستوبان شاہی میں تقسیم ہوتا ہی ایک حصہ کبھی کبھی تعمیر عمارات و صرف کارخانجات نفع عام میں لگتا ہی پادشاہان دور اندیش و بلند ہمت بخیر فیض رسانی قلاب اور کوئیں بند اور نہریں بازار و سرائیں مدارس و دارالشفاء وغیرہ بنواتے ہیں اور دولتمندان نامہجو انہیں کی تتبع پر اپنی دولت کو کہ در حقیقت

صریحاً یا غیر صریحاً خزاہیں شاہی سے نکلتی ہی ایسے ہی گاؤں میں لگاتے ہیں ایسی جماعت کے حاکم کے پاس بعد اداے اصراف مقربان سلطانی اور عمال و سپاہ کے زر کثیر پس انداز رہتا ہی اور اس بچت سے وہ اپنی عیش و کامرانی اور حظ نفسانی کے سامان مہیا کرتا ہی اور ایسی طرح مقربان شاہی جو عطایاے سلطانی سے امید ہو جاتے ہیں پس انداز پر دست قدرت رکھتے ہیں اور اُس کو سامان عیش میں صرف کرتے ہیں اِس وجہ سے اُردوے شاہی میں اُن اشیاء نفیسہ کی مانگ پیدا ہوتی ہی جو محنت و صنعت سے بنائی جانی ہیں اور اِن اشیاء کو اکثر تاجران اقالیم غیر جہاں صنعت کاری کی گرم بازاری ہوتی ہی سرانجام کرتے ہیں مگر اِس مانگ کی چہت سے خود اُس جماعت میں بھی ایک گروہ ایسے کاریگروں کا پیدا ہو جاتا ہی جو بعض اشیاء مصنوعی کو نہایت ہی لطافت سے بنانے لگتے ہیں اور اپنے حرفہ میں صرفہ فکمل اور محنت اور نظر باری سے بلا کامل طریق سے جاننے خواص اشیاء کے دست قدرت حاصل کرتے ہیں مثلاً ململ ہندوستان کی انہیں کاریگروں کی صنعت اور حرفت کا نتیجہ ہی یہہ کاریگر اُس وقت پس انداز سے پرورش پاتے ہیں جو سرکار اور اُس کے عہد موزبانوں کی پیداوار سے بطور اپنے حصہ کے لیتے ہیں اہل جماعت کی ایسی حالت میں چونکہ مال محفوظ نہیں ہوتا اِس لیئے بڑے بڑے مالدار بھی انہیں اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں جو دیر پاہوں اور تھوڑے حاجم میں بہت قیمت رکھتی ہوں اور ضرورت پر باسانی چھپ سکتی اور منتقل ہو سکتی ہوں یہی سبب ہی کہ ایسی قوموں کی دولت کا بہت سا حصہ سونا چاندی اور جواہرات ہوتا ہی چنانچہ اکثر دولتمندان ایشیا اپنی ساری جمع پونجی کو اپنے بدن پر لیئے پھرتے ہیں بجز بادشاہوں کے کوئی اپنی دولت کو اشیاء غیر منقولہ میں نہیں لگاتا جب بادشاہ اپنی حکومت کو مستقل دیکھتا ہی اور اُس کو بدروسا ہونا ہی کہ میری

اُڑان میزبی جانشین ہوگی تب ہی وہ تعمیر عمارت عالی میں توجہ کرنا ہی اور مکانات لطیف مثل روضہ تاج گنج اور مقبرہ سکندر کے بلند ہوتے ہیں اہل جماعت کی ایسی حالت میں موتا سامان دستکاری کا جو بیچارے کاشتکاروں کو بوتنا نصیب ہوتا ہی دیہاتی کاریگر بنایا کرتے ہیں اور ان کاریگروں کو زمیندار یا تو زمین معافی میں لگا دیتے ہیں یا بعد اداے حق سرکار اُن کی پیداوار میں سے جسقدر اُن کے حصہ کی اجناس بچ رہنی ہی اُس میں سے اُن کو بھی حصہ دیتے ہیں ایسی حالت جماعت کی تاجروں اور بیویاریوں کے وجود سے خالی نہیں ہوتی بڑے تاجر غلہ فروش یا مہاجر ہوتے ہیں غلہ فروش عاملان سرکاری سے جہاں بٹائی کا دستور ہوتا ہی یا خود کاشتکاروں سے جہاں یہہ دستور نہیں ہوتا غلہ خرید کے اُن مقامات کو لیجاتے ہیں جہاں حاکم اور اُنکے عامل اور بہت سا حصہ اُن کی سپاہ اور اُن کاریگروں کا جو اُن کی حاجات کا سامان بناتے ہیں رہا کرتا ہی ساہوکار بد نصیب کاشتکاروں کو جن کے پاس آفات ارضی و سماوی کے سبب سے پس انداز نہیں رہتا قرض دیتے ہیں تاکہ کار کشتکاری جاری رہے اور فصل ہو اپنی جمع معہ سود کٹیو کے وصول کرلیتے ہیں یا یہہ لوگ خود سرکار کو قرض دیتے ہیں اور محالات ہو برات کوالیتے ہیں یا سرکار کی طرف سے پرگنات کے مستاجر ہو جاتے ہیں اور زر قرضہ اُن سے وصول کرتے ہیں تاکہ اُن کو روپہ وصول ہو جائے روساء پرگنات مفوضہ ہو اُن کو حکومت کا اختیار دیتے ہیں اور جب تک قرض نہیں اوتو لیتا یہہ لوگ حکومت کرتے ہیں یہاں سے ظاہر ہی کہ ساہوکاروں اور غلہ فروشوں کا بیوپار عموماً اُس حصہ بیدارار سے تعلق رکھتا ہی جو سرکار کا حق ہوتا ہی اسی مخزن سے یہہ لوگ ابتدا میں سرمایہ پیدا کرتے ہیں اور اُسی سے سال بسال اُس کو اُنکے کو بڑھاتے جاتے ہیں المختصر زمانہ دراز سے ممالک ایشیا کی کفایت

کی یہ صورت رہتی آئی ہی اور ان ہلاک میں جہاں غیور ملکوں کی مداخلت کا اثر نہیں ہوا ہی اب بھی یہی صورت ہی *

۲۷ بخلاف اس کے فرنگستان کے سرزمینوں کی پورانی بستیوں میں اور ہی افتاد پڑی یعنی ابتدا میں یہ بستیاں شہری تھیں یا تو وہ ملک ہاے غیر آباد میں قائم ہوئیں یا ہلاک ہائی آباد میں بعد خارج کرنے باشندگان اصلی کے ہر دو صورت میں جس زمین پر وہ متصرف ہوئیں اس کو بخصص مساری یا غیر مساری افراد جماعت میں بانٹ لیا بعض صورتوں میں کئی شہر ایک ہی قوم کے قبائل سے آباد ہوئے ہر کنہا اپنے ہی گھر میں اپنا سامان معیشت پیدا کرتا عورت اُرفی اور سوتی کپڑے بناتیں اور آٹھیں پر اس زمانہ کے آدمی قناعت کرتے سرکاری محصول کچھ دینا نہیں پڑتا اول تو ان میں سرکاری ملازم تنخواہ پانے والے نہوتے اور اگر ہوتے تو ان کی تنخواہ کے لئے زمین جداگانہ مقرر ہوتی جسکو غلام تردد کرتے خود شہری سپاہی کا کام دیتے کل پیداوار زمین کی بلاضعاعت نوعی ملک سے اس کنہی کے ہوتی جو زمین تردد کرتا جب تک یہ طریق قائم رہا اہل جماعت کاشتکاران آزاد رہے اور بعض صورتوں میں ان کے اندر علم و ہنر کی جلد ترقی ہوئی یعنی اگر یہ بستیاں کسی ایسے بحر کے کنارہ پر کہ جسکی دوسری جانب مردمان با علم و ہنر بستے تھے واقع ہوئیں تو یہ امر ان کی ترقی کا سبب ہوا کیونکہ ایسے مقام پر واقع ہونے کے سبب سے جو علم و ہنر ان کے ہمسایوں میں تھا وہ ان میں بھی آسانی سے شایع ہو گیا اور غیر بستیوں کی اشیاء نفیسہ کے برتنے کا شوق پیدا ہوا اور اس شوق نے لوگوں کو محنت کرنے پر آمادہ کیا اشیاء مذکور کے شوق میں ان نئی بستی والوں نے اپنی زمین کا کامل تردد کیا اور جتنا اس سے پیدا ہو سکتا تھا اتنا پیدا کیا جب زمین پیدا نہ کر سکے ان میں سے اکثر لوگ تاجر بن گئے یعنی یہ لوگ غیر ملکوں سے سامان تجارت خرید کر کے دوسرے ملکوں کو

لیجاتے اور وہاں نفع سے بیچکر سرمایہ پیدا کرتے مگر اس حالت کی بقا کے باب میں اول ہی سے دغدغہ تھا کیونکہ ایسی چھوٹی چھوٹی بستیوں ہمیشہ آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں اور اس خصوصیت کے اسباب بھی فراہم ہوا کرتے ہیں ایسی بستیوں میں کہ جہاں فقط کشتکاری ہوا کرتی ہی خصوصیت کا ایک تو یہی بڑا سبب ہوتا ہی کہ روز بروز آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ان کی زمین کی پیداوار ان کے قوت کے لیئے کفایت نہیں کرتی یہہ فنگی قوت کی قحط کے زمانہ میں اور بھی زیادہ ہوتی ہی اور ایسی شدید ضرورت کی حالت میں ان بستیوں کے نوجوان شمشیر بدست کسی ضعیف بستی پر جاگرتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو بے وطن کرتے ہیں یا آپ مالک بنتے ہیں اور وہاں کے قدیم لوگوں کو واسطے تردد کرنے زمین کے اپنا غلام بناتے ہیں جو امر بستی ہاے حاجت مند کی جانب سے ضرورتاً صادر ہوتا ہی وہی بستی ہاے دولت مند کی طرف سے باقتضای بلند نظری و جنگ آزمائی صورت وقوع کی پکڑتا ہی چنانچہ ہرروز ایام یہہ ساری شہری بستیاں یا تو قحاح ہوگئیں یا مفتوح بعض صورتوں میں قحاحوں نے مفتوحوں سے فقط خراج پر قناعت کی مفتوح تو بوجہ اداے خراج اپنی حفاظت و حراست کے دغدغہ سے بیفکر ہوگئے اور فی الجملہ حالت فراغت میں بسر کرنے لگے قحاحوں کو دولت کا پس انداز عیش و آرام کے لیئے ہاتھ لگا اسی پس انداز سے عمارات عالی بنائی گئیں بت تراشان نامی کی پرورش ہوئی شاعران بلیغ اور متکلمان فصیح نے انعام پائے ہر چند یہہ نظام اپنے قیام تک باعث ترقی ہوا مگر انسوس اُس میں کوئی جزو ایسا نہیں تھا کہ اُس کو پایداری کی صورت دیتا کیونکہ دستور ہی کہ جو قحاح اپنے فتوحات کو ربط نہیں دیتے وہ آخر کار خود بھی مفتوح ہوجاتے ہیں غرضکہ ان سب فرنگستانی بستیوں پر حکومت پانا نصیب میں رومیوں کے تھا جو اس طریق پر عمل کرتے تھے ان کا یہہ دستور تھا کہ جو زمین

منہج کرتے اُس کے جزمِ عظیم کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیتے اور قابضانِ مابقی میں سے جو بڑے بڑے ہوتے اُن کو حاکموں اور عاملوں کے چکرگہ میں ملا لیتے ہم ضرورت نہیں دیکھتے کہ رومیوں کے طریق کفایت ملال انگیز کو یہاں تفصیل سے بیان کریں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کسی بستی کی افراد میں دولت کی عدم مساوات شروع ہو جاتی ہی اور بد نصیب اپنی محنت سے اپنے نقصان کا جہو نہیں کر سکتے تو یہ عدم مساوات روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ساری دولت افراد کی چند

بڑے مال داروں کے پاس سمٹ آتی ہی چنانچہ آخر کار ساری وسیع سلطنت میں روم کے چند ہی دولتمند کنبوں کی جائیدادیں نظر آتی تھیں اور ان خوش نصیبوں کے عیش و آرام و شان و شوکت کے لیئے ہزاروں طرح کے سامان لطیف بنائے جاتے تھے زمین کے سارے ترسہ کرنے والے یا تو غلام تھے یا چھوٹے چھوٹے بے مایہ کاشتکار غلاموں سے کچھ ہی بہتر اُسی نوبت پر پہنچنے کے بعد سلطنت کی دولت روز بروز گھٹتی ہی چلی گئی اوائل میں سرکار اور عائد کی آمدنی نے سارے ملک کو اتنی کے مکانات عالی اور عمارات نفیس سے بھر دیئے میں کفایت کی مگر آخر زمانہ میں بد نظمی کے سبب سے یہ آمدنی اتنی گھٹ گئی کہ اُن عمارات کی مرمت بھی اُس سے نہو سکی ساری دولت و قوت اِس سلطنت عظیم کی گلہ بانانِ شمالی کی مدافعت نہو سکی ان گلہ بازوں نے ملک کو زیر و زبر کر ڈالا اور اُنکے اختلاط سے نظام کا ایک نیا ہی دھنگ پیدا ہوا واضح ہو کہ بعد غلبہ گلہ بانانِ شمالی کے جماعت ہاے فرنگستانی نے جو صورت پیدا کی اُس میں ہو ملک کی آبادی در شق کو متحمل نہو سکی ایک مالکان زمین اور دوسری کاشتکاروں کو کاشتکاروں کا زمین پر بہ چند شرائط مشروط ہوتا تھا اور چونکہ یہ شرطیں بزورِ فراہمی جانی نہیں اِس لیئے حاکمانہ ہوتی تھیں مگر کہ وہ غلامی مطلق ہو شرط قبول کرنے والوں کی دلالت نکرتیں سلطنت روم کے آخر زمانہ

میں یہ غلامی ایک نوع کی باج گذاری میں بدل گئی کیونکہ اسوقت روسیوں کے متوسل ایک نوع کے باج گذار تھے غلام نہ تھے اور چونکہ قاجان و خورشید سیرت بذات خود محنت کے کاموں میں دل نہیں لگاتے تھے اس لئے انکو چند حقوق کاشتکاروں کو ضروراً دینے پڑتے تھے تاکہ وہ زمین کے تودہ میں دل لگائیں مثلاً اگر کاشتکار اپنے مالک کے لئے ہفتہ میں تین روز جبراً محنت کرنا تو باقی دنوں کی محنت کا محاصل خود اسکی ملک سے ہوتا اگر اسکو انواع و اقسام کے سامان معیشت اپنے مالک کی خدمت میں پہنچانے پڑتے اور ضرورت کے وقت معمول سے زیادہ بھی دینا ہوتا تاہم اگر بعد بھر دینے ان لاگوں کے وہ اپنی محنت سے زیادہ سامان فراہم کر سکتا تو اس کو وہ اپنے صرفہ میں لاسدیا تھا اس نظام کے زمانہ میں جیسا کہ ملک روس میں اب بھی ہوتا ہی باج گذار کچھ سرمایہ فراہم کر لیتے تھے اور درحقیقت انہیں لوگوں کا پس انداز حال کی فرنگستانی قوموں کی دولت کا مخزن ہی اس سخت گیری اور بد نظمی کے زمانہ میں یہ باج گذار بعد فراہم کرنے پس انداز کے یا تو مال دیکر غلامی سے آزاد ہوتے اور کسی شہر یا دیہہ مستحکم میں بسکے اختیار کرتے اور یا بلا حصول آزادی روپوش ہو کر کسی مامن میں پناہ لیتے اور ان امن گاہوں میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ بسر کرتے اور اپنی قوت اور رفیقوں کی ہشتی سے سخت گہراں جنگ جو کی جزو قعدی کی آزادی سے محفوظ اور محروس رہتے ان آزادی پائے ہوئے باج گذاروں میں سے اکثر اہل حرفہ بنتے سامان دستکاری بناتے اور اس قوت پس انداز سے اس کا مبادلہ کر کر گذر کرتے جو امیران باج ستان کی زمینوں سے پیدا ہوتی غرض کہ شاہان ایشیا اور ان کے متزلزل رفیقوں اور ملاذموں کے مقابل ملک فرنگستان میں ایک جماعت نے مستقل زمینداروں کے وجود پایا مگر کہ ان کی شان و شوکت مثل شاہان مذکور کے نہ تھی کیونکہ یہ فقط اپنے اپنے پس انداز پر دست قدرت رکھتے تھے اور جزو کثیر اس

پیس الدار کا متوسلوں کی پرورش میں کہ جنکو اُس زمانہ نا اہمی میں ضرورتاً رکھنا ہوتا تھا صرف ہرجاتا تھا مگر چونکہ اِس نظام میں لوگوں کی حالت کو زیادہ استقلال تھا وہی استقلال باعث ترقی ہوا اور اہل جماعت کی ترقی میں ہرج نہر نے ہایا سلامتی جن و مال کی نکتہ پر صکو باستقلال برہتی گئی۔ فنون نے روز بروز ترقی پائی اور فقط لوت مار ہو دولت کا جمع ہونا موقوف نہ ہوا اور فرنگستان بوج گذار درجہ بدرجہ فرنگستان تجارت پیشہ اور صاحب جزفہ ہو گیا چنانچہ اُس زمانہ میں جسکو تواریخ فرنگستان میں زمانہ اوسط کے نام سے موسوم کرتے ہیں اکثر شہروں میں اُس ملک کے کاریگروں اور صنعتوں کی بہت کثرت ہو گئی اور بہت سے رئیسان شہری ایسے پیدا ہوئے کہ چنکی دولت دستکاری کی محنت سے یہاں سامان دستکاری کی خرید و فروخت سے جمع ہوئی معلوم رہے کہ حال کے رئیسان انگلستان اور فرانس وغیرہ انہیں رئیسوں کی اولاد سے ہیں چونکہ یہ لوگ کفایت شعار تھے اور امیران باج سنان کی اولاد فضول خرچ اُہستہ اُہستہ اکثر زمینیں خریق ڈالنے کی فریق اول کے ہاتھ لگیں بعض صورتوں میں اُس زمانہ کے لوگوں نے اِس میلان طبعی کو باعث خرابی تصور کر کے قوانین مخصوصہ کے ذریعہ سے اُس کو رکنا چاہا بعض صورتوں میں انقلاب ملکی نے اُس کو جلد وقوع میں لایا المختصر درجہ بدرجہ مگر بہ آہستگی کاشتکاران زمین غلامی یا نیم غلامی کی حالت سے نکل کر آزاد ہو گئے *

۲۸ واضعہ اے ناظرین ادراک ہو کہ ابتداء افزینش میں بھی زمین تھی اور بھی اُس کے مختارن مگر اِس زمین سے جتنی اب قوت پیدا ہوتی ہی اتنی پہلے زمانہ کے لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نکرتی تھی اگلے وقتوں میں جو زمین سے پیدا ہوتی وہ پیدا کرنے والوں کے ہرف کے لئے بھی اچھی طرح سے کفایت نکرتی اب قطع نظر پیدا کرنے والوں کے لاء ہوں بندہ خدا جو سامان عیش و آرام و حفاظت نفسانی کے

بناتے ہیں یا ان کو ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل کرتے ہیں۔
 کاغذ بجائے محنت کی گوداڑی میں مصروف رہتے ہیں اسی پیدوار سے
 پرورش پاتے ہیں اور قطع نظر اُن کے اور بھی بہت سے آدمی ہیں کہ
 جنگل اشغال عمل پیدایش سے بظاہر کچھ بھی واسطہ نہیں رکھتے اُنکی
 قوم کا مدار بھی اسی پیدوار پر ہی ہے مگر زمانہ پیدوار فطرت زیادہ ہی
 نہیں ہوتی بلکہ اُس کی اقسام زیادہ اور عمدہ ہو گئیں اور علاوہ غذا کے چوہ
 سامان ہش و آرام اگلے زمانہ میں دولت مندان خزانہ نصیب کو وقت و قوت
 سے مرسر آتے تھے اب بہ آسانی اکثر افراد جماعت میں درجہ بدرجہ پہنچتے
 جاتے ہیں مگر اُسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اِس زمانہ میں
 گو کہ زمانہ سابق کی نسبت سے دولت زیادہ ہو گئی ہے مگر اب بھی سب
 جماعتوں میں روئے زمین کی اُس کی مقدار برابر نہیں ہے اگر ہندو سے
 دیکھا جائے تو دریافت ہوتا کہ بعض جماعتوں نے اپنے مستحازن دولت سے
 تمتع وافو اُٹھائی ہے اور دولت اُن کی جلد بڑھتی جاتی ہے مختلف
 اِس کے آگے ہی مختزن سے دوسری جماعتوں نے ابھی تک اتنا سرمایہ
 حاصل نہیں کیا اور نہ اُن کی دولت اُن کی جلد بڑھتی ہے اِن لحاظوں
 میں ابھی تک مختلف جماعتوں میں فرق نظر آتا ہے اور معلوم رہے کہ
 فرق دولت کی کثرت و قلت پیدا نہیں ہوتی۔ میں نہیں ہی بلکہ اُسکے خارج
 تقسیم میں بھی نظر آتا ہے غربا اور امرا کا ہر جماعت کے ایک ہی
 حال نہیں ہے کہیں کے غربا محض بے مدیہ ہیں اور کہیں کے آسودہ اور
 اور فاغ البہل علی هذا التیاس امرا میں بھی دولت کا فرق ہے کوئی
 کروڑوں کا مالک ہے کوئی لاکھوں اور ہزاروں کا کسی جماعت میں
 زمینداروں کا فرقہ محنت کرنے والوں کی جماعت سے جداگانہ ہوتا ہے
 کہیں زمیندار خود اپنے ہاتھ سے مل ہا کھا ہی کہیں زمیندار اور کاشتکار کے
 بیچ میں ایک جماعت مستاجروں کی ہوتی ہے جو کاشتکاروں کو بیج
 و کاشت اور قوت دیتی ہے اور زمیندار کو اُس کا محصول اور کل پیدوار

زمین کا آپ لیتی ہی اسی طرح سے دستکازوں اور تاجروں میں بھی فرق ہی کوئی اپنے کارخانہ میں بیٹھ کر کام کرتا ہی کوئی گھر گھر کام بنانا پھرتا ہی کوئی خوردہ فروشی کرتا ہی کوئی تھوک میں لینا دیتا ہی کسی جماعت میں ایک ایک آدمی اپنے اپنے عہد و اطفال کے ساتھ مختص کرتا ہی کسی جماعت میں بڑے بڑے کارخانوں کے اندر ہزاروں صنعتی جمع ہو کر دستکاری کرتے ہیں کوئی اپنے گھر کی جمع اور آلات سے صنعت کرتا ہی اور کل پیدا سے آپ فائدہ اٹھاتا ہی کوئی اوروں کی جمع اور آلات سے کام لیتا ہی اور اپنی پیداوار سے کلیہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا قطع نظر اس اختلاف مقدار دولت کے جو اقوام یا ہنر میں مشاہدہ ہوتا ہی کسی نہ کسی حصہ میں روئے زمین کے اب بھی بعض جماعتیں آن ابتدا کی حالتوں میں موجود ملتی ہیں جتنا حال ہم اوپر کی دفعات میں بتفصیل بیان کرچکے ہیں مثلاً وجود شکاریوں کا امریکا میں اور گلہ بانوں کا عربستان اور ایشیائی شمالی میں اب تک پایا جاتا ہی روس کے ملک میں ابھی تک باج ستانی اور باج گذاری کے قاعدے جاری ہیں *

۴۹ یہ فرق بین جو حال اور ابتدا کی حالت میں ہر جماعت کے اور حال کی مختلف جماعتوں کی حالت میں بمعاملہ پیدائش اور تقسیم دولت مشاہدہ ہوتا ہی وہ بلاشبہ مثل دیگر واقعات کے اسباب ہو سکتی ہوگا اور اگر یہ کہا جائے کہ فرق مذکور مدارج ہو ترقی علوم اور فنون کے موقوف ہی تو ہمارے نزدیک یہ بہانہ کافی نہیں کیونکہ مدارج ترقی علوم و فنون کہیں اسباب میں اختلاف مقدار دولت کے داخل ہو جاتے ہیں اور کہیں اُس کے اندیش میں اسباب دیگر کو ضرور داخل ہونا چاہیئے واضح ہو کہ پیدائش دولت کی یعنی نکالا جانا اشیاء حاجات و سامان عیش و کامرانی کا مختازن زمین سے جن اسباب ہو موقوف ہی اُن میں سے بعض تو طبیعی ہیں کہ جنسے ماہر اہل فن بحث نہیں کرتے اُن کو تو یہہ اوگ مسلم مان لیتے ہیں اور اُن کی

تحقیق فی الحقیقت علم طبیعی سے تعلق رکھتی ہی اور بعض غیر طبیعی ہیں یعنی وہ رسم و رواج و عادات و میلان خاطر پر لوگوں کے مبنی ہوتے ہیں ان کی تلاش و تحقیق البتہ علم سیاست مدنی سے علاقہ رکھتی ہی مابراں فن ان دونوں اسباب سے وہ قاعدے منضبط کرتے ہیں جنسے دولت بہ کفایت پیدا ہوسکتی ہی اور بخصص واجبی افراد جماعت میں تقسیم پاسکتی ہی انہیں قواعد سے اُس کمی بیشی کی وجہء بیان ہو سکتی ہی جو اقوام مختلف کی دولت میں ہائی، چائی ہی اور پہلے بھی دریافت ہوسکتا ہی کہ دولت کھانتک بڑا سکتی ہی اور انہیں قواعد سے چند کو اِس رسالہ میں بیان کرنا منظور ہی *

مقالہ اول

پیدائشی

باب اول

بہیج یون لوژم پیدائش کے

۱۔ واضح طور پر ناظرین اوراق ہو کہ لوژم پیدائش سے دو چیزیں ہیں ایک معنیت اور دوسرے وہ اشیاء طبیعیہ جنہر معنیت کیجاتی ہی معنیت جسمی ہوتی ہی یا نفسی اور معلوم رہے کہ اس فن میں معنیت سے فقط جہد ہی مراد نہیں ہی بلکہ کوئی بھی تکلیف یا اذیت کسی قسم کی جو جسم یا نفس کو کسی خاص شغل میں اٹھانی پڑے وہ معنیت کے مفہوم میں داخل ہی لوژم ثانی سے بلاشبہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی اصلی حالت میں انسان کی حاجات رفع کرسکتی ہیں مثلاً غار پہاڑوں کے اور جوف پڑانے درختوں کے اگر آدمی چاہے تو اُن میں رہکر شدید موسم و گرد و غبار سے سلامت رہ سکتا ہی علیٰ ہذا القیاس شہد اور برگ و بار درختوں کے امداد حیات کے واسطے کفایت کرسکتے ہیں مگر اُنکی تلاش و فراہمی اور تسلیک و تصرف میں معنیت کرنی پڑتی ہی معلوم رہے کہ اشیاء طبیعیہ عموماً ہدوں اس کے کہ اُن کی اصلی حالت میں معنیت کے ذریعہ سے تبدیل راہ پڑے اس قابل نہیں ہوتی کہ امداد حیات کا باعث ہوں شکاری قوموں کی قوت کا مدار جنگلی حیوانوں اور درختی چادوروں پر ہوتا ہی اول تو اُن کے فراہم کرنے ہی میں معنیت کرنی پڑتی ہی اور بعد فراہم ہوجانے کے اُن کو مارنا اور پارچہ پارچہ کرکر کباب کرنا یا پکانا پڑتا ہی جب تک بہہ سارے عمل نہیں ہولیتے تب تک وہ غذا کے لائق نہیں ہوتے اور ان عملوں میں سے ہر عمل میں معنیت کرنی پڑتی ہی یہہ سچ ہی کہ اشیاء طبیعیہ اپنے نفس سے انسان کی حاجات رفع کرنی ہیں مگر تہورتی بہت اُنکی

بشمط ضرور بدلتی ہوتی ہی اور اس ہیئت کے بدلنے میں معذرت
 دیا ہوتی ہی بعض صورتوں میں تبدل ہیئت کا استقدر ہو جاتا ہی
 ، اصلی صورت و حالت کا کچھ بہی وجود باقی نہیں رہتا مثلاً جب
 ہا کاں سے نکالا جاتا ہی تو وہ اپنی اصلی حالت و صوت میں ہر تباہی
 مد ہولینے عمل ہاے متعدد مثلاً گلانے میل دور کرنے ہوجانے او تڑدینے
 غیوہ کے آس سے مثلاً آری ہڈائی جاتی ہی اب غرمائیئے کہ آری کی
 ہیئت اور لوہے کی اصلی ہیئت میں کیا مشابہت باقی رہی علیٰ ہذا
 ہنہ دانہ اور باریک تھان میں ملل کے یا بہتر کے روئیں اور کشیدہ کی
 شال میں 'کونسی مشابہت باقی رہتی ہی یہاں سے عوام ایسا تھوہو
 کر لیتے ہیں کہ طبیعت فقط مصالحہ دینے والی ہی باقی سارا عمل
 معذرت سے انجام پاتا ہی مگر معلوم رہے کہ یہ تصور غلط ہی طبیعت
 فقط مصالحہ ہی نہیں دیتی بلکہ وہ عامل بہی ہی یہہ نہ سمجھتا چاہیئے
 کہ مادہ اپنی ذات سے کچھ عمل نہیں کرتا اور جیسا نقش آس ہر
 لگا دیا جاتا ہی ویسا قبول کر لینا ہی معلوم رہے کہ وہ خون بہی عامل ہی
 اور معذرت میں مدد دیتا ہی بلکہ بعض اوقات معذرت کا قیام مقام
 ہو جاتا ہی مثلاً پہلے زمانہ میں غلہ کو دو پتھروں کے اندر کوت کے آٹا
 ہٹاتے تھے پھر آسانی و کفایت کے لیئے یہہ ترکیب نکالی کہ نیچے کے پتھر
 کو قایم کیا اور اوپر والہ کو دستہ لگا کے ہانہ سے گردش دینے لگے اور اس
 آلہ کا نام چکی قرار دیا مگر اسطریق سے آٹا ہٹانے میں بہی سخت معذرت
 اُٹھانی ہوتی نہی حتیٰ کہ اسی سختی کی وجہ سے یہہ کام بطور سزا کے
 مجبوروں سے لیا جاتا تھا اور اب تک یہی طریق اکثر بلاد میں ایشیہ کے
 جاری ہی مگر اب کے زمانہ میں جہاں اور بہی کفایت و آسانی منظور
 ہوئی یہہ ترکیب نکالی گئی کہ اوپر کا پتھر چکی کا ہوا یا پانی کے زور سے
 گردش کرتا ہی چنانچہ ہوا اور پانی کی چکیاں انڈر جگہ جاری ہیں
 اس مثال سے ظاہر ہی کہ جو کام پہلے انسان کی معذرت سے انجام پاتا تھا

اب ہوا اور پانی کے زور سے انصرام پاتا ہی یعنی عاملان طبیعی معتمد
انسانی کا کام دیتے ہیں اور گویا اُس کے قائم مقام ہیں *

۲ ہماری اِس تقریر سے شاید لوگوں کے دلوں میں یہ خیال گذریگا
کہ جو عمل عاملان طبیعی کے ذریعہ سے انجام پاتا ہی اور باعث تخفیف
معتمد کا ہوتا ہی اُسی میں طبیعت عمل کوئی ہی اور اور کاموں
میں جو انسان کی معتمد سے انجام پاتے ہیں طبیعت کے عمل کو
کچھ دخل نہیں مگر معلوم رہے کہ یہ خیال باطل ہی کیونکہ کوئی
عمل ایسا نہیں ہی کہ جس میں طبیعت کو دخل نہو آدمی فقط
اشیاء کو حرکت دیتا ہی وہ یا تو ایک شی کو دوسری شی کے پاس
پھونچتا دیتا ہی یا ایک کو دوسری سے جدا کر دیتا ہی باقی سارا کام
طبیعت پورا کوئی ہی مثلاً کرساں اول ہل کے ذریعہ سے اجزاء زمین کو
زیر و زبر کر دیتا ہی پھر غلہ کو اُس میں ڈالتا ہی بعد اُس کے کنوئے
سے پانی کھینچ کے زمین میں پھونچاتا ہی باقی کام پیدائش کا طبیعت
انجام دیتی ہی آدمی آگ کو ایندھن کے پاس پھونچتا دیتا ہی طبیعت کا
عمل گرمی پیدا کرتا ہی جس سے غذا پکتی ہی لوہا گلتا ہی اور
ہزاروں کام انجام پاتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ آدمی اپنی قوت جسمی
سے یا تو مادہ کو حرکت دیتا ہی یا اُسکی حرکت کو روک دیتا ہی
سوائے اِس کے اُس کو اور کچھ قدرت حاصل نہیں اور یہی قدرت
اُسکے لیئے کافی اور کافی ہی کیونکہ اسی قدرت سے کبھی تو وہ عاملان
طبعی کو اپنی معتمد کا مددگار بنا لیتا ہی اور کبھی اشیاء کو ایسی
ترکیب سے رکھتا ہی کہ قوت عامل پیدا ہو کر اُسکے لیئے معتمد کرتے لگتی
ہی پس معلوم ہوا کہ اِس جہاں مادی میں معتمد انسانی ہمیشہ
اشیاء مادی کو صرفہ حرکت دینے میں مصروف ہوتی ہی اور خواص
اشیاء اور قوانین طبیعت باقی سارا کام انجام دیتے ہیں ساری حکمت
اور ذہانت انسان کی عموماً ان حرکات کی تحقیق اور تلاش میں

مصروف رہتی ہی جو ممکن الوقوع ہیں اور نتیجتاً مطلوبہ دے سکتی ہیں ہرچند یہ تو مسلم ہی کہ آدمی کی محنت جسمی سے بجز حرکت کے اور کچھ نتیجہ صریح نہیں نکلتا مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ جمیع محرکات مطلوبہ آدمی اپنی محنت سے بلا واسطہ غیرے وقوع میں لائے معلوم رہے کہ پہلے پہلے تو عاملان جاں دار مثل گھوڑے وغیرہ کے قائم مقام محنت انسانی ہوا کرتے ہیں اور پھر عاملان بے جان یعنی صفات اشیاء انسان اور دیگر حیوانات کی محنت کی جگہ کام دیتے ہیں مثلاً ہوا اور پانی اور دھان سے اُن کلوں کو حرکت دلاتے ہیں جو پہلے آدمی اور حیوانات کی محنت سے چلائی پڑتی تھیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام ہوا اور پانی اور دھان کی قوت سے لیا جاتا ہے وہ بھی اُنہیں حرکات کا نتیجہ ہی جو سابق آدمی کی محنت سے کلوں کے بنانے میں ہر روزے کار آچکی ہیں البتہ اتنی بات تو ہی کہ ایسی صورت میں آدمی کو ایکبار محنت کرنی پڑتی ہی اور ہر ساعت آسکے عمل کے جاری رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی یہ ایک ہر بچت اور کفایت ہی جو انسان کی محنت میں ہوتی ہی اور جس سے عمل پیدا ہوا آسان ہو جانا ہی اور لاگت میں پیداوار کے تخفیف ہوتی ہی *

۳ بعض صاحب ایسا سمجھتے ہیں کہ کسی عمل میں محنت انسانی کو زیادہ اور طبیعت کو کم دخل ہوتا ہی اور کسی میں طبیعت کو زیادہ اور محنت کو کم مگر معلوم رہے کہ انسان کے کاموں میں طبیعت کو اسقدر دخل ہوتا ہی کہ اُس کا انداز نہیں ہو سکتا اور اسی جہت سے ممکن نہیں ہی کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ فلانی شی میں طبیعت نے زیادہ کام دیا اور فلانی میں کم اسی طرح کوئی یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ محنت کا کم دخل ہی شاید کسی کام کے انجام دینے میں تھوڑی محنت کی ضرورت پڑے مگر جو اس تھوڑی محنت کے بغیر کار مذکور سرانجام ہونا ممکن نہ ہو اور اس صورت میں وقوع اُس کام کا جیسا محنت

ہر سورتفٹ ہوگا ویسا ہی طبعیت ہر کیونکہ جب کوئی نتیجہ نہ ہو سبب سے وجود پاتا ہی اور نہ نو سبب کا جمع ہونا ضرور ہوتا ہی تو اس بحالت میں یہ کہنا ہے معنی ہی کہ نتیجہ مذکور کا اتنا جزو ایک سبب سے وجود میں آیا اور اسقدر دوسرے سے یہ کہ تو بعینہ ایسی بات کہنی ہوگی کہ مقراض کے دو تکراروں میں سے فلاںے تکرارے نے قطع ہوید میں زیادہ کام دیا یا پانچ اور چھ کے عددوں میں سے فلاںے عدد کو حاصل ضرب تیس کے عدد کے بنانے میں زیادہ دخل ہی *

۴ یتیم ہی کہ ناظرین اوراق کو فحوالہ تقریر مدر سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عاملان طبیعی یا قوت ہاے طبیعی سے ہماری مراد آن اشیا یا آنکے خواص سے ہی جو انسان کی محنت میں ہر عمل پیدایش مدر دیکھ ہیں مثلاً روشنی اور گرمی آفتاب عاملان طبیعی ہیں بلا معاونت آنکے روئدگی نباتات کی ممکن نہیں قوت دسخان ایک قوت طبیعی ہی جس سے حال کے زمانہ میں جہاز اور بہاری بہاری کلیں چلائی جاتی ہیں پانی بھی ایک عامل طبیعی ہی جسکے زور سے چکیاں چلتی ہیں اور تنقہ چرتے ہیں اور بہت سے کام انجام پاتے ہیں بعد توضیح معنی کے واضح راے ناظرین اوراق کیا جاتا ہی کہ عاملوں میں سے بعض مقدار میں محدود اور بعض غیر محدود ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ وہی عامل ایک حالت میں مقدار کے اندر محدود اور دوسری حالت میں غیر محدود ہو جاتا ہی مثلاً روشنی اور گرمی آفتاب اُن کی مقدار کی کچھ حد نہیں ہی مگر زمین کہ وہ بھی ایک عامل طبیعی ہی ابتداء آبادی میں کسی ملک کی مقدار کے اندر ضرورت کے نسبت سے چنداں محدود نہیں ہوتی جسقدر چاہیں تصرف میں لاسکتے ہیں مگر بعد کثرت آبادی کے مقدار اُس کی محدود متصور ہونے لگتی ہی کیونکہ اُس زمانہ میں جتنی مطلوب ہوتی ہی اُنہی نہیں لاسکتی اول صورت میں بھی ہر چند مطلق زمین مقدار میں محدود

متصور نہیں ہوتی مگر جو اُسکے اقسام پر نظر ڈالی جاتی ہی تو اُسکی مقدار محدود نظر آنے لگتی ہی یعنی زمین قسم اول یا اُس قسم کی جس پر بوجھ، قربِ مدینہ یا دریا کے زراعت کرنے میں نفع ہی مقدار میں کم ہوتی ہی پانی لبِ آب مقدار میں غیر محدود ہوتا ہی مگر شاید زمین کی آبپاشی کے واسطے کافی نہ ہو اور اِس لحاظ میں اُس کی مقدار محدود ہو جاتی ہی غرض ہماری اِس فرق کے بیان کرنے سے یہہ ہی کہ جب تک مقدار کسی عامل طبیعی کی غیر محدود رہتی ہی اور اُس پر بوجھ، ٹھیکہ وغیرہ کے باستثناء اوروں کے کسی خاص شخص کا تصرف نہیں ہوتا تب تک اُس کی کچھ قیمت نہیں ہوتی یعنی عیاں ہی کہ جو چیز ہو چکے بمقدار ضرورت مفت ملے سکیگی اُسکے واسطے کون دام لگانے کا یا کرایہ دینا مگر جب مقدار محدود ہونے لگتی ہی یعنی جسقدر مطلوب ہو اُسقدر نہیں ملتی تب عامل اِمدادگر کی قیمت ملتی ہی مثلاً جب تک زمین قسم مطابقت کی بافرط ہوگی تب تک اُس کے واسطے کون قیمت یا کرایہ دینا مگر جب اُس کی مقدار بانداز ضرورت کے نہ ہوگی تو اُسکے قابضوں کو اُس کی قیمت ملنے لگے گی یعنی اگر کوئی دوسرا آدمی اُسکو اپنے صرف میں لانا چاہیگا تو وہ اُس کے مالک کو قیمت یا کرایہ دینا *

باب دوم

در باب ہونے محنت کے عامل پیدائش

۱ واضح ہو کہ جو محنت اشیاء رافع حاجات انسانی کے بنانے میں صرف ہوتی ہی اُسکی دو قسم ہیں ایک صریح اور ایک غیر صریح محنت صریح تو وہ ہی کہ جو کسی شی خاص کے بنانے کے عمل اختیار میں صرف ہوتی ہی اور غیر صریح وہ جو ایسے عملہاء سابق کے انجام دینے میں کرتی ہوتی ہی جنہی عمل مابعد یا عمل آخر آسان ہو جائے

مثلاً روٹی بنانے میں جو محنت ناری بائی کرتا ہے وہ صریح ہے مگر جو محنت غلہ کی ہسائی میں کوئی ہوتی ہے وہ باعتبار آٹے کے تو صریح ہوتی ہے مگر باعتبار روٹی کے غیر صریح علیٰ ہذا محنت کوساں اور غلہ کاٹنے والوں کی باعتبار روٹی کے غیر صریح ہے بعض صاحب ایسا فرمائیں گے کہ ان لوگوں کی محنت کو بھی باعتبار روٹی کے صریح کہنا چاہیئے کیونکہ غلہ اور آٹا اور روٹی ایک ہی شے کی مختلف صورتیں ہیں اس تکرار لفظی کے معاملہ میں ہم حقیقت نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ سوائے کوساں اور غلہ پیسنے والوں اور نان ہائیوں کے اور بھی عامل ہیں مثلاً ہل چلانے والے جو زمین کو درست کرتے ہیں اور جنکی محنت کسی بھی حالت میں تین حالتوں مذکورہ صدر روٹی سے مقارن نہیں ہوتی اور ہل بنانے والے جنکا حصہ نتیجہ معام کے پیدا کرنے میں اور بھی بعید ہے یہ سب محنت کرنے والے آخر کار اپنے محنت کی اجرت روٹی یا اس کی قیمت سے پاتے ہیں ہل سے بجز درست کرنے زمین کے اور کچھ کام نہیں نکلتا اگر یہ امید نہ ہوتی کہ اس کے ذریعہ سے زمین زیادہ پیدا کریگی اور اس سے اس کے بنانے کی اجرت ادا ہوسکیگی تو نہ کوئی ہل بنانا اور نہ کوئی اس سے کام لیتا اور اگر یہ پیداوار روٹی بنانے میں صرف ہو جائے تو روٹی ہی سے اجرت ان محنت کرنے والوں کی ملنی چاہیئے روٹی کی قیمت کو واسطے اداے اجرت ان لوگوں اور دیگر کاریگروں کے جنکو ہم آگے بیان کرتے ہیں کفایت کرنی چاہیئے مثلاً نچار اور خشت ساز اور معمار جو کوساں کے گودام اور کھوٹے بناتے ہیں باز بنانے والے جنکی محنت کے سبب سے فصل محفوظ رہتی ہے آہنگر جو ہل کے لوہے اور دیگر آلات کاشتکاری کو بناتے ہیں مگر معام رہے کہ ان لوگوں کی اجرت فقط انہیں روٹیوں سے ادا نہیں ہوتی جو ایک سال کی پیداوار سے بنائی جانی ہیں بلکہ ان سب روٹیوں سے جو پیداوار فصل ہائے متوازنہ سے

قد تا قیام ہل اور گودام اور کڈوئے اور باز وغیرہ کے پیدا ہونے کی بنیادی جابجائی
 این عاملوں کے سواہ اور لوگوں کو بھی حساب میں لینا چاہیئے مثلاً آنکھ
 چنہوں نے غلہ کو قیمت سے بازار تک اور بازار سے پسائی کے مقام تک
 اور پسائی کے مقام سے آئے کو نان بائی کی دکان تک اور نان بائی کی
 دکان سے روٹیوں کو کھانے والوں کے گھروں تک پہنچایا غرضکہ معلوم رہے
 کہ انداز کرنا اس امر کا کہ ایک شی خاص کے بنانے میں کتنی محنت
 صرف ہوئی کچھ آسان نہیں ہی کیونکہ رقمیں اس حساب کی
 پیشمار ہیں اور بعد دو چار مدارج کے یہ رقمیں اتنی چھوٹی کریں
 ہو جاتی ہیں کہ ان کا حساب کرنا دشوار ہوتا ہی مثلاً فرض کرو کہ ایک
 ہل کے بنانے میں دس روپیہ صرف ہوئے اور یہ ہل دس برس چلیگا
 اب کرساں اس ہل سے دس فصل پیدا کریگا فرض کرو کہ ایک ہل سے ایک
 فصل میں دس من غلہ پیدا ہوتا ہی اور سبز بھر غلہ سے دس روٹیاں
 بنائی جاتی ہیں اب ظاہر ہی کہ دس فصل کی پیداوار سے بتیس ہزار
 روٹیاں بنائی جائیں گی اب فرمائیے کہ ایک روٹی کی قیمت میں چار
 حصہ ہل کی قیمت کا داخل ہوا وہ عمل درآمد میں کیسے حساب میں
 آسکتا ہی یہ سچ ہی کہ اگر ہل بنانے والے نے محنت نہ کی ہو تو
 روٹی نہ بنائی جانی مگر عمل درآمد میں ہل ساز کی محنت کے خیال
 سے روٹی کی قیمت میں کچھ کمی! بیشی نہو گی *

۴ واضح ہو کہ کوئی عمل پیدائش کا عموماً دفعتاً انجام نہیں پاتا
 اس کے ختم ہونے کو کچھ مدت لگتی ہی اور جب تک عمل پورا نہیں
 ہو جاتا تب تک اس عمل کے نتیجہ سے محنتی قوت نہیں اُٹھاتا مگر
 عمل کے تمام ہونے تک محنتی قوت چاہیئے اگر اس کے پاس اس
 قوت کا ذخیرہ نہ ہو یا کوئی دوسرا اس کو نا ختم ہونے اس کے عمل کی
 قوت پیشگی نہ دے تو عمل پیدائش جاری نہیں رہ سکتا یہاں سے
 معلوم ہوا کہ جو محنت اس قوت کے بنانے میں پہلے صرف ہو چکی ہی

وہ واسطے عمل میں آنے حال کی محنت کے یعنی جاری رکھنے عمل پیدائش حال کے بہت ضرور ہی مگر معلوم رہے کہ جو محنت اس قوت کے بنانے میں سابق ہو چکی ہی اُس کی اجرت حال کی محنت کی پیدوار سے ادا نہیں ہوتی کیونکہ علم غائی محنت کی حال کی محنت کی مہیا کرنا قوت کا ہی جتنی وہ آپ محنت کرتا ہی اُسی محنت کی اجرت سے اجرت اُس محنت کی ادا کرتا ہی جو اُسکی قوت کے بنانے میں سابق ہو چکی ہی مثلاً ایک نجار سے ہمنے دس روز میں ایک صندوق بنوایا اب ہم نجار کو اُس کی دس روز کی محنت کی اجرت دینگے وہ ہمسے یہہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمنے دس روز میں جو کھایا پیا ہی اُس پر جو محنت صرف ہوئی ہی اُس کی اجرت بھی علاوہ ہماری محنت کی اجرت کے دو یہہ قوت تو اُس نے آپ کھائی ہی اور اُسی کے مہیا کرنے کے واسطے اُس نے محنت کی ہی جو محنت اس قوت کے پیدا کرنے میں صرف ہوئی ہی اُس کی اجرت وہ اپنی اجرت سے دے صندوق کی قیمت سے وہ اجرت نہیں مل سکتی *

۳ بعد خارج کر دینے محنت پیدا کرنے قوت محنتی لوگوں کے جو عمل پیدائش میں مصروف رہتے ہیں باقی کی قسمیں محنت کی جو عمل پیدائش میں بطریق غیر مریض مدد دیتی ہیں پانچ ہیں اول محنت پیدا کرنے مصالحہ کی جس پر آگے کو محنت کی جاتی ہی اکثر صورتوں میں یہہ محنت تملیک کی ہوا کرتی ہی مثلاً محنت کان کھودنے والوں کی یہہ لوگ زمیں کے اندر سے وہ مصالحہ نکالتے ہیں جس سے بذریعہ محنت مابعد طرح طرح کے سامان رافع حاجات انسانی بنائے جاتے ہیں مگر معلوم رہے کہ عمل اس محنت کا فقط مصالحہ ہی نکالنے پر منحصر نہیں کیونکہ بعض اوقات وہی جنس جو کھود کر نکالی جاتی ہی اپنی اصلی حالت میں رفع حاجت کرتی ہی اور اس صورت میں وہ مصالحہ میں

داخل نہیں ہوتی بلکہ وہ پیداوار اخیور ہوا کرتی ہی مثال اُسکی یہہ ہی کہ پتھر کا کوئلہ دو کام دیتا ہی ایک تو یہہ کہ اُسکو چلا کے بدن سےکٹتے ہیں دوم اُسکی گرمی سے عملہاے پیدایش میں مدد لی جاتی ہی اول صورت میں وہ مصالحہ میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ وہ بذات خود صرف میں اگر رفع حاجت کرتا ہی اس صورت میں تو وہ درحقیقت پیداوار اخیور ہی مصالحہ پیدا کرنے والوں کے ذیل میں آن چوب تراشوں کو بھی داخل کرنا چاہیئے جو جنگلوں میں جا کر واسطے تعمیر عمارات یا نجاروں کی حرفت کے لکڑی کاٹتے ہیں بعض اوقات ایسا ہوتا ہی کہ جنگلوں میں خود رو درخت نہیں ہوتے اُنکو ہونا اور پرورش کرنا ہوتا ہی اس صورت میں ہونے اور پرورش کرنے کی مسکنت بھی داخل مصالحہ پیدا کرنے کی مسکنت کے ہی کاشتکار جو سن اور روئی اور آل اور کسم اور نیل وغیرہ کے پیدا کرنے یا ریشم کے کیڑوں کے پالنے میں مسکنت کرتے ہیں وہ بھی اسی قسم میں داخل ہی اس مسکنت کی جامع مثالوں کو اس جگہ درج کرنا تضحیح اوقات سے خالی نہیں اس قدر بیان کو دینا کفایت کرتا ہی کہ جو مصالحہ حرفتہاے مختلف میں کام آتے ہیں بے شمار ہیں اور ہر سہ عالم موجودات یعنی حیوانات و نباتات اور جمادات سے نکالے جاتے ہیں اور بعض چیزیں اُنہیں کی ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایک حرفہ والے کی تو پیداوار اور دوسرے حرفہ والے کا مصالحہ ہوا کرتی ہیں مثلاً چرم دباغ کا پیداوار ہی اور کنش دوز کا مصالحہ اور علیٰ ہذا غلہ کاشتکار کا پیداوار ہی اور نان بائی کا مصالحہ *

۴ دوسری قسم مسکنت غیر صریح کی وہ ہی جو درستی آلات میں کہ عمل مسکنت میں مدد دیتے ہیں کرنی ہوتی ہی لفظ آلات معنی میں جامع ہی یعنی اُسکے مفہوم میں جمیع دیرپا آلہ پیداوار کے سیدھے سادھے چقماق سے لگا کے جہازان دھانی اور پھچیدہ کلہاے دستکاری تک داخل ہیں یہاں شاید یہہ دقت پیش آئیگی کہ کون چیزوں کو

مصلحتہ میں داخل کرنا چاہیئے اور کنکو آلات میں مگر جو یہہ تصور کر لیا جائے کہ جو آلہ پیدائش ایکبار برتاو میں آنے سے صرف ہو جاتا ہی یعنی دوسری دفعہ اُس سے وہی کام نہیں نکلتا وہ مصلحتہ ہی تو پھر یہہ وقت پیش نہ آئیگی مثلاً ایندھن جو عمل پیدائش میں چلایا جاتا ہی ایک ہی بار صرف میں آجاتا ہی یعنی جو خوبی گرمی پہونچانے کی آسمیں ہوتی ہی وہ زائل ہو جاتی ہی دوسری دفعہ وہ چل نہیں سکتا یا روٹی جب اُس سے ایکبار سوت بن جائے تو پھر وہ خوبی اُس میں باقی نہیں رہتی مگر تیرا آہنی بعد اسکے کہ اُس سے ایکبار لکڑی کات لیں کائے کی خوبی سے عاری نہیں ہو جاتا گو اُسکی آب میں کچھہ فرق آجائے مگر اُس سے مدت تک لکڑی بار بار کات سکتے ہیں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ داخل مصلحتہ گنی جاتی ہیں اور وہ کئی بار وہی ایک کام انجام دے سکتی ہیں مثلاً اینٹیں ایکبار اُن سے مکان بنایا جاتا ہی اور اگر چاہیں تو مکان کو توڑ کے پھر انہیں اینٹوں سے دوسرا مکان بنا لیں مگر معلوم رہے کہ جب تک پہلا مکان قائم رہیگا تب تک انہیں اینٹوں سے دوسرا مکان نہ بنا سکیں گے یعنی تا قیام مکان اول کے گویا اینٹوں کی خوبی مکان بنانے کی معطل رہتی ہی مگر جو اشیاء داخل آلات ہیں اُنکا یہہ حال نہیں جب تک وہ قائم رہتی ہیں تب تک اُس سے اُنکا کام علی التواتر لے سکتے ہیں اشیاء آلات اور اشیاء مصلحتہ میں فرق بیان کرنے سے ایک بڑا مطلب ہی اور وہ یہہ ہی کہ مصلحتہ میں جو خوبی کام دینے کی ہوتی ہی وہ ایک عمل کے پورا ہونے پر اُس میں سے زائل ہو جانی ہی پس جو محنت اُسپر صرف ہوئی ہی اُسکی اجرت اُسی عمل کی پیداوار سے ادا ہونی چاہیئے بخلاف اسکے آلات چونکہ ایک ہی عمل کو بار بار انجام دیتے ہیں اِس لیے اُنکے بنانے کی محنت کی اجرت پیداواروں سے اُن جمیع عملوں کے ادا ہونی چاہیئے جو اپنے قیام تک وہ انجام دینکے *

۵۔ سوم علاوہ مصالحہ کے جسپر مسکن صرف ہوتی ہی اور آلات کے جو مسکن میں مدد دیتے ہیں اس امر کا بندوبست کرنا ہوتا ہی کہ عمل مسکن میں کوئی خلل نہ ڈالے اور اُس سے جو پیداوار طیار ہوں اُنکو آفات ارضی اور سماوی سے مصرت نہ پہونچے یہاں سے ایک اور طریق مسکن کا وجود پانا ہی جو ہر چند عمل پیدایش میں بطریق صریح تو دخل نہیں رکھتا مگر طریق غیر صریح سے اُسکی بہت مدد کرتا ہی یہہ مسکن حفاظت اور حراست کی ہی تمام مکانات جنکے اندر مسکنی کام کرتے ہیں اور گودام جنہیں غلہ رکھا جاتا ہی یا کشتاروں کے کھیت کے مکانات جنہیں مریخی زراعت کی آسائش و حفاظت سے رہتے ہیں اُسی مطلب کے واسطے بنائے جاتے ہیں باز لکائے والوں اور خندق بنانے والوں کی مسکن کا بھی یہی مقصود ہی اور انہیں کی جگہ میں سپاہ اور اہل پولیس اور صاحبان عدالت کو داخل کرنا چاہیئے ہر چند یہہ لوگ صرف مسکن ہی کی حمایت اور حراست کے واسطے مقرر نہیں کیئے جاتے اور اُنکی تلخراہ کا کچھ حصہ لاگت میں اُس پیداوار کے داخل نہیں ہونا جو ہر پیشہ ور جدا جدا بناتا ہی مگر اُنکے مواجب سرکاری محصولاتوں سے ادا کیئے جاتے ہیں اور جس جگہ انتظام سرکاری اچھا ہوا کرنا ہی وہاں اِس تھوڑے خرچ کے مقابل اُس سے مسکن کو بڑی مدد ملتی ہی جو کل بستی پر نظر کی جائے تو اِن لوگوں کے مواجب کا خرچ واقعی پیدایش کی لاگت کا ایک حصہ ہوتا ہی اور اگر پیداوار سے سوائے اجرت اُن لوگوں کے جو صریح اُنکے بنانے میں مسکن کرتے ہیں اِس قسم کے لوگوں کی اجرت وصول نہوے تو مسکن نہیں کہ عمل پیدایش اُس خروبی اور اسلوبی سے انجام پا سکے جس سے بہ بحالت وصول ہونے اجرت مذکور کے انجام پانا ہی قطع نظر اِس سے اگر سرکار عمل پیدایش کی حمایت نہ کرے تو نتیجہ اِسکا یہہ ہوگا کہ یا تو پیدا کرنے والے کچھ حصہ اپنے وقت کا اِس کام میں حفاظت کے صرف

کریں گے یا اپنی حفاظت کے واسطے ملازم رکھیں گے اور اس صورت میں اجرت حفاظت کرنے والوں کی صراحت پیداوار سے ادا ہوگی اور جن اشیاء سے یہ اجرت ادا نہ ہو سکی وہ ہرگز پیدا نہ کی جائیں گی ہندوستان حال میں پیداوار اپنا حصہ اس خرچ حفاظت کا ادا کرتی ہی اور ہرچوہ فضولی کے جو سرکاری اخراجات میں ہوا کرتی ہی یہ حفاظت بطریق بہتر کم خرچ سے حاصل ہوتی ہی *

۴۔ چہارم ایک اور قسم مہنت کی ہی جو ہر چند پیداوار کے بنانے میں تو صرف نہیں ہوتی مگر مقصود اُسما یہ ہوتا ہی کہ جو پیداوار موجود ہو اُسکے اہل حاجات کے حیطہ رسائی تک پہنچا دے اور بہت سے مہنت کرنے والے متخصیسی کام میں مصروف رہتے ہیں مثلاً حمال اور اربابچی اور ملاح اور منجاری اور کارخانہ داران ریلوے وغیرہ فریق ثانی میں اس قسم کی مہنت کرے والوں کے وہ اہل حرفہ داخل ہیں جو جہاز اور کاریں اور دیگر آلات اہل مال اور نہروں اور سرکوں بناتے ہیں بعض اوقات سرکوں سرکار بنانی ہی اور متددین سے کچھ نہیں اپنی مگر خرچ اُنہی نمبر کا پیداوار مہنت سے ہی ادا ہونا ہی کہ وہ جو مقصود عموماً واسطے نمبر سرک کے لیا جاتا ہی اُسکی رقم کے ہوا کرنے میں بقدر اپنی اپنے حصہ کے پیدا کرنے والے بھی مدد دیتے ہیں یعنی جو چیز اُنکے آرام اور مناد کا باعث ہوتی ہی اُسکا خرچ وہ بھی ادا کرتے ہیں *

سوائے انکے ایک اور گروہ مہنت کرنے والوں کا ہی جو پیداوار کو حیطہ رسائی تک اہل حاجات کے پہنچاتے ہیں اور یہ گروہ بیوپاریوں اور تاجروں کا ہی جنکو قسام کہہ سکتے ہیں اگر اہل حاجات کو ہر بار پیدا کرنے والوں ہی سے واسطے حصول اشیاء حاجات کے معاملہ کرنا پڑتا تو ظاہر ہی کہ انکا رقت بہت فائز ہوتا اور دقتیں پیش آئیں اور انکے بعض

اوقات میسر آنا اشیاء حاجات کا ممکن نہ ہوتا کیونکہ اشیاء حاجات کے بنانے اور صرف کرنے والے منتشر اور ایک دوسرے سے بھٹکے ہوئے ہوا کرتے ہیں واسطے کم کرنے اِس وقت کے بستیوں کے ارائل ہی میں میلے اور مجتمع مقرر کیئے گئے کہ جہاں پیدا کرنے والے اور اعلیٰ حاجات جمع آکر خرید و فروخت کیا کریں ایسے میلوں کے مقرر ہونے سے البتہ کچھ وقت رفع ہوئی مگر بائع اور مشتری کو آسانی تام حاصل نہیں ہوئی کیونکہ اِس بندوبست میں ہر شی ضرورت کا ہر وقت میسر آنا ممکن نہ تھا اگر آدمی ایسے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں کہ وہ دور نہیں جاسکتے بعض کے پاس انداز سرمایہ نہیں ہوتا کہ وہ ذخیرہ اشیاء حاجات کا ایک زمان معین کے لئے فراہم کر کے جمع رکھیں بعض دن بھر محنت کرتے ہیں اور شام کو اجرت پاتے ہیں اور اُسی اجرت سے اپنا سامان معیشت فراہم کرتے ہیں اگر اُن کے مجتمع میں بیوپاری اور دکاندار جو ہر وقت اُن کی اشیاء حاجات دے سکیں موجود نہ ہوں تو ان لوگوں کی بے بسی نہیں ہو سکتی اول اول بیوپاری والوں نے وجود پایا یہہ لوگ پیدا کرنے والوں سے مل لیتے اور اعلیٰ حاجات کے ہانہہ پیچ ڈالتے ہیں اور اب تک ایسے لوگ گالوں اور شہروں میں موجود ملتے ہیں مگر اعلیٰ جماعت ایسے دکانداروں سے لین دین رکھنا بہتر سمجھتے ہیں جو اُن کے اندر دکانیں لگا کر وہیں اور سب سامان ضرورت کا ہر وقت مہیا رکھا کریں اور بیوپاری بھی ایسے مقامات میں کہ جہاں خریدار کافی ہوں اور اُن کی محنت کی اجرت مل سکے دکانیں کو قاہم کرنا باعث اپنے فائدہ کا تصور کرتے ہیں غرضکہ انہیں اسباب سے بیوپاری اور تاجروں نے وجود پایا بعض اوقات بیوپاری اور پیدا کرنے والا ایک ہی شخص ہوا کرنا ہی اور بیوپاریوں میں بھی تفریق ہوا کرتی ہے یعنی بعض پرچونی یا خوردہ فروش ہوتے ہیں اور بعض تھوک میں خرید و فروخت کرنے والے مگر معلوم رہے کہ اِس سارے فرقہ کی محنت پیدا کرنے والوں کی محنت کی معین ہی اور اشیاء خرید و

حرکت ایک منتخزون ہی جس سے یہہ لوگ اپنی مہنت کی اُچریت اور اپنے رویہ کا سود نکالنے ہیں *

۷ یہاں تک ہم نے اُن سارے طریقوں کو بیان کیا ہی جسے مہنت مادی پر صرف ہو کر عمل پیدایش میں مدد دیتی ہی مگر ابھی ایک اور طریق مہنت کا بیان کرنا باقی رہا ہی جو اُسی مطلب کے حاصل کرنے کو اُنہانی پڑتی ہی گو درجہ اُس کی امداد کا بعید تو ہی اور یہہ وہ مہنت ہی جو خود انسان پر صرف ہوتی ہی ظاہر ہی کہ ہر فرد نے بنی نوع انسان کے ابتدائے طفولیت سے بصرف مہنت کثیر پرورش پائی ہی اگر کل یا جزو اس مہنت کا صرف نہوتا تو بچے کبھی عمر پر نہ پہنچتے اور اُن میں وہ قوت وجود نہ پاتی جسکے ذریعہ سے وہ اپنے وقت پر مہنت کرتے ہیں پس جماعت کے نزدیک بچوں کی پرورش و پرداخت کا صرف ایک جزو اُس صرف کا ہی جو لازمہ پیدایش ہی اور عرض اُس کا معہ افزونی کے اُنہیں بچوں کی مہنت کی پیداوار اُردہ سے حاصل ہوگا افراد جماعت اُس خرچ کو اور اغراض سے اُنہانی ہیں وہ یہہ اُمید نہیں کرتیں کہ ہم کو اس سے اُگے کو عرض ملینا مگر اہل جماعت جو مہنت سیکھنے اور سکھانے میں عمل پیدایش اور حرکت اور فنون کے اُنہانیہ ہیں اُس کی غرض یہی ہوا کرتی ہی کہ عمل پیدایش اچھی طرح سے انجام پائے اور پیداوار زیادہ اور بیش قیمت طیار ہو اور پیدا کرنے والے اُچریت معقول پائیں جس طرح مہنت جسمانی یا نفسانی کہ قوت پیدایش کو وجود میں لاتی ہی داخل مہنت پیدایش کے تصور کی جاتی ہی اُسی طرح اُس مہنت کو بھی اُسی میں داخل سمجھنا چاہیئے جو حفظ اور بقائے قوت مذکور میں صرف ہوتی ہی یعنی طبیب اور جراح جو مہنت عمل پیدایش کے مہنتیوں کی حفظ مہنت میں کرتے ہیں

وہ بھی ایک حصہ پیدایش ہی کی مہنت کا ہی *

۸ ایک اور قسم معنیت کی جسکو حسب رواج معنیت نفسانی کے
 نزدیک میں شمار کرتے ہیں اور جو مثل معنیت جسمانی کی پیداوار اخیر کے
 بنانے میں مرہم دخل رکھتی ہے معنیت موجودوں آن تراکیب کی ہے
 جو واسطے عمل پیدائش کے ایجاد کیجاتی ہیں ہمنے جو بہہ کہا کہ یہہ
 معنیت حسب رواج معنیت نفسانی میں داخل ہے وجہہ اسکی یہہ
 ہے کہ وہ در حقیقت کلیہ معنیت نفسانی نہیں ہوتی معلوم رہے کہ ہر
 جہد انسانی دونوں جزوں یعنی جسمانی اور نفسانی کو مشتمل ہے مثلاً
 احمق سے احمق مزدور جو دن بھر گارے کی توکری سر پر لیٹے رہنے پر
 چھوٹا اترتا ہے اسکے کام میں کچھ عقل کو بھی دخل ہوتا ہے ذکی
 سے ذکی حیوان کو یہہ عمل تعلیم نہیں کر سکتے بیوقوف سے بیوقوف
 آدمی تعلیم پانے سے چکی گھما سکتا ہے مگر بیل یا گھوڑا اسکو گردش نہیں
 دے سکتا تا وقتیکہ کوئی اسکو نہ ہانکے اور دیکھتا نہ رہے جس معنیت
 کلیہ نفسانی سے کوئی نتیجہ خارجی پیدا ہوتا ہے اسی میں بھی کچھ
 معنیت جسمانی شامل ہوا کرتی ہے مثلاً اقلیدس اپنے مقالات تحریر
 کو بلا معنیت جسمانی قلم بنانے اور لکھنے وغیرہ کے مرتب نہیں کر سکتا
 تھا اور جسوقت وہ اصول ہندسی دل میں سونچتا ہوگا آسنے بہت سی
 شکلیں کاغذ پر بنائی ہونگی اور بہت سے ثبوت کاغذ پر لکھے ہونگے
 قطع نظر معنیت نفسانی کے موجود بہت سی معنیت ہاتھ سے نمونوں
 کے بنانے میں کرتے ہیں معنیت کو اس شخص کی جس نے کل دستانی
 کی ترکیب نکالی عمل پیدائش میں اسی قدر دخل ہے جتنا کہ معنیت
 کو اُن لوگوں کی جو کل مذکور سے کام لیتے ہیں اور موجود نے اِس معنیت
 کو اِسی اُمید سے اُٹھایا کہ اسکے نتیجہ سے اسکو اجرت ملے معنیت
 ایجاد کی تشخیص اجرت اکثر اسی طور سے کی جاتی ہے جس طرح
 اجرت معنیت عملیہ کی بہت سے دستکار موجودوں کو واسطے بنانے
 نمونوں کے ملازم رکھتے ہیں اور اُنکو بھی مثل اُن لوگوں کے اجرت دیتے

ہیں جو نمونہ ہمارے مذکور کے موافق اجناس طیار کرتے ہیں پس اُنکی مہنت بھی داخل مہنت پیدائش کے ہی علیٰ ہذا الفیاض جو نتائج عامہ پر نظر کی جائے تو مہنت حکیموں کی بھی داخل مہنت عمل پیدائش کے ہی کیونکہ اُنکی مہنت سے وہ اصول عامہ قائم ہوتے ہیں جو آخر کار باعث ایسی تراکیب کے ایجاد کا ہوا کرتے ہیں کہ جنسے عمل پیدائش آسان ہو جاتا ہے اور مہنت انسانی کو قوت عملیہ بدرجہ غایت حاصل ہوتی ہے *

۹ بعض اہل فن نے مہنت کو تین قسم میں تقسیم کیا ہے یعنی مہنت کشتکاری مہنت دستکاری اور مہنت تجارت مگر یہ تقسیم کامل نہیں کیونکہ بعض فروع کو مہنت کے ان اقسام ثلاثہ میں داخل کرنا خالی از تکلف نہیں مثلاً اگر مہنت کو کان کھودنے والوں اور سرک بنانے اور ملاحوں کی کسی قسم میں ان اقسام کے داخل کریں تو مہنت تکلف کرنا ہوگا *

باب سوم

در باب غیر پیدا کرنے والی مہنت کے

۱ کچھ شک نہیں کہ پیدائش کے واسطے مہنت مقدم ہی مگر مہنت کا نتیجہ ہمیشہ پیدائش نہیں ہوتا بہت سے فروع مہنت کے بذات خود بڑے کار آمد اور مفید ہیں مگر پیدائش اُنکا مقصود نہیں اور اِس لیئے اہل فن نے اِس لحاظ میں مہنت کی دو قسمیں مقرر کی ہیں ایک کو پیدا کرنے والی دوسری کو غیر پیدا کرنے والی کہتے ہیں اور اُن میں اِس بات کی ہوتی تکرار ہے کہ کس کو پیدا کرنے والی اور کس کو غیر پیدا کرنے والی کہنا چاہیئے ایک فریق کا یہ قول ہے کہ جس مہنت کا نتیجہ کسی شی مادی میں نظر آئے اور ایک آدمی سے دوسرے آدمی کی طرف منتقل ہو سکے اُسے پیدا کرنے والی مہنت

کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے پھر ان فریقِ ڈبئی سوال کرتے ہیں کہ اُس محنت کو اِسی نام سے کیوں نہ موسوم کیا جائے جس سے کوئی نفع یا راحت بمقدار اُس کی اجرت کے حاصل ہو بقول اِس فریق کے عہدہ داران سرکاری اور اہل سپاہ اور طالبہوں اور معلموں اور اربابِ سرود و نغمہ وغیرہ کو اِسی قسم کی محنت کرنے والوں میں شمار کرنا چاہیئے بشرطیکہ یہ لوگ اپنا اپنا کام اجرت کے موافق انجام دیں اور ضرورت سے زیادہ نہوں ان لوگوں کے ذہن میں غبر پیدا کرنے والی محنت نکمی اور بیکار کے ہم معنی ہی مگر ہمارے نزدیک یہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے اور ان دونوں فریق میں جو نزاع ہی وہ متضاد لفظی ہے اگر معنی الفاظ کی توضیح ہو جائے تو پھر کچھ تکرار باقی نہ رہے واضعہ کے ناظرین اوراق ہو کہ نزاع لفظی کو خفیف نہیں جانا چاہیئے کیونکہ اکثر لغاتِ ظاہر میں مترادف ہوتے ہیں اور مفہوم کل بھی اُن کا ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک لغت ایک جزو ہے اُس مفہوم کے دلالت کرتا ہے اور دوسرا دوسرے جزو ہے اُسی مفہوم کے اور استعمال ایسے لغات کا بلا تشریح باعثِ مغالطہ کا فہم میں معنی کے ہوجانا ہی اب ہم کہتے ہیں کہ نکمی محنت اور غبر پیدا کرنے والی محنت جیسا کہ بعض کے ذہن میں ہے کلمات مترادف نہیں واسطے توضیح اِس مقال کے ہم اول معنی پیدائش اشیاء مادی کے بیان کرتے ہیں معلوم ہو کہ عمل پیدائش سے جو کچھ بنایا جاتا ہے وہ مادہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر سارے جہان کے آدمی تمام عمر محنت کریں تو ایک بھی ذرہ مادہ کا پیدا نہیں کرسکتے پس پیدا کرنا بات کا فقط نئی ترکیب سے رکھنا اجزاء اُن کا ہی یا ہونا اباج کا فقط رکھ دینا تنخم یعنی ایک ریزہ مادہ کا ہی ایسے مقام میں جہاں وہ زمین اور پانی اور ہوا سے اجزاء مادی کو جذب کرے اور اِس اجتماع سے ایک نیا مرکب نمودار ہو جسکا نام درخت ہی ہو چھتھم مادہ کو پیدا نہیں کرسکتے مگر اُس میں وہ خبریں اور صفات

نمودار کرسکتے ہیں چنکے ظہور پانچے سے مادہ مذکور بچاے بیکار کے با کار ہو جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ جو شی ہم پیدا کرتے ہیں یا پیدا کرنی چاہتے ہیں وہ صفات کار آمد ہیں معنیت پیدا کرنے والی صفات اور خوبییوں کی ہی نہ مادہ کی اسبطرح ہم مادہ کو صرف اور معدوم نہیں کرسکتے جب ہم کسی شی مادی کو صرف کر ڈالتے ہیں تو علت مادی اُس کی کسی نہ کسی ہیئت میں قائم رہتی ہی مگر اُس کی صفات عارضی جو رافع حاجات ہوتی ہیں زایل ہوجاتی ہیں جب یہ بات مسلم ہوئی کہ آدمی بجز خوبیوں کے اور کچھ پیدا نہیں کرسکتا تو سوال بعض اہل فن کا کہ جو معنیت صفات اور کیفیات پیدا کرے اُسکو کسواسطے پیدا کرنے والی معنیت کے نام سے موسوم نکیا چارے معقول نظر آتا ہی مثلاً جراح عضو شکستہ کو پیوند دیتا ہی اہل انصاف لوگوں کی جان و مال کو محفوظ رکھتے ہیں معلم علم اور فن سکھاتے ہیں ارباب سرود سا مع نوازی کرتے ہیں رقص لوگوں کے دلوں میں نشاط پیدا کرتے ہیں چونکہ یہ سب لوگ کوئی نہ کوئی خدمت انجام دیتے ہیں اور سرور و نشاط خاطر کا باعث ہوتے ہں اُن کی معنیت کو پیدا کرنے والی معنیت کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے اُن کی معنیت کسطرح نکمی یا غیر پیدا کرنے والی تصور ہوسکتی ہی اس سوال کے جواب میں کہا جاتا ہی کہ بلاشبہ ان اقسام کی معنیت کرنے والے خوبیوں اور صفات اور کیفیات کو صورت ظہور کی دیتے ہیں مگر معلوم رہے کہ لوگوں کے ذہن میں مفہوم پیدائش اسیکو مشتمل نہیں ہی کہ صفات اور خوبی ہاے مجبورہ ظہور میں لائی جائیں اگر مفہوم پیدائش کا یہی ہوتا تو اس مباحثہ کی جو پیش ہی ضرورت نہ ہوتی مفہوم پیدائش حادی ہی کسی شی کو جو پیدا ہو اور اُس شی کا مفہوم حادی ہی نہ صفات کو بلکہ دولت کو اور پیدا کرنے والی معنیت سے اُن کی مراد وہ معنیت ہی جو دولت پیدا کرے نہ فقط صفات اور کیفیات پس پھر اسی تحقیق کی ضرورت

پہلے آتی ہے کہ ذرات کیا چیز ہی یعنی اُس سے فقط پیداوار مادی
مردہ ہی یا جمیع پیداوار مفید اور کار آمد *

۲ واضح ہو کہ جو صفات اور کیفیات ممکنات انسانی سے ضرورت
ظہور کی پاسکتی ہیں وہ تین قسم کی ہیں *

اول — وہ خوبہار اور صفات جو اشیاء خارجی میں قائم ہو ظاہر
کیچے نہیں یعنی وہ صفات عارض جو ممکنات انسانی کے ذریعہ سے اشیاء مادی
میں ظہور پا کر رفع حاجت کا سبب بنیں مثالیں اُن کی غیلاں ہیں
ضرورت تشویم کی نہیں *

دوم — وہ صفات جو انسان میں پیدا کی جائیں اِس صورت میں
ممکنات کے ذریعہ سے انسان میں وہ صفات پیدا کی جاتی ہیں جسے
وہ اپنے اور دوسرے کے کام کا ہو جانا ہی اور اِس قسم کی ممکنات اُن لوگوں
کی ہوتی ہیں جو تعلیم دیتے ہیں اخلاق درست کرتے ہیں قوائے علمی اور
جسمی کو زوال سے بچاتے ہیں علوم و فنون سکھاتے ہیں اور سیکھتے ہیں
جسب سرکار لوگوں کو کامیابی سے تعلیم دیتی ہے اُس کی ممکنات بھی
اِسی قسم میں داخل ہوتی ہیں *

سوم — وہ صفات اور کیفیات جو اشیاء خارجی میں تو پیدا نہیں کی
جائیں مگر ممکنات کے ذریعہ سے خود ہی ظہور پا کر اپنی ذات سے کوئی
خدمت انجام دیتی ہیں وہ دہر یا نہیں ہوتیں اور بعد زوال کسی شی
مادی میں لہا اثر باقی نہیں چھوڑتیں یعنی کسی شی خارجی کو
واسطے رفع کرنے حاجت کے طہار نہیں کر دے مثلاً ممکنات سنار نواز یا
نقال یا قوال کی ان لوگوں کی ممکنات سے بلاشبہ ایک کیفیت ظہور
کرتی ہے جو سامع نوازی کا باعث ہوتی ہے اور سننے والوں کی خاطر کو
ایک راحت پہنچاتی ہے مگر بعد انقضاء اُس قابل زمانہ سرور کے
اِس ممکنات کا کوئی نتیجہ باقی نہیں رہتا ایسا ہی حال ممکنات کا
سپاہ کی ہے یہہ ممکنات ایک خدمت انجام دیتی ہیں مگر اُس سے

ملک کی دولت میں کچھ افزایش صراحہ نہیں ہوتی بعض صاحب فرمائیں کہ صنعت ناچروں اور ہونہاروں کی بھی اسی قسم کی ہی کیونکہ وہ کوئی خوبی اشیاء مادی میں پیدا نہیں کرتی مگر اس کے چراب میں ہم کہتے ہیں کہ ان کی صنعت اشیاء مادی میں خوبی پیدا کرتی ہی، یعنی اس صنعت کے ذریعہ سے اشیاء تجارت اس مقام پر موجود ہوجاتی ہیں جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہی اگر ان پر یہ صنعت صوبہ نہ ہوتی تو انہیں یہ خوبی ضرورت کی جگہ پر موجود ہونے کی پیدا نہوتی اور یہ خوبی خود انہیں اشیاء میں ظاہر ہوتی ہے اور اس افزودہ خوبی کے سبب سے قیمت بھی ان کی بمقدار اس صنعت کے زیادہ ہوجاتی ہی جو اس خوبی کے پیدا کرنے میں کرنی پڑتی ہی اور اس نظر سے یہ خوبی قسم اول میں داخل ہی نہ قسم ثالث میں *

۳. اب ہم کو دریافت کرنا چاہیئے کہ ان تینوں قسم کی صنعت میں سے کس صنعت کو دولت پیدا کرنے والی صنعت تصور کرنا چاہیئے صفات اور کیفیتیں تیسری قسم کی ایسی راحتوں اور خدمتوں کو مشتمل ہیں کہ چنگو بقا اور قیام نہیں اور ان کو ہم دولت نہیں کہہ سکتے الا استعارہ میں دولت کے تصور میں یہ ضرور ہی کہ وہ کوئی ایسی شی ہونی چاہیئے جو جمع ہو سکے جو چیزیں بعد پیدائش اور قبل از صرف کچھ دنوں تک قائم نہ رہ سکیں ان کو کوئی دولت میں داخل نہیں کرتا کیونکہ ہر چند ایسی چیزیں کسیقدر بھائی جائیں اور راحت اور سرور پہنچائیں مگر جو آدمی ان سے تمتع اٹھانا ہی وہ ان کے سبب سے دولت مند اور مرفع الحال نہیں ہوجاتا مگر جو کسی ایسی شی کو کہ کارآمد اور قابل اجتماع ہو دولت کہا جائے تو یہ اس رواج کے خلاف نہوگا یعنی معنی متعارف سے دولت کے اعتراف کرنا نہوگا جس طرح کسی ملک کے کاریگروں کے آلات اور کلوں وغیرہ کو داخل دولت ملکی سمجھتے ہیں اسی طرح ان کے ہنر اور قدرت اور استقلال کو یہ، ایک حصہ دولت

ملکی کا تصور کرتے ہیں پس بموجب اس تعریف دولت کے معنی وہ سارے فروعِ مہکت کے پیدا کرنے والی مہکت میں داخل سمجھنے چاہئیں جو صفات اور خوبی ہاے دیر پا اور دائمی کو صورتِ ظہور کی دیں چاہے یہ صفات اور خوبیاں انسان میں نمودار کی جائیں چاہے کسی اور جاندار یا بے جان اشیاء میں ہر چند اس تعریف میں ہم معنی متعارف سے کچھ قدر تجاوز کرتے ہیں مگر معلوم رہے کہ مہکت کی تقسیم کا جو مطلب ہی وہ اس سے خوب حاصل ہوتا ہی لوگوں کے کار ہاے مہکت کے انجام دینے کی استعداد کو جو عوام داخل دولت کے تصور کرتے ہیں وجہ اس کی یہ ہی کہ استعداد مذکور آخر کار ذریعہ پیدایش اشیاء دولت مادی کا ہوتی ہی جو صفات سے ظاہراً یہ مطالب حاصل نہیں ہوتا ان کو کوئی داخل دولت کے تصور نہیں کرنا اہل جماعت کدے ہی ذکی اور صاحبِ ہنر اور مجتمع صفات حسہ ہوں مگر جب تک ان صفات سے دولت حاصل نہو کوئی جماعت کو صرف ان صفات کے خیال سے دولت مند نہیں کہتا اس لیے اس رسالہ میں جہاں لفظ دولت کا مستعمل ہوگا وہاں اس سے ہماری مراد دولت مادی ہوگی اور پیدا کرنے والی مہکت سے صرف وہی جہد جو باعث پیدایش ایسی دولت کا ہو مگر معلوم رہے کہ ہم اس جہد کو بھی پیدا کرنے والی مہکت سے نامزد کریں گے جو گو بطریق صریح دولت مادی پیدا کرے مگر طریق غیر صریح سے اس کے پیدا کیئے جانے کا سبب ہو یعنی ہم فن دستکاری میں استعداد حاصل کرنے کی مہکت کو بھی پیدا کرنے والی مہکت کہیں گے مگر نہ خیال سے اس استعداد کے بلکہ خیال سے ان اشیاء دستکاری کے جو استعداد مذکور کے ذریعہ سے پیدا ہونگی جو مہکت حفاظت اور حراست کے کام میں عہدہ داران سرکاری اُتھاتے ہیں وہ بھی پیدا کرنے والی مہکت ہی کیونکہ بدوں اس کے ممکن نہیں کہ دولت افراط سے موجود رہ سکے *

۴ بخلاف اسکے غیر پیدا کرنے والی مہمت سے عوام کے نزدیک وہ
 جہدِ مراد ہوتی ہے جو دولتِ مادی پیدا کرے یہ مہمت گذری ہی
 کامیابی سے انجام دی جائے مگر اُس سے جماعت کی دولتِ مادی میں
 کچھ افزائش نہیں ہوتی بلکہ جماعت بہ انداز اُس قدرت کے کم مایہ
 ہو جاتی ہے جو اس قسم کی مہمت کرنے والے اُردی مہمت کرنے کے
 دنوں میں صرف کر دے بغیر اس میں وہ سارے فروعِ مہمت
 کے شمول پیدا کرنے والے ہیں جنکا نتیجہ محض حفاظتِ نفسانی ہوتا ہے
 اور اُن سے مصداق کی افزائش ذخیرہ میں اُن اشیاءِ پاییدہ کے نہیں ہوتی
 جو رافعِ حاجات ہیں اور بموجب تہریف کے جو ہم اوپر کوچے ہیں وہ
 ساری مہمت غیر پیدا کرنے والی مہمت کے ذیل میں شامل کر لی جائے
 جو ہر چند کتنا ہی نفع دیتی ہے مگر دولتِ مادی نہ پیدا کرے
 مثلاً کوئی آدمی مہمت کرے اپنے دوست کی جان بچائے اُس ہی جہدِ
 پیدا کرنے والی مہمت نہ کہلائے گی۔ اِلا اُس صورت میں کہ دوست مذکور
 مہمت کرے والا ہو اور اپنے صرف سے زیادہ پیدا کر دے دیارِ دین کی
 مہمت بہت نفع پہنچاتی ہے مگر وہ پیدا کر دے والی مہمت میں داخل
 نہیں ہل جماعت جسقدر اِس قسم کے آدمیوں کی زیادہ ضرورت ہے
 اُس قدر وہ اور اشیاء پر کم صرف کرے کہ ایک جمہورِ سرمایہ
 وہ کُشتہ داروں اور دستکاروں سے کام لے مگر صرف کو کمے کہ بہتد اُنکو اسامدان
 اور اشیاء پر سرمایہ صرف کرے زیادہ حاصل ہوگی دل طریق کے صرف
 سے اہل جماعت ذخیرہ پیدا کر دے دی کو کہتے ہیں اور دوسرے طبق
 سے اُنہیں افزائش کرتے ہیں غیر پیدا کر دے والی مہمت اُسقدر کارآمد
 ہو سکتی ہے جتنی پیدا کر دے والی بلکہ وہ نفع دیتی کے پہنچائے ہیں
 زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ مہمت فتنہ نفسانی اور
 ضرور خاطرِ نتیجہ دے اور بہت ختم ہو جائے اُس سزا اور ضرور کے کوئی
 نتیجہ باقی نہ ہو۔ ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی مہمت محض بیکار

اور فعلِ عبث ہی ہو مگر معلوم رہے کہ کسی صورت میں ان صورتوں سے وہ اہل جماعت کی کل دولت میں افزائش نہیں کرتی بلکہ جماعت کم مایہ ہو جاتی ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ جو سامان معیشت آدمی پیدا کرنے کے زمانہ میں صرف کر ڈالتا ہی وہ اُس زمانہ میں جماعت کی دولت کے مجموعہ میں سے کم ہو جاتا ہی اگر وہ صرف میں نہ آتا تو ذخیرہ میں موجود رہتا اب ہم کہتے ہیں کہ غور پیدا کرنے والی محنت سے گو کل جماعت کی دولت میں افزائش نہ ہو مگر اُس سے افراد کی دولت میں افزائش ہو سکتی ہی کیونکہ وہ محنتی جو غیر پیدا کرنے والی محنت کرنا ہی لوگوں سے جنکے سرور اور حفاظت نفسانی کا باعث ہوتا ہی اجرت پاتا ہی اور یہ اجرت اُس کی دولت کی افزائش کا باعث ہوتی ہی مگر اُسکا نفع دوسروں کا نقصان ہوتا ہی اجرت دینے والے بمقدار اُس اجرت کے بلاشبہ سرور حاصل کرتے ہی مگر بمقدار اُس اجرت کے اُن کی دولت کم ہو جاتی ہی جب عمر ایک تھان مملک کا طیار کر کے زید کے ساتھ بیچنا ہی تو قیمت تھان کی تو بلاشبہ زید کی جیب سے نکل کر عمر کی جیب میں جاتی ہی مگر ایک نیا تھان وجود پاتا ہی مگر جب میان مغربی دو گھنٹہ خوش الحانی سے نواب فیض بخش کو ریجھا کے صلہ میں ایک اشرفی پاتے ہیں تو بہہ اشرفی نواب صاحب کی جیب سے نکل جاتی ہی اور اُس کی عرض میں کوئی شی جسکو دولت کہہ سکیں نہیں ملتی پس میں مغربی کی محنت سے جماعت کی دولت میں بچہ افزائش نہیں ہوئی بلکہ اس اشرفی میں سے جسقدر آہوں نے مایحتاج میں صرف کیا اسقدر مجموعہ دولت جماعت سے گھٹ گئی غیر پیدا کرنے والی محنت کے ذریعہ سے ایک جماعت بہ نقصان دوسری جماعت کے دولت حاصل کر سکتی ہی جیسا کہ افراد میں جماعت کے درمیان ہی کہ ایک فرد دوسری فرد کے نقصان سے سرمایہ پیدا کرتی ہی مثلاً ایک مالک کے آدمی دوسرے مالک میں چاکر وہاں

کے لوگوں سے ملہ میں غیر پیدا کرنے والی محنت کے اجرت کمائیں اور اُس اجرت کو اپنے وطن میں لے آئیں اِس صورت میں وہ اپنے ملک کی دولت میں افزایش کرینگے مگر دونوں ملک کی دولت کے مجموعہ میں کچھ افزایش اِس محنت سے نہوگی *

واضحترے ناظرین اوراق ہو کہ پیدا کرنے والی محنت بھی مثل غیر پیدا کرنے والی محنت کے ضایع ہوسکتی ہی مثلاً جتنی محنت عمل پیدایش کے واسطے ضروری ہی اگر اُس سے زیادہ صرف کی جائے تو جتنی زیادہ صرف ہوگی وہ ضایع جائیگی اگر تجربہ سے پایا جائے کہ ایک بیگمہ زمین کے تردد کی واسطے ایک آدمی اور ایک چرتی بیل کی کافی ہی اور کوسان اُس بیگمہ بہر زمین کے تردد کی واسطے دو آدمی اور دو چرتی بیل کی لگائے تو ظاہر ہی کہ نصف محنت ضایع جائیگی اگر کسی عمل پیدایش کے انجام دینے کے واسطے کسی پرانی کل میں اِس آمد سے ترمیم کی جائے کہ بعد ترمیم وہ اچھا کام دیکھی اور بعد ترمیم تجربہ سے معلوم ہو کہ وہ جتنا کام پہلے دیتی تھی اتنا ہی اب دیتی ہی تو ظاہر ہی کہ جو محنت ترمیم میں صرف ہوئی وہ بیکار گئی اب ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہی کہ پیدا کرنے والی محنت سے جماعت کم مایہ ہو جائے ظاہر ہی کہ یہ نتیجہ اُس وقت پیدا ہوگا جب محنت مذکور سے کوئی شی بیش از ضرورت یا قبل از ضرورت بنائی جائے کہ نہ جسقدر کوئی شی بیش از ضرورت بنائی جائیگی اُسی قدر یا تو لاگت سے کم ہو بیچنی پڑیگی یا جب تک ضرورت نہ ہو پڑی رہیگی ہو دو صورت میں نقصان ظاہر ہی اور جو شی قبل از ضرورت بنائی جاتی ہی وہ جب تک ضرورت نہ ہو بمقدار اپنی لاگت کے جماعت کو کم مایہ کر دیتی ہی اور کسب سے اُس نفع کے اہل جماعت کو باز رکھتی ہی جو در صورت بنانے شی ضرورت کے حاصل ہوتا *

۵ صرف بھی مثل محنت کے پیدا کرنے والا اور غیر پیدا کرنیوالا ہوا کرتا ہی سب فردیں جماعت کی محنت کرنے والی نہیں ہوا کرتیں مگر

سبب صرف کرنے والے ہوتی ہیں چاہیئے اُس صرف سے کچھ پیدا ہو یا نہ ہو جو آدمی بطریقِ صریح یا غیر صریح عملِ پیدائش میں مدد دے وہ غیر پیدا کرنیوالا صرف کرتا ہی پیدا کرنیوالا صرف وہی کرتے ہیں جو پیدا کرنے والی محنت انجام دیتے ہیں مگر معلوم رہے کہ پیدا کرنے والے محنتیوں کا سارا صرف پیدا کرنے والا نہیں ہوتا کچھ اُس میں کا غیر پیدا کرنیوالا بھی ہوتا ہے جسقدر یہ لوگ واسطے حفظِ محنت اور بقائے قوت اور عدمِ زوالِ استعدادِ پیدائش اور پرورش اور پرداختِ دیگر افراد کے جو اُن کے بعد اُن کی جگہ محنت کریں صرف کرتے ہیں وہ پیدا کرنیوالا صرف ہی مگر ہا کار یا بیکار آدمی جسقدر سرمایہ واسطے سرورِ خاطر یا مصارفِ فضول میں صرف کرتے ہیں چونکہ منشاء اُس صرف کا پیدائش نہیں ہوتا اِس لیئے اُس کو غیر پیدا کرنے والا صرف تصور کرنا چاہیئے مگر معلوم رہے کہ چند حظایط ایسے ہیں کہ وہ داخلِ ضرورت کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ بدوں اُن کی محنتِ عملیہ چستی سے نہیں ہو سکتی اور اِس لیئے صرف کو اُن حظایط کے ہم پیدا کرنے والے صرف میں داخل رکھینگے خلاصہً تقریر یہ ہے کہ اُسی صرف کو پیدا کرنے والا صرف کہہ سکتے ہیں جو اہلِ جماعت کے پیدا کرنے کی قوت کو بحال اور برقرار رکھے اور اُس میں افزائش کو چاہے یہ قوت اہلِ جماعت کی زمین میں ہو چاہے اُن کے مصالحہ میں چاہے اُن کے آلاتِ پیدائش یا خود اُن کی ذات میں بہت سی پیداوار ایسی ہو کر تی ہیں کہ وہ فقط غیر پیدا کرنے والے صرف میں خرچ ہوتے ہیں مثلاً گوشتِ کناری، شراب وغیرہ اُن اشیاء کے صرف سے نہ تو عملِ پیدائش میں کچھ مدد ہوتی ہی اور نہ اُس سے امدادِ حیات اور قوت ہوتی ہی یہاں سے شاید بعض صاحبِ ارشاد فرماویں گے کہ جو محنت اُن اشیاء کے پیدا کرنے میں صرف ہوتی ہی وہ حسبِ تعریف اہلِ فن کے پیدا کرنے والی محنت میں داخل نہیں راقم تسلیم کرتا ہی کہ جو محنت ایسی چیزوں کے پیدا کرنے میں صرف

ہوتی ہی کہ چنگو غیر پیدا کرنے والی مہنتی صرف کرتے ہیں وہ
در حقیقت اہل جماعت کی دولت کے بڑھانے پر مایل نہیں *

خطبات جو جامدہ واسطے ایسے شخص کے ہونا ہی کہ جو کچھ پیدا نہیں کرنا وہ آپ تو پیدا کرنے والا معتمد ہی مگر کچھ دنوں میں وہ جامدہ ہوسیدہ ہو جاتا ہی ا ر چونکہ انہیں 'ایام' میں اُسکا پہننے والا اُسکے چہرے کے واسطے کچھ پیدا نہیں کرنا اِسباب سے خطبات کی معتمد سے کل جماعت کی دولت میں کچھ افزائش نہیں ہوتی جب تک جامدہ قائم رہا تب تک خطبات کی معتمد سے جماعت زیادہ دولت مند رہی یہی حال کناری گڑھ کا ہی جس نے اُن کو ہنایا اُس کی معتمد سے نو لاکھہ دولت کی افزائش ہوئی مگر چونکہ یہ چہرے آخر کار غیر پیدا کرنے والے صرف میں خرچ ہو جاتی ہیں اِس لیے اُنکے ہناتے کی معتمد سے جماعت کی دولت میں دیوہا افزائش نہیں ہوتی *

معلوم ہے کہ اس قسم کی چیزیں اس وقت تک دولت میں داخل
ہیں کہ جب تک وہ صرف میں نہیں آئیں *

۶ جماعت کی مجموع پیداوار میں سے صرف ایک حصہ پیدا کر ندرالے صرف میں لگتا ہی باقی پیدا کرنے والوں کے غیر پیدا کرنے والے صرف اور کل صرف میں اُن لوگوں کے جو پیدا نہیں کرتے خرچ ہو جاتا ہی فرض کرو کہ کل پیداوار سالانہ کا نصف حصہ صرف اول میں خرچ ہوتا ہی پس ظہور ہی کہ جماعت کے پیدا کرنے والے مصدقوں میں سے فقط آدھے آدمی ایسے ہوں گے اِجام دینے میں مصروف رہتے ہیں جنہر دولت دایمی جماعت کی موقوف ہی باقی کے آدھے مصدق سال بسال اور ہشت در ہشت ایسی چیزیں بناتے ہیں جو صرف ہو جاتی ہیں اور کچھ عوض نہیں دیتیں اور اِن نصف پیدا کرنے والوں کا صرف بھی باعتبار دایمی افزایش دولت جماعت کے غیر پیدا کرنے والا صرف ہی یعنی اُس سے جماعت کی دولت میں ہوا

دوام کچھہہ افزایش نہیں ہوتی اب فرض کرو کہ نصف ثانی تے پیدا کرنے والوں کے ایک سال کے لینے بنانا اپنی اشیاء کا موقوف کردیا اور بیکار بیٹھے رہے نتیجہ اسکا یہہ ہوگا کہ نصف اولی سابق کے بموجب اپنے اور نصف ثانی کی ضرورت کا سامان پیدا کرینگے اور ذخیرہ کو مصلحتہ اور آلات کے جو واسطے عمل پیدایش آئندہ کے مطلوب ہی بحال اور قائم رکھینگے جو لوگ کچھہہ پیدا نہیں کرتے تھے وہ یا تو ہوکے مرینگے یا آپ مہنت کو کے اپنی ضرورت کا سامان پیدا کرینگے اور کل افراد جماعت کو سال پھر میں فقط سامان ضرورت میسر آئیگا مگر چونکہ مستحازن پیدایش میں کچھہہ خرابی نہیں آئیگی سال آئندہ میں ضرور نہیں کہ پیداوار کم بنائی جائے مگر جو نصف اولی مہنت کرنے والوں کا اپنے کام کو بند کرے اور نصف ثانی اپنا کام جاری رکھے تو چونکہ مستحازن پیدایش میں خرابی آ جائیگی سال پھر کے اندر ساری جماعت محتاج ہو جائیگی تقریر صدر کو سنکے شاید بعض صاحب فرمائینگے کہ بوسہ افسوس کا مقام ہی کہ پیداوار ملک میں سے جز کنیر غیر پیدا کرنے والے صرف میں خرچ ہو جاتا ہی اور دولت کی افزایش کامل نہیں ہوتی مگر ہم کہتے ہیں کہ یہہ افسوس کا مقام نہیں ہی کیونکہ اگر مقصود وجود انسانی کا غنط جمع کرنا دولت کا ہوتا تو شاید افسوس کی جگہہ ہوتی یہہ تو خوشی کا مقام ہی کہ بعد رفع حاجات ضروری کے لوگوں کے پاس ایک ایسا ذخیرہ باقی رہتا ہی جس سے وہ حظوظ نفسانی حاصل کرسکتے ہیں اور علم و ہنر کی ترقی کا باعث بنتے ہیں اور کارہائے خیر عام انجام دے سکتے ہیں *

باب چہارم

در باب راس المال کے

۱ ابواب سابق کے مضامین سے فاطرین اوراق کے ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ علامہ ترازم ضروری پیدایش یعنی مہنت اور عاملان طبیعی کے

تذخیرہ پیداوار سابق کا مہیا اور موجود ہونا چاہیئے بدون ایسے تذخیرہ کے عمل پیدایش بجز چند صورتوں کے ممکن نہیں اور اس تذخیرہ پیداوار مستحنت سابق کو اصطلاح اس فن میں اس المال کہتے ہیں عمل پیدایش میں جو کام اس المال دیتا ہی وہ بہت فتنیم ہی اُسکی کیفیت اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیئے کیونکہ اکثر مغالطے جو اس فن میں ہر جاتے ہیں اُنکی بنا کیفیت مذکور کو اچھی طرح سے نہ سمجھنے کے سبب سے وجود پاتی ہی واضح ہو کہ اس المال سے بعض آدمی سرے کا مال سراد لیتے ہیں اور بعضے فقط روپیہ مگر معلوم رہے کہ ہماری مراد اس لفظ سے نہ سرے کا مال ہی اور نہ فقط روپیہ کیونکہ ضرور نہیں کہ جو شی عمل پیدایش میں مدد دے سرے ہی کامل ہو اور روپیہ بذات خود عمل پیدایش میں کچھ مدد نہیں دیتا تا کہ وہ مدد دے سکے ضرور ہی کہ اور چیزوں سے اسکا تبادلہ کیا جائے پس جس چیز کا ان دوسری چیزوں سے معاوضہ ہو سکے وہ عمل پیدایش میں برابر روپیہ کے مدد دے سکتی ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ روپیہ کی خصوصیت نہیں *

عمل پیدایش کے جاری رکھنے کے واسطے مکان جہاں مستحنتی شدید موسم سے پناہ پا کر کام کریں مصالحہ جسپر وہ مستحنت کریں آلات جنسے وہ مستحنت کریں اور غذا جسپر تا طیار ہوئے پیداوار کے اُنکی بسر ہو مطلوب ہیں یہ سب چیزیں واسطے مستحنت حال کے پیداوار مستحنت سابقہ سے ملنی چاہیئیں جو اشیاء ان کاموں میں صرف ہونکی یعنی جن چیزوں سے یہ لوازم ضروری پیدایش کے مہیا ہونگے وہ اس المال ہی واسطے بخوبی ذہن نشین ہو جائے تصور اس المال کے دریافت کرنا چاہیئے کہ جو اس المال کسی کار میں پیدا کرنے والی مستحنت کے لگایا جانا ہی اسکا کیا حال ہوتا ہی مثلاً دستکار ایک حصہ اسکے اس المال کا اس مکان پر مشتمل ہوتا ہی جہاں وہ کام کرتا ہی دوسرا حصہ مشتمل ہی کلوں کو جنسے وہ کام کرتا ہی

تیسرا حصہ مشتمل ہوتا ہے محتاج اور سن اور آون کو اگر وہ کٹائی کا کام کرے یا سوت یا دشم اور آونی سوت کو اگر وہ پارچہ باف ہو سوائے انکے وہ کچھ نقدی بھی رکھتا ہے جو وہ محنت کرنیوالوں کو اجرت میں دیتا ہے تاکہ وہ غذا مہیا کریں اور کچھ سامان اُسکے پاس طیار ہوتا ہے جسکو بیچ کے وہ اپنا گارخانہ درست رکھتا ہے اور مصالحتہ مول لیتا ہے مگر اُسکا زر نقد اور سامان طیار کلیہ راس المال میں داخل نہیں کیونکہ انکو وہ کلیہ عمل پیدائش میں صرف نہیں کرتا انہیں سے کچھ حصہ تو وہ اپنے حوائجِ ضروری کے فراہمی میں خرچ کرتا ہے کچھ نوکروں کو دیتا ہے کچھ تعلیم اور تربیت میں اپنی اولاد کے صرفہ کرنا ہے کچھ خبرات اور محصول میں دیتا ہے ان اضراف میں سے کوئی بھی صرف عمل پیدائش میں مدد نہیں دیتا اُسکے مال کا وہی حصہ راس المال کہلاتی ہے جو صرف میں پیدائش آئندہ کے اُنیکا پس بام رکھنا چاہیئے کہ اصطلاح میں اِس فن کے ہر مال راس المال نہیں ہوتا یہ امر کہ کونسا حصہ مال کا راس المال کہلائے موقوف ہی طریق ہو صرف اِس مال کے اگر مال پیدائش میں صرف ہوگا تو راس المال کہلائیے اور اگر رفع حاجات اور حفاظت میں تو غیر راس المال اگر ایک آدمی سال بھر میں ہزار روپہ کمائے اور اُسکو حاجاتِ ضروری اور حفاظت نفسانی میں صرف کیا کرے تو یہ ہزار روپہ راس المال میں داخل نہوگا مگر جو زر مذکور الصدر عمل پیدائش میں لکایا جائے تو وہی راس المال ہو جائیگا *

۲ جس طرح پیدوارِ ملک سے جو کچھ عمل پیدائش میں لگتا ہے وہ راس المال ہی اُسی طرح اسکا عکس بھی درست ہے یعنی کل راس المال ملک عمل پیدائش میں لگتا ہے اِلا اِس مسئلہ کو بھیند، قیود تسلیم کرنا چاہیئے اور وہ محتاج توضیح ہی مثلاً ایک رقم روپہ کی عمل پیدائش میں لگانی منظور ہو مگر موقع اُسکے لگانے کا حسبِ بدلتا رہا

نہ ملتا ہو تو رقم مذکور راس المال میں تو داخل ہوگئی مگر کام میں لگنے کے وقت تک بیکار رہیگی یا کسی مالدار کے پاس ایسی اجناس ہوں کہ وہ بذات خود عمل پیدائش میں نہ لگ سکتی ہوں اور انکی شہزاداری بھی ایک زمانہ معین میں نہ ہو تو ظاہر ہی کہ گو اجناس مذکور داخل راس المال ہونگی مگر جب تک نہ بکالینگی تب تک کام میں نہ لگائیں گی بعض اوقات ایسے اسباب جمع آتے ہیں کہ ضرورت سے زیادہ راس المال کسی عمل خاص میں پیدائش کے لگانا پڑتا ہی یعنی جو عمل تھوڑے راس المال سے انجام پاسکتا ہی اُسکے واسطے زیادہ راس المال لگتا ہی مثلاً فرض کرو کہ جو مصالحہ کسی عمل پیدائش میں لگتا ہی اُسپر سرکار محصول مقرر کردے تو ظاہر ہی کہ محصول مذکور راس المال سے قبل از طیار ہونے پیدوار کے ادا کرنا پڑیگا اگر محصول نہ لگا ہوتا تو ظاہر ہی کہ بمقدار محصول مذکور کے راس المال کم لگتا اور اِس بچت سے عمل پیدائش میں کثرت ہوتی بوجہ ادا کرنے ایسے محصولوں کے مالدار کم آدمیوں کو کام سے لگا سکتے ہیں واسطے توضیح کے ایک مثال درج کی جاتی ہی فرض کرو کہ ایک کاشتکار نے ایسے زمانہ میں زمین کا پتہ لیا کہ پیش از طیار ہونے فصل کے اُسکو ایک یا دو یا تین قسط مالگداری کی ادا کرنی پڑی تو ظاہر ہی کہ یہ قسطیں اُسکو اپنے راس المال سے ادا کرنی پڑیں گی جو روپیہ فقط بابت زمین کے ادا کرنا پڑتا ہی اور نہ واسطے اُن اصلاح کے جو بذریعہ محنت زمین میں کیجائیں تو زر مذکور غیر پیدا کرنے والے صوف میں لگتا ہی اِس صرف سے محنت پرورش نہیں پاتے اور نہ وہ فراہمی میں آلات اور مصالحہ کے جو بذریعہ محنت بنائے جاتے ہیں صرف ہوتا ہی یہ روپیہ تو بطور کرایہ کے واسطے کام لینے کے ایسے عامل طبیعی سے دیا جاتا ہی جو دوسرے کے قبضہ میں آگیا ہی یہ عامل طبیعی گو مثل دیگر آلات کے لوازم ضروری سے ہی مگو ادا کرنا اُسکے کرایہ کا پیدائش کے واسطے ضروری نہیں آلات تو محنت انسانی کے ذریعہ سے بنائے جاتے ہیں اور

اُنکی قیمت ضرور ہونی چاہیئے کیونکہ اُنکا وجود بلا قیمت منعذر ہی مگر زمین نے آدمی کی محنت سے وجود نہیں پایا اُسکو خداوند تعالیٰ نے بفاکر وقف کیا ہی اِس لیئے۔ جو کچھ اُس کی بابت دینا پڑے وہ پیدائش کے خرچ میں داخل نہیں ہو سکتا اور چونکہ اُس کا کرایہ ضرورتاً راس المال سے دینا پڑتا ہی اِس لیئے لامتناہی اصل ضرورت کی نسبت سے زیادہ راس المال محنت سابقہ کے ذریعہ سے جمع ہونا چاہیئے تاکہ کرایہ کی زمین سے عمل پیدائش میں کام لیا جائے ہر چند مالکوں کو تو یہہ منظور ہوتا ہی کہ اُنکا یہہ راس المال زائد عمل پیدائش میں صرف ہو مگر درحقیقت وہ پیدائش کے کام میں نہیں لگتا یعنی اُس سے کچھ پیدا نہیں ہوتا اور عوض اُسکا سال بسال خود اُسکی پیدا کی ہوئی اجناس سے نہیں ہوتا بلکہ پیداوار سے اُس محنت کے جسکی آجرت باقی کے راس المال سے ادا ہوتی ہی ملک کے پیدا کرنے والے راس المال کا حصہ کثیر محنت کرنے والوں کو آجرت میں ملتا ہی اب اگر غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ یہہ حصہ کلیہ پیدائش کے لیئے ضروری نہیں کیونکہ جو آجرت محنتیوں کو دیجانی ہی اُس کا ایک جز تو اُنکے مایحتاج کی فراہمی میں صرف ہوتا ہی اور اُسپر اُن کی حیات کا مدار ہی اور جز ثانی اُنکی حفاظت میں اِس صورت میں ضرور نہیں ہی کہ جز ثانی آجرت کا قبل از طیار ہونے پیداوار کے دیا جائے کیونکہ اُسکے اوپر محنتی لوگوں کی حیات کا مدار موقوف نہیں ہی اور محنت کرنے والے پیداوار کے طیار ہو جانے تک صبر کر سکتے ہیں اور عمل پیدائش فقط اتنے ہی راس المال سے جاری ہو سکتا ہی جو جز اول آجرت کے واسطے مطلوب ہی اور اگر محنت کرنے والے جز ثانی اپنی آجرت کا نہ لیں تو پیدائش کچھ کم نہوگی جز ثانی آجرت کا عمل پیدائش میں صرف نہیں ہوتا بلکہ غیر پیدا کرنے والے صرف میں پیدا کرنے والے محنتیوں کے تاکہ کل آجرت محنت کرنے والوں کی روز بروز یا ہفتہ بہ ہفتہ ادا کی جائے لازم آتا ہی کہ ضرورت تمامہ سے زیادہ راس المال محنت

سابقہ کے ذریعہ سے فراہم ہو اور واقعی جب تک راس المال افراط سے جمع نہیں ہو لیتا تب تک طریقہ ادا کرنے کل اجرت کا قبل از طیار ہو جائے پیداوار کے وجود نہیں پانا تقویر صدر سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے یہ امر فرض کر لیا ہے کہ محتنت کرنے والے راس المال سے پرورش پاتے ہیں مگر معلوم رہے کہ یہ امر فرض ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یوں ہی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ راس المال ہمیشہ غیر شخص کہ جو مالک راس المال ہو دیا کرے اکثر اہل حرفہ اپنے ہی طور پر کام بغاقتے ہیں اور اپنے ہی راس المال سے اپنی پرورش اور پرداخت کرتے ہیں مگر یہ راس المال بھی وہ اپنی محتنت سابقہ سے فراہم لاتے ہیں مثلاً کوساں سال حال میں اسی سال کی پیداوار سے اپنی بسر نہیں کرتا بلکہ پیداوار سال ماضی سے المختصر اس قسم کے سب محتنت کرتے والے اپنے اپنے راس المال سے اپنی پرورش کرتے ہیں اور اپنی محتنت کے نتیجہ سے سال بسال اس کا عوض کرتے رہتے ہیں *

۳ اب دریافت کرنا چاہئے کہ جو آدمی سود پر اپنے مال کے بسر کرتا ہے اور بذات خود عمل پیدایش میں مصروف نہیں ہوتا اسکا مال راس المال تصور ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو کن صورتوں میں عرف میں تو وہ راس المال کہلاتا ہے اور باعتبار ملک مال کے اس کو راس المال کہنا واجب بھی ہے کیونکہ یہ آدمی اپنے مال کو سلامت رکھتا ہے اور اس کے انتفاع سے اپنی بسر کرتا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مال مذکور ملک کا راس المال بھی ہو کیونکہ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو امر باعتبار اشخاص کے صادق آئے وہ ملک کے اعتبار سے بھی صادق ہو جو مال کسی شخص خاص کا راس المال ہے وہ ممکن ہے کہ ملک کا راس المال ہو اور نہ بھی تصفیہ اس امر کا کہ مال مذکور ملک کا راس المال ہے یا نہیں موقوف ہے طریق پر اس کے صرف کے اگر قرض لینے والا اس مال کو پیدا کے کام میں لگائیگا اس نہج

سے کہ وہ تلف نہ ہوے اور اُس سے جو انتفاع ہو اُس سے سود بھی ادا کرے اور اپنی معاش بھی نکالے تو مال مذکور راس المال ملک متصور ہوگا اور جو قرض لینے والا اُس مال کو مالک سے لیکر صرف غیر پیدارار میں خرچ کر ڈالے گا تو وہ راس المال متصور نہ ہوگا بلکہ راس المال سے اُسی قدر کم ہو جائیگا مثلاً عمر نے زید سے ہزار روپیہ قرض لیئے اور اُنکو عمل پیدایش میں غلہ یا سامان دستکاری کے صرف کیا اب ہم کہتے ہیں کہ یہ روپیہ راس المال ہی کیونکہ وہ مصالحتہ اور آلات کے خریدنے اور پرورش و پرداخت میں مصدقہ کرنے والوں کے صرف ہوا گو یہ روپیہ زید کا راس المال تھا مگر عمر نے اُسکو کام میں لگایا اور جو نفع ہوا اُسے سے سود مچا دے کے باقی میں اپنے بسو کی اب فرض کرو کہ اب ابراہیم زمیندار نے بعد گزوی رکھنے اپنی زمین کے زید سے ہزار روپیہ قرض لیئے اور اُس روپیہ کو تعمیر میں کنروں اور آلات کشکاری کے مستغرق کر دیا اِس صورت میں بھی یہ روپیہ پیدا کے کام میں صرف ہوا اور راس المال رہا بصرف اِس روپیہ کے زمین سے ابراہیم کے زیادہ پیدا ہوگا اور اگر ابراہیم محتاط رہے گا تو آہستہ آہستہ قرض معہ سود کے اُتار دے گا اور اپنی جائداد کو بیش قیمت بنائے گا اب فرض کرو کہ ابراہیم نے قرض لیئے ہوئے روپیہ کو اپنی جائداد کی اصلاح میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنی اولاد کو دے ڈالا اب اِس روپیہ کا راس المال ہمارا رہا یا نہ رہا موقوف ہے اور طریق صرف کے اگر اولاد مذکور اُسکو پیدا کے کام میں لگائے تو وہ راس المال رہے گا اب فرض کرو کہ جو ہزار روپیہ ابراہیم نے قرض لیا اُسکو اُس نے جائداد کی اصلاح میں تو مستغرق نہیں کیا بلکہ اُسکو دعویٰ اور ناچ رنگ میں اُراں شروع کیا تو دس عرصہ میں وہ بلا حصول کسی عوض کے تلف ہو جائیگا زید تو جتنا دولت مند پہلے ہوا اتنا ہی بنا رہے گا کیونکہ اس کے پاس تو جائداد رہی ہی جب چاہے اُس سے اپنا روپیہ وصول کر لے مگر یہاں ابراہیم بمقدار ہزار روپیہ کے مفلس ہو جائے گا بعض صاحب فرمائید کہ یہ روپیہ گو جیب سے ابراہیم کے نکل گیا مگر

جنہوں نے اُس سے ایام صرف میں فائدہ اُٹھایا وہ دولت مند ہو گئے اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر میاں ابراہیم نے یہ روپیہ قمارخانہ میں ہار دیا یا اُنکے خد متگذاروں نے اُسکو غبن کر لیا اور جنکے ہاتھ چڑھا آئوں نے اُسکو پیدا کے کام میں لگایا تو وہ تلف نہیں ہوا بلکہ ایک شخص سے دوسروں کی طرف منتقل ہو گیا اور اس المال ملک بنا رہا مگر جو میاں ابراہیم نے اُس ہزار روپیہ سے سامان عیش و آرام اور حفاظت نفسانی کا خرید کیا اور اُسکو اپنی راحت اور آسائش میں صرف کرالا تو یہ سامان بلا دینے کسی عوض کے کہ جو عمل پیدائش کو جاری رکھ سکے تلف ہو گیا اور گویا اس المال ملک سے گھٹ گیا اگر یہ روپیہ پیدائش کے کام میں لگایا جاتا تو اُس سے محنت کرنے والے ہرورش پاتے اور اُنکی محنت سے جو پیدا ہوتا اُس سے عوض اِس روپیہ کا حصہ انتفاع کے حاصل ہوتا اور وسیلہ ہرورش اور پرداخت محنتیوں اور خود میاں ابراہیم کا بنا رہتا اِس فضولی سے میاں ابراہیم کی زید کا کچھ نقصان نہیں ہوا کیونکہ وہ تو جائداد مرہونہ سے اپنا روپیہ وصول کر سکتا مگر یہ ہزار روپیہ جو میاں ابراہیم نے فضولی میں خرچ کو قالے ملک کے اس المال سے گھٹ گئے یعنی محنتیوں کی ہرورشی کا وسیلہ بمقدار ہزار روپیہ کے کم ہو گیا زید کی جو آمدنی سود کی اِس ضرورت میں ہوتی ہی وہ پیداوار سے اُنہیں کے روپیہ کے نہیں ہوتی بلکہ پیداوار سے کسی اور اس المال یا آمدنی میاں ابراہیم کے اب فرض کرو کہ زید سے سرکار نے ہزار روپیہ قرض لیئے اگر سرکار اِس روپیہ کو تعمیر ریل یا نہروں وغیرہ میں جو عمل پیدائش میں مدد دیتی ہیں صرف کرے تو یہ روپیہ اس المال ملک میں بنا رہیڈا مندر جو زر مذکور لڑائی کے اندر گرلی باروت یا تنخواہ میں سپاہ کے صرف کر دیا جائے تو وہ بوجہ صرف ہو جانے کے غیر پیدا کرنے والے کام میں تلف ہو جائیگا اور ملک کے اس المال میں اُسی قدر کسی ہوگی جو چند اِس سے زید کا کچھ نقصان

نہیں کہونکہ اُسکو تو سود ملتا رہتا اور اگر وہ چٹھ تو مارا میں قرضہ کے تمسک کو بیچ کے اپنا روپیہ وصول کر لے مگر یہ سود یا روپیہ اُسکو اُسی کے روپیہ کی پیدا سے نہیں ملیگا اُسکا روپیہ تو خرچ نہیں آتے تھا تلف ہو گیا اور اُسکے تلف ہونے سے ملک کو جو استعدان مکتبی لوگوں کی پرورش اور پرداخت کی بمقدار اُسکے روپیہ کے سابق حاصل تھی وہ معدوم ہو گئی *

باب پنجم

در باب چند مسائل اصولی کے جو اس المال سے
تعلق رکھتے ہیں

اول یہ کہ مقدار مکتبہ کی اس المال پر موقوف ہی یعنی جتنا اس المال ہوگا اتنی ہی مکتبہ بچوں پائیکہ اور یہ اسر خون ظاہر ہی کہ جو کہ جستدر مصلحت اور آلات اور سامان خورد و نوش مکتبہ کو دیوالوں کے واسطے مہیا اور موجود ہوگا اسیقدر مکتبہ وجود پاسکیکی ہر چند یہ اسر طہو ہی مگر اکثر آدمی اس اصل کو بھول جاتے ہیں کہ اصل ملک پیداوار مکتبہ حال سے پرورش نہیں پاتے بلکہ پیداوار سابقہ سے یہ لوگ اس اشیاء کو صرف میں لاتے ہیں جو پیدا ہو چکی ہیں نہ انکو جو آگے کو پیدا ہونگی اور جو چھوڑی پیدا ہو چکی ہیں انہیں سے ایک جزء قلیل واسطے پرورش و پرداخت مکتبہ پیدائش آنندہ کے ملا کرتا ہی پس ممکن نہیں کہ اس جزء سے جسکو اس المال کہتے ہیں جتنے مکتبیوں کی پرورش ہو سکتی ہی اور جتنا مصلحت اور آلات فراہم ہو سکتے ہیں اُن سے زیادہ مکتبہ وجود پاسکے مارجون اظہر ہونے اس مسئلہ اصولی کے عوام الناس یہ تصور کرتے ہیں کہ سرکار تو ان کے زور سے بلا بڑھانے اس مال کے مکتبہ کی فراہم کر سکتی ہی وانہو وہ کہ یہ نتیجہ غلط فہمی ہی سرکار بطریق غیر صریح البتہ انکار سکتی

ہی کہ لوگوں کو زیادہ معائناتی بنائے یا انکی معائنات کو زیادہ پیدا کرنے کے لایق کر دے مگر ممکن نہیں کہ بلا افزائش کرنے کے راس المال ملک میں وہ کسی ایسے کار کو جس میں معائنات کرنیوالے مصروف ہوں وجود دے سکے سرکار کسی جنس کی در آمد کو دوسرے ملک سے ہند کر کے اپنے ہی ملک میں اس جنس کے پیدا کرنے کا سبب ہو سکتی ہی اور عوام الناس اس سے یہد غلطی کہا جاتے ہیں کہ سرکار نے نئے کار کو جاری کیا اور اُس کے ذریعہ سے معائنات کرنے والوں کے لئے دروازہ رزق کا کھول دیا مگر جو مسئلہ اصولی مذکور الصدر پر نظر ڈالی جائے یعنی اس امر پر توجہ کیجئے کہ مقدار معائنات کی راس المال کی مقدار پر موقوف ہی تو ظاہر ہو جائیگا کہ چونکہ مجموعہ اس المال ملک میں افزائش نہیں ہوئی اس لئے جو راس المال اس نئے کار میں لگا ہی وہ لامتناہ کسی اور کار سابقہ سے کہنچکر اُس میں آیا ہی او جس کار سے وہ کہنچ آیا ہی اُس میں بھی معائناتی لوگوں کی اُس صدر پرورش ہوتی تھی جتنی کہ اس نئے کار میں ہوئی ہی پس ظاہر ہوا کہ قانون کے ذریعہ سے معائنات میں کچھہ افزائش نہیں ہوئی *

۲ ہر چند مقدار معائنات کی راس المال کی مقدار سے محدود ہوتی ہی مگر اس سے بہت نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس غایت کو پہنچ جائی ہی کہ وہ مدینہ شریف ملک میں آئی ہو کر رہا کرنیوالے نہوں جتنوں کو راس المال کام سے لاسکا ہو نئی بستوں میں اکثر ایسا ہوا ہوا ہی اور ان میں بہت سبب نہوں نے کافی تعداد معائنات کرنیوالوں کے راس المال ضایع ہوتا ہی راس المال موجود سے بہت سے ایسے آدمی پرورش ہاتے ہیں کہ وہ کچھہ پیدا نہیں کرتے یا جتنا پیدا کرتے ہیں اس سے زیادہ پیدا کر سکتے ہیں اکثر معائنات کرنیوالوں کی اجرت کم کر دیجئے یا انکو اجرت حال ہر زیادہ پیدا کرنے کے لئے مبالغہ کیا جائے یا انکے علاقہ سے کہ راس المال سے پرورش ہاتے ہیں کام لیا جائے تو ظاہر ہی کہ

راس المال معین کے ذریعہ سے زیادہ محنت کرنے والے کام سے لگ سکتے ہیں
 یہی پیدا کرنیوالا صرف پیدا کرنیوالے محنتی لوگوں کا کہ فی الحال کلیہ
 راس المال سے ادا ہوتا ہی ممکن ہی کہ موقوف ہرچاہے یا قاپار ہونے
 پیداوار کے ملنے پر رہے اور اس بچت سے زیادہ مقدار پیدا کرنیوالے محنتی
 لوگوں کی ضرورت ہو سکتی ہی بذریعہ ایسے وسائل کے اہل جماعت
 متخازن موجود سے زیادہ مقدار پیداوار کی طیار کرسکتے ہیں اور جس
 زمانہ میں کسی آفت ناگہانی کے سبب سے مقدار کثیر راس المال اہل
 جماعت کی تلف ہو جاتی ہی اور باقی کے راس مال سے کام چلاا ہوتا
 ہی اس زمانہ میں مستحجوری ان وسائل کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہی
 جس جماعت میں محنت اس حد تک کہ راس المال سے مقرر ہوتی
 ہی نہیں پہونچتی وہں سرکار کی طرح سے اسکو حد مذاکر کے قریب
 تک پہونچا سکتی ہی مثلاً بذریعہ لائے محنت کرنے والوں کے دوسرے
 ملک سے ایک اور طریق زیادہ محنتی لوگوں کو کام سے لگانے کا ہاختیار
 سرکار یہی کہ وہ راس المال پیدا کرے یعنی محصول مقرر کرے اور
 اسکی آمدنی کو پیدا کرے کام میں لکٹے یا اس سے قرضہ ذمکی سرکار ادا
 کرے جو روپیہ ہائیڈرو اس سے کوئی نہ کوئی سیبل آمدنی کی نہ لکٹے
 اور جزء کثیر زر مذکور کا پیدا کرے کام میں لکے گا معلوم رہے کہ جزء کثیر
 محصول کا اس رقم سے وصول ہونا ہی جو اہل جماعت اپنے غیر پیدا
 کرنیوالے صرف کے واسطے رکھتے ہیں کہ انکے تجربہ سے معلوم ہوتا ہی کہ
 عوام الناس کل رقم محصول کی اس روپیہ سے ادا نہیں کرتے جسکو وہ
 پس انداز رکھنا چاہتے ہیں بلکہ انکو اس روپیہ سے جسکو وہ اپنے صرف
 میں لاتے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہرچہہ اصلاح کے علوم و
 فنون میں محنت انسانی کے اندر قوت زیادہ پیدا کرنے کی حاصل
 ہو جاتی ہی تو یہ زیادتی پیدا کرے کی فی الحصلہ زیادہ محنتی لوگوں
 کو کام سے لگانے کا باعث ہوتی ہی کیونکہ جب پیدا کرے زیادہ ہوگی تو

غالب ہی کہ کچھ حصہ اُسکا پس انداز ہو کر راس المال ملک میں داخل ہوگا اور انزایش راس المال کی لاستحالہ ممکنہ لوگوں کی پرورش کا باعث ہوگی *

۳۔ جس حال میں ممکنہ راس المال سے محدود ہوئی لازم آتا ہے کہ جس قدر راس المال میں انزایش ہوگی اُس قدر وہ زیادہ ممکنہ لوگوں کو کام سے لکاسکیگا اب ہم کہتے ہیں کہ زیادہ ممکنہ لوگوں کو کام سے لگانے کی کوئی حد خاص نہیں ہے اس تقریر سے ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ راس المال ایسے کاموں میں نہیں لگتا کہ جس سے ممکنہ کرپوراؤں کی پرورش نہ ہو کیونکہ ایسی صورتیں بہت ہیں مثلاً جب راس المال تعمیر میں مصروف اور کلوں کے اور اصلاح میں زمین کے لگایا جاتا ہے وہ ممکنہ لوگوں کی برائے دوام پرورش نہیں کرنا اور دیکھنے میں آتا ہے کہ جب راس المال کثرت سے زیادہ ہو جاتا ہے جو کمزور نہیں آتا اور ایسے کاموں میں صرف ہوتا ہے اور ان صورتوں میں وہ ممکنہ کاموں و صد کا ہوتا ہے اُسکی پرورش نہیں کرنا دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ جو حصہ راس المال کا پرورش اور پرداخت میں ممکنہ کرپوراؤں کے صرف ہوتا ہے اگر اُسکی مقدار غیر انتہا درجہ تک بڑھائی جائے تو یہی ممکن نہیں کہ ممکنہ لوگوں کو کام سے ملے یہی اگر افراد انسانی بہت کرنے کے لایق موجود ہوں تو اُنکی پرورش کے واسطے شاید یہاں ہم اُنکو ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کے پیدا کرنے میں مصروف کر سکتے ہیں واضح رہے اظاہرین اوراق ہو کہ یہہ جداہ نوضمہ طالب ہی کیونکہ جب وہ العطاع میں پڑا دیا جاتا ہے تو اُسکا تسلیم کرلیما آسان ہی مگر عمل نہ آمد میں اُسپر قائم رہنا مشکل اور وہ مقتدرات محدود نہ خلاف یہی ہو ادنیٰ اور اعلیٰ کے ذہن میں یہہ بات سمجھ رہی ہے کہ واسطے ہمارے رکھے غریب کے غیر پیدا کرہوالے صرف اُمرا کے بہت ضرورت ہے اور اکثر اہل فن یہہ حاجت پوشر کرتے ہیں کہ اگر

صرف گزیر والہ اہنی آمدنی میں سے نسبت ایک حصہ خاص کے زیادہ پس انداز رکھتے اور اُسکو راس المال میں بڑھا دیتے اور اگر ایک جز خاص کو راس المال ملک سے صرف غیر پیداوار میں نہ لگا دینگے تو نتیجہ اِہکا یہہ ہوگا کہ راس المال افزودہ بیکار چاہیگا کیونکہ جو سامان اُس سے پیدا کیا جائیگا اُسکی بکری نہوگی مگر معلوم رہے کہ ایسا تصور دلوں لانا نتیجہ غلط فہمی ہی او یہہ غلطی اِس سبب سے سرزد ہوئی ہے کہ تحقیقات میں بجائے اِس کے کہ قدم بقدم چلیں مستحق دفعتاً بتایج عامہ کی طرف دروڑ جاتے ہیں ہر شخص کے ذہن میں یہہ بات اُسکتی ہی کہ اگر اہل جماعت کی ساری غذا اور کل مصالحہ اور آلات قبضہ میں کسی سرکار رحیم اور فیماں کے ہوں تو سرکار مذکور اُن لوگوں سے چنکو وہ غذا دہکی پیدا کرنے والی محنت لیسکتی ہی اور اُسکو یہہ دغدغہ لاحق نہوگا کہ پیدا کرنے والی محنت کس کام میں مصروف کیجائے کیونکہ سب تک ایک یہی حاجت کسی کی اہل جماعت سے باقی رہیگی محنت اہل جماعت کی پیدا کرنے میں اُس شی کے مصروف ہو سکیگی جو حاجت مذکور کو رفع کرے *

اب جاننا چاہیئے کہ فیماں راس المال جب اپنے راس المال میں افزائش کرتے ہیں وہ بہ بنوہی کام انجام دیتے ہیں جو ہمنے جملہ آدمی میں فرض کرلیا ہی کہ سرکار فیماں انجام دیتی ہی اب فرض کرو کہ قابضان راس المال اور مالکان زمین کے دل میں یہہ ماحول سما گئی کہ خدوچ میں فضولی کرنا اور سامان عیاشی کو بوقتاً ماعش اعزاز نہیں اور اس خہال کے دل میں ہمنے کے سبب سے انہوں نے ترک حظوظ نفسانی کر کے انتداع کے مس انداز یعنی حصہ وفضل کو جمع کرنا شروع کیا یا یہہ پورہ بنگاری بہتکم سرکار اُن ہر واجب ہو گئی پس ظاہر ہی کہ اُن کا غیر پیدا کرنے والا صرف بہت کم ہو جائیگا ایسی صورت میں اہل حجت سوال کرتے ہیں کہ راس المال افزودہ کس کام میں لگیگا اور جو سامان اُس سے

ہذا رہی جاے اُسے کوں مول لیگا ایسی صورت • ہیں تو پہلے ہی کے بنے ہوئے
 سامان کی خریداری نہوگی بموجب انکے قول کے سامان • ذخیرہ گودا • میں
 پڑا بھکر خراب ہو جائیگا اور جب تک راس المال گھٹ کے بمقدار ضرورت
 باقی نہ رہیگا تب تک یہی حال ہذا رہیگا مگر واضح کرائے ناظرین اوراق ہو
 کہ ایسا امر زبان پر لا گویا وہ منہ کی ایک ہی چاسب کو دیکھنا ہی
 صورت مفروض میں ملاحظہ اشیاء حفاظت نفسانی اور عیش و کامرانی کی
 مانگ • صاحبان راس المال اور مالکان زمین کی نہ رہیگی مگر یاد رکھنا
 چاہیئے کہ جب پہلے لوگ اپنی آمدنی کو راس المال میں بدلتے ہیں وہ
 صرف کرنے کی قوت کو معدوم نہیں کرتے بلکہ اُس کو آں مستغنی لوگوں
 کی طرف منتقل کر دیتے ہیں جو کام سے لگاتے ہیں اب ہم کہتے ہیں
 کہ مستغنی لوگوں کی کیفیت دو حال سے خالی نہوگی یعنی یا نو ہاداز
 افزائش راس المال کے اُن کی تعداد میں افزائش ہوگی یا افزائش نہوگی
 اگر افزائش ہوئی تو کچھ دقت پیش نہیں آتی کیونکہ اِس صورت میں
 بعض سامان عیش ایک گروہ • اس جماعت سابق کے راس المال 'فردہ'
 سے سامان حاجات اُن لوگوں کا ہذا جائیگا جو تعداد میں نسبت سابق
 کے زیادہ ہوگی اور عرض اُس کام کا ہو جائیگا جو اصل راس المال اور
 قابضان زمین کی ہرزگی سے بند ہو گیا نسبت سابق کے اِنما فرق ہوگا
 کہ اب حاجات ضروری کا سامان ہذا 'چٹیکا' پرانے عیش و کامرانی کا ہذا
 جانا • اب فرض کرو کہ ہاداز 'فراش' راس المال کے آبادی میں
 جماعت کے افزائش نہیں ہوئی اِس صورت میں جو شی عیش و کامرانی
 میں • صاحبان راس المال اور مالکان زمین کے صرف ہوئے تھے وہ مستغنی
 کرنے والوں میں • نسبت اُجرت 'اید' کے تقسیم ہوگی اور مستغنیوں کو نسبت
 سابق کے زیادہ آسائش پر دست رس ہوگی اور وہ بعض اشیاء عیش کو
 بھی سونپے لینگے اور جو راس المال پرانے اشیاء حفاظت نفسانی چند
 اشتد • خوش نصیب کے پیدا کرنے میں لگنا تھا وہ اب بھی اسی طرح کے

کام میں صرف ہوگا پہلے کی نسبت سے اتنا فرق ہوگا کہ پہلے چند متداول عیش اور کاوانی سے سر کرتے تھے اب اشیاء حظایض و آہل جماعت کو نصیب ہوئی راس المال اور یہ عیش میں اُس زمانہ تک افزایش کا ہونا ممکن ہی جب تک بشروط کام کبھی جانے نہ تھے۔ کرنے والوں کے ایک ایک فرد کو ہر شی ہر حق دوا سے بہم ہو سکتی ہی دسترس میں ہو جائے ایسے ساتھ یہ ضرور ہی کہ نہ تھے کرنیوالوں کی حالت میں اُن جمع اشیاء کے پیدا کرنے کی قوت حاصل ہو جو اُن سب کے صرف کے واسطے مکفی ہوں پس یہاں سے معلوم ہوا کہ دولت کی حد کمی ہو تعداد صرف کرنے والوں کی موقوف نہیں ہی بلکہ کمی ہو تعداد پیدا کرنے والوں اور اُن کے پیدا کرنے کی قوت کے ہر افزایش راس المال کی یا تو مستحکم کے واسطے ذیعہ زیادہ کام کا ہونی ہو یا اُس کو زیادہ اجرت دلائی ہی یعنی یا تو وہ ملک کو زیادہ دولت مند کرتے ہی یا مستحکم کرنے والوں کو اگر زیادہ آمدنی کام کرے کہ واسطے ملتے ہوں تو کل پیداوار میں ملک کی افزایش کرتی ہی اور اگر آمدنی بمقدار سابق رہتے ہیں تو اُن کو زیادہ اجرت دلائی ہی اور شاید ہوجہ دلائے زیادہ اجرت کے اُن لوگوں کو زیادہ سعی کرنے پر آمادہ کر کے باعث افزایش کا مقدار میں ہوتی ہی *

۴ دوسرا مسئلہ اصولی متعلق راس المال کے اُس مخزن سے علانہ و کتمان ہی جس سے راس المال نکلتا ہی واضح ہو کہ راس المال نتیجہ بچت ہی ہو چند یہہ امور ہوں سے جو اوپر ہو چکا ہی ثابت ہی تاہم اُس کی توضیح کرنی ضرور ہونی والے ناظرین اور اق ہو کہ اگر ساری فردیں کسی جماعت کی اپنے حاجات کی رفع کرنے میں اپنی فائز کے بدلتی ہوئی پیداوار کو کلیہ اور کل آمدنی کو جو انہیں دوسروں کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہی صرف کرتا لا کریں تو ظاہر ہی کہ راس المال میں افزایش نہ ہو ابتدا میں سارا راس المال باسناد ایک جزو خفیف کے نتیجہ بچت تھا ہمیں جو یہہ تھا کہ باسناد ایک جزو خفیف کے اُس کی وجہ یہہ ہی

کہ جو آدمی اپنے ہی اپنے معذرت کرتا ہی ممکن ہی کہ وہ اپنی ساری پیداوار کو اپنی ذات پر صرف کردالے اور محتاج دہر اور ذخیرہ ان اشیاء کے حاجات کا چسپور تا حاصل آئے فصل یا ذرا وقت ہونے اُس کی جنس کے وہ بسر کرتا ہی ہر چند حقیقت میں اس المال ہونا ہی مگر اُس کی نسبت ہم یہ کہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بچاؤ دھنی پس انداز کیا گیا کیونکہ وہ بہ تمامد رفع کرنے میں اُس کی حاجات کے صرف ہونا ہی اور شاید اپنی سرعت سے کہ گویا سستی میں صرف کیا گیا ہم تصور کر سکتے ہیں کہ مختلف قبایل مختلف قطعات پر زمین کے آباد ہوئے اور ہر قبیلہ اپنی ہی پیداوار پر اپنی بسر کرتا ہی اور جو پیدا کرتا ہی اسے بہ تمامد صرف میں لے آتا ہی مگر ان قبایل کو بھی اپنی پیداوار میں سے ہندو بھج کے ضرور بچا رکھنا چاہیے ایسی نہایت سادہ حالات میں بھی جماعت کے ضرور ہی کہ کچھ ذخیرہ پس انداز موجود ہو لوگوں کو اپنے صرف سے زیادہ پیدا کرنا ہوا ہوگا یہ جہ پیدا کیا ہوگا اُس میں جہ کم صرف میں لایا ہوگا اور جو بہ لوگ غریب آدمیوں سے کم لینا چاہیں یا جتنا آپ پیدا کرتے ہیں اُس سے زیادہ پیدا کرنے کی خواہش کریں تو ان کو بالضرور اور بھی زیادہ پس انداز رکھنا چاہیئے جو شی کوئی آدمی اپنے سے کسی غیر شخص معذرت کرنے والے کی پرورش اور پرداخت میں صرف کرتا ہے وہ بھج ہی سے فراہم آتی ہی یعنی جس کسی نے اُس کو پیدا کیا ہوا ہی وہ اُسے اپنے صرف میں لانے سے باز رہتا ہی یہاں سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کل اس المال اور خصوصاً جمیع افزایش اس المال کے نتیجہ بھج ہی جماعت کی نا اہلی کی حالت میں اکثر ایسا ہوا کرتا ہی کہ جس شخص کے پاس اس المال ہوتا ہی اُس نے اُس کو پس انداز نہیں کیا ہوتا ہی بلکہ قوی بزور اپنے قوت کے بواہ نصیب دوسرے کے پس انداز پر قابض ہو جاتا ہی ان جماعتوں میں بھی جہاں مال محفوظ تھا اکثر افزایش اس المال کی وجہ ننکی معاش پیدا کرنے والوں کے ہوتی ہی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایسی جماعتوں میں پیدا کرنے والے اکثر غلام ہوا کرتے تھے جسقدر اُن سے پیدا ہو سکتا تھا مالک پیدا کراتے تھے اور مالکوں کی نفسانیت اور بے دردی جسقدر کم دلانے کی اجازت دیتی اُنکا کم دیتے تھے مگر پس انداز چہری بھی اس المال کی افزایش کا باعث نہونا اگر مالک غلاموں کے ہر ضامندی خون اُس میں سے کچھ نہ بچاتے چنانچہ غلام پیدا کرتے اور صرف میں نہ لاتے تھے اگر اُس سب کو مالک اپنے صرف میں لیے آتے تو وہ اپنے اس المال کو نہ بڑھا سکتے اور غلامان زاید کی پرورش و پرداخت نہ کر سکتے پرورش کرنا غلاموں کا حادی ہی اس تصور کو کہ پرورش کرنے کے مقابل کچھ پس انداز جمع تھا یعنی کم سے کم غذا تو ذخیرہ میں جمع بھی ممکن ہی کہ یہہ پس انداز مالک نے جمع نہ کیا ہو بلکہ غلاموں نے بحالت آزادی فراہم لایا ہو اور غصب و لڑائی جو باعث زوال آزادی ہوئی اسی نے پس انداز مجتمع کو قتاح کی طرف منتقل کر دیا چند صورتیں ایسی ہیں کہ اُن کے اندر اس المال کے جمع ہونے کا طریق پس انداز کے مفہوم کے مطابق نہیں ہوتا مثلاً اگر یہہ کہا جائے کہ طریق بڑھانے اس المال کا صرف یہی ہی کہ مقدار پس انداز کی زیادہ کیجاتے تو شاید یہاں سے یہہ تصور کیا جائیگا کہ آدمیوں کو اپنی معاش اور حاجات میں تنگی کرنی چاہیئے مگر ظاہر ہی کہ جو شی محنت کے پیدا کرنیکی قوت میں باعث توفیر کا ہوگی وہی ایسے ذخیرہ پیداوار زاید کو وجود میں لائیگی کہ جس سے پس انداز کیا جائے اور نتیجہ اُس کا صرف یہی نہیں ہوگا کہ اس المال بلا زیادہ تنگی معاش کے بڑھیکا بلکہ اہل جماعت باوجود زیادتی صرف ذاتی کے اس المال کو بھی بڑھا سکیں گے اس صورت میں بھی جز زیادہ بچت رہیگی وہ بھی پس انداز کہ لائیگی ہو چند زیادہ صرف ہوگا مگر مقدار کثیر بچ بھی رہیگی اس صورت میں صرف کی نسبت سے پیدایش زیادہ ہوگی اور ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ پس انداز زیادہ ہوا پیدایش کی نسبت سے کم خرچ کرنے کا نام بچت ہی اور یہی

مستغزون افزایش راس المال ہی کچھ ضرور نہیں کہ مطلق کم خرچ کرنے سے راس المال بڑھایا جائے خلاصہ یہہ کہ پیدائش سے کم خرچ کرنا یا خرچ سے زیادہ پیدا کرنا باعث بچت یعنی پس انداز ہی اور یہی بچت یا پس انداز مستغزون راس المال ہی *

۵ تیسرا مسئلہ اصولی متعلق راس المال کے اور مسئلہ پیوستہ سے زیادہ ہم پیوند یہہ ہی کہ راس المال ہر چند بچائی ہوئی شی کا نام ہی تاہم وہ صرف میں آتا ہی مفہوم بچت کا اُس کو جاری نہیں ہی کہ جو شی بچائی جائے وہ صرف میں نہ آئے یا اُس کا صرف ملتی رہے بلکہ اُس امر کو کہ بصورت صرف ہونے کے اُس شخص کے صرف میں نہ آئے جس نے اُس سے بچایا یا پس انداز کیا ہو اگر شی مذکور کو آئندہ کے صرف کے لئے رکھے چھوڑیں تو اُس کا نام ذخیرہ کرنا ہی اور جب تک شی مذکور ذخیرہ میں رہی صرف میں نہ آئیگی اگر اُس کو راس المال گردان کر کام میں لگائیں تو ضرور صرف ہو جائیگی گو مالک کے صرف ذاتی میں نہ آئے ظاہر ہی کہ کام میں لگانے کیوقت اُس کے ایک حصہ کا مبادلہ اوزار اور آلات سے ہو جاتا ہی اور یہہ اوزار اور آلات بہ تعدادی ایام برتاؤ میں آنے سے گھٹتے جاتے ہیں دوسرے حصہ کا معاوضہ بیع اور مصالحت سے ہوتا ہی اور یہہ پیدائش کے عمل میں صرف ہو جاتے ہیں تیسرا حصہ مزدوروں کو اجرت میں ملتا ہی اور وہ اُن کے مابحتاج میں خرچ ہوتا ہی اگر مزدور اپنی اجرت سے کچھ پس انداز کرتے ہیں تو اُس کو وہ کسی ساہوکار کی دکان یا کارخانہ میں جمع کر دیتے ہیں اور وہاں وہ بطور راس المال کے کام میں لگ کے صرف ہو جاتا ہی *

یہہ امر جو اوپر مذکور ہوا ایک بڑی مثال اس بات کی ہی کہ مسائل اصولی تو اس فن کے نوجہہ کامل کر ہی ضرور ہی مسئلہ مذکور اعداد و حساب مسائل سے اس فن کے بہت ہی سیدھا اور آسان ہی مگر کسی تفہیم میں چھٹے سہمی دہی ہوگی اس پر اُسکی کیفیت ظاہر نہ ہوئی

ہوگئی یہ مسئلہ جب اول دفعہ عوام کے سامنے بیان کیا جاتا ہی تو اکثر اُسکو بار بار نہیں کوئے اور جھلا کے خیال میں تو یہ بات ہوگئی نہیں آتی کہ جو شی بچائی جاتی ہی وہ صرف میں آتی ہی اُن کے نزدیک بچانا گویا جمع کرنا ہی اور یہ بچانا اُنکے نزدیک پسندیدہ و قابل جواز ہی بشرطیکہ بچانے والا پس انداز کو بخیال پرورش و پرداخت اپنے قبایل یا کسی اور کام کے جمع کرے مگر اُنکے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ بچتے اور لوگوں کو فائدہ پہونچاتی ہی بچانا اُنکے نزدیک اسکی ہم معنی ہی کہ کوئی چیز واسطے اپنی ذات خاص کے ذخیرہ کیجائے اور خرچ کرنا اُنکے نزدیک بچائی ہوئی چیز کا اور لوگوں میں تقسیم کردینا ہی جو آدمی اپنے مال کو غیر پیدا کرتے والے صرف میں لگا دے اُسکی نسبت یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ اُسکے لوگوں کو فیض پہونچایا اور ایسے آدمی کو یہ لوگ بہت عزیز رکھتے ہیں حتیٰ کہ جو آدمی دوسرے کے مال کو بہ بہانہ قرض یا عاریت لیکے خرچ کردالے اُسکو بھی وہ دل سے عزیز رکھتے ہیں اور اُسکی فیض رسانی کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ کیسا مختیر اور بانیض ہی واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ یہ غلطی اس وجہ سے وجود پاتی ہی کہ بچانے اور خرچ کرنے کے جو نتائج ہیں انہیں سے چندھنی پر توجہ ہوتی ہی اور باقی کے نتائج جو نظر سے دور دھتے ہیں وہ ذہن میں بھی نہیں آتے جو شی بچائی جاتی ہی اُسکے تعاقب میں نظر فقط صندوق بخیالی تک جاتی ہی اور وہاں اُسے مقفل چھوڑ دیتی ہی اور جو شی صرف میں آتی ہی اُسکا پیچھا باصرہ وہیں تک کرتی ہی کہ وہ نوکروں اور تاجروں کے ہاتھ میں پہونچ جائے یعنی دونوں صورتوں میں نظر دیکھنے والے کی عموماً منزل اخیر تک نہیں جاتی بچانا بارادہ پیدائش آپندہ اور صرف کردالنا اول منزل میں اپنے عملوں کے ایک دوسرے کے مطابق ہیں یعنی دونوں صورتوں میں اُنکا اول نتیجہ صرف ہی یعنی ایک

حصہ دولت کا غارت کیا جاتا ہی فرق اتنا ہی کہ اشیاء صرف اور صرف کرنیوالے مختلف ہوتے ہیں ایک صورت میں آلات گھس جاتے ہیں مصالحہ صرف ہو جاتا ہی اور مزدوروں کو جو کچرا اور غذا ملتی ہی وہ صرف میں آجانے سے غارت ہو جاتی ہی دوسری صورت میں اشیاء حفاظت کا زوال برورے کار آتا ہی پس یہاں تک باعتبار دولت ملکی کے نتیجہ دونوں عملوں کا ایک ہی ہوتا ہی یعنی ایک مقدار معین دولت کی غارت ہو جاتی ہی مگر دوسرے قسم کے صرف میں اول ہی منزل صرف کی منزل اخیر ہوا کرتی ہی یعنی ایک حصہ معین پیداوار محنت کا غایب ہو جاتا ہی اور اُسکا کچھ نشان باقی نہیں رہتا بخلاف اُسکے جو آدمی پس انداز کرتا ہی وہ آیام صرف میں اُسکے محنتی لوگوں کو ہر سر کار رکھتا ہی اور یہ محنتی صرف مذکور کا عوض کرتے جاتے ہیں اور آخر کار کل صرف کا عوض کامل معہ افزایش کے وجود میں لاتے ہیں اور چونکہ اِس عمل کی بلا نئی پہچت یا پس انداز کے لاعد مراتب تک تکرار ہو سکتی ہی نو جو شی ایکبار بچائی جاتی ہی اُسکے ذریعہ سے بانداز اُسکی مقدار کے محنتی ہرے دوام پرورش پاسکتے ہیں اور اُسکی بدولت یہ محنتی سال بسال اپنی معاش معہ نفع کے پیدا کرتے رہتے ہیں *

اصل کیفیت اِن معاملات کی جو صفائی سے لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی اُسکا بہ سبب ہی کہ روپیہ کا قدم درمیان ہی چونکہ سارا صرف بذریعہ روپیہ کے ہوتا ہی اِس لیے اُسی پر سب کی نظر پڑتی ہی اور چونکہ اُسکی ذات کو زوال نہیں آتا وہ فقط ایک بے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا ہی اِس لیے لوگوں کو اُس مال کے زوال پر نظر نہیں دیتی جو غیر پیدا کرنے والے صرف میں غارت ہو جاتا ہی اِس لیے ظاہر کے دیکھنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ مسروف کے ہاتھ سے دولت نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلی گئی ایسا

سمجھ لیتا گویا دولت اور روپیہ کو ایک ہی شے تصور کر لینا ہی دولت جو زوال پذیر ہوئی روپیہ نہیں تھا وہ تو سامانِ حفاظت کو مشتمل تھی جو روپیہ سے خریدی گئی تھی اور چونکہ یہہ سامانِ بلا عوض زوال پذیر ہوئے اس لیے بمقدار اُنکی قیمت کے کل جماعت پر سایہ ہو گئی شاید بعض صاحبِ نمائندگی کے سامانِ حفاظت مثل شراب و اشیائے سواری و آرایش وغیرہ از قسم غذا و اوزار اور مصالحہ کے نہیں ہیں اور وہ کسی حالت میں پرورش اور پرداخت میں معنت کے صرف نہیں ہو سکتے وہ تو لامحالہ غیر پیدا کرنے والے صرف میں کام آئینے اس صورت میں ظاہر ہی کہ جماعت کی دولت کا زوال تو اُسی وقت ہوا جب وہ بنایا گیا نہ کہ جب وہ صرف میں آیا مگر اوراق اس امر کو دھیں تک تسلیم کرنا ہی جہاں تک دلیل کے لیے ضرورت ہی اور کہتا ہی کہ یہہ اعتراض بہت بڑا محفل ہوتا اگر سامانِ مذکور ایسے ذخیرہ موجود ہے بنایا جاتا کہ جسمیں جو نقصان نہوا کرتا مگر چونکہ جب تک صرف کرنے والے موجود ہوا کرتے ہیں یہہ سامانِ بقا ہی رہتا ہی بلکہ جتنی مانگ زیادہ ہوتی ہی اُننا ہی مقدار میں زیادہ بنایا جاتا ہی اندریں صورت اگر مسرف ہزار روپیہ سال فضولی میں خرچ کرنا چاہے تو ہزار روپیہ کے انداز میں وہ معنت کرنے والوں کو ایسی چیزوں کے بنانے میں مصروف رکھنا جو پیدا کے عمل میں کچھ کام نہ آئینگی اور معنت اس لوگوں کی باعتبار افزائش دولت ملکی کے بیکار جائیگی اور جسقدر غذا اور مصالحہ اور اوزار سال بسال یہہ معنتی صرف کریں گے اُسی قدر مقدارِ ذخیرہ اہل جماعت کی جو عمل پیدائش میں کام آتا ہی کم ہوتی جائیگی جس انداز سے اہل جماعت میں میلان واسطے صرف کرنے اشیائے حفاظت کے ہوا کرتا ہی اُسی انداز سے معنت ملک کی اشیائے مذکور کے بنانے میں مایل ہوتی ہی اور نتیجہ اسکا صرف یہی نہیں ہوتا کہ پیدا کرنے والی معنت کا کام گھٹ جاتا ہی بلکہ غذا اور آلات

وغیرہ جو وسائل اُس کام کے ہوتے ہیں بمقدار کم وجود رکھتے ہیں
المختصر پس انداز کرنا کل جماعت کو ہمراہ ہر فرد کے دولتمند کرنا ہی
اور خرچ + کرنا مفلس یعنی جماعت عموماً بمقدار اُس سرمایہ کے جو
ہر فرد اور امداد میں پیدا کرنے والی صنعت کے صرف ہوتا ہی دولتمند
ہوتی جاتی ہی اور بہ انداز اُس سرمایہ کے جو وہ اپنے ذاتی خرچ میں
صرف کرتی ہی منسلک *

+ منقرض خاطر ناظرین اور اُن رہے کہ جتنی دولت مصرف خرچ کر ڈالتا ہی
وہ پچشم طاهر اومکی جیب سے نکل کر خرچ ہو جاتی ہی مگر معلوم رہے کہ وہ
کلیہ دولت ملکی سے زایل نہیں ہوتی کیونکہ خود فقروں میں مصرف کے ایسے اسباب
جمع آتے ہیں جو کسی قدر زوال دولت کا عوش کو تے دھتے ہیں مثلاً عیاں ہی کہ
اولاً تو مصرف حساب کے رکھنے میں بے پروا ہوا کرتے ہیں اور دولت تکی اولتو کچھ
تدار نہیں ہوتی اور کئے خادم مالک کو غافل پا کے اوسکے عین الفاک سے فتن کر کے اپنا
گھر بھرتے ہیں اور چونکہ اکثر اولتوں کے جو رس اور کفایت شمار ہوتے ہیں اس
غبن کیئے ہوئے مال میں سے کچھ حصہ صرف ذاتی میں کفایت سے خرچ کرتے ہیں
اور باقی کو بے پروا میں لگاتے ہیں جو حصہ مال غبن کا بیروار میں لگا رہا کہ عیب
سے مصرف کے نکل گیا مگر دولت ملکی سے زایل نہیں ہوا دوسری صورت یہہ ہی کہ
مصرف خرید و فروخت کے کام میں مستطاد نہیں ہوتے اولتو جنس مطلوب سے غرض
ہوتی ہی قیمت کا کچھ خیال نہیں ہوتا اکثر ایسا ہوا کرتا ہی کہ کہ جو اشیاء
ارکے مصرف میں آتی ہیں وہ بازار ہی نرخ سے درجند اور سچند قیمت پر اولتو ملا
کرتی ہیں جب یہ اشیاء مصرف میں آنے کے سبب سے زایل ہو جاتی ہیں تو گودا
کل قیمت اولتو جو مصرف کی جیب سے گئی زایل نہیں ہوئی ملکی دولت میں سے
تو اوسے قدر زایل ہوئی جسقدر اشیاء مذکور کی قیمت اصلی تھی جس قدر تاحدوں اور
بیرواربوں نے مال کی اصلی قیمت سے زیادہ دام لیئے وہ اولتو بچا رہے یعنی وہ مصرف
کی جیب سے نکل کے بیرواربوں کی جیب میں آئے دولت ملکی سے زایل نہیں ہوئے
نیسری صورت جب مصرف کے دل میں دفعتاً کسی خاص شی کے زیادہ مصرف کرنے کا
شوق پیدا ہو جاتا ہی اور جنس کی ماحول سے زیادہ رسد نہیں ہوتی تو اُسکی قیمت
چڑھتی ہی حتی کہ خریدنا اُس کا استطاعت سے معمولی خریداروں کے ہاتھ ہو جاتا ہی
اور وہ اُس کے مصرف کرنے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اس صورت میں کل افزودہ
قیمت جنس مذکور کی جیب سے مصرف کے جاتی ہی اور اصلی قیمت اسیہہ
جسقدر بیرواربوں زیادہ قیمت لیتے ہیں وہ اُن کے اس المال میں رہتی ہی :

۶ اب پھر مسئلہ اصولی کی طرف رجوع کی جاتی ہی واضح ہو کہ جو شی پیدا کی جاتی ہی وہ صرف میں آتی ہی خواہ ہس انداز ہو خواہ دیگر اشیاء جو عوام کے نزدیک صرف میں آتی ہیں اور ہس انداز اسقدر جلد صرف ہوتا ہی جسقدر کہ دیگر اشیاء مگر حقیقت اس مسئلہ کی احتیاج سے زبان متعارف کے مستقر رہتی ہی مثلاً جب عوام زمانہ قدیم کی دولت کا ذکر کرتے ہیں یا اس مال کا جو بزرگوں سے ارث میں وارثوں کو پہنچتا ہی تو یہہ قیاس کیا جاتا ہی کہ جو دولت پہلے وقت کے لوگوں سے اس زمانہ کے آدمیوں کی طرف منتقل ہوئی اس کو پیدا ہوئے زمانہ گذرا یعنی سال حال میں کوئی حصہ اس المال ملک کا بجز آسکے جو مستدار سابق پر افزوں ہوا پیدا نہیں ہوا مگر صورت اصلی اس معاملہ کی اس قیاس کے خلاف ہی کیونکہ ہر ملک کی دولت موجود کا حصہ کثیر سال حال ہی میں لوگوں کی مکتنت سے پیدا ہوا کرتا ہی اگر غور سے دیکھا جائے تو دریافت ہو جائیگا کہ کل دولت جو کسی ملک میں اب موجود ہی اس کا تھوڑا ہی حصہ شاید دس برس پہلے وجود میں آیا ہوگا پیدا کرنے والے اس المال موجود میں سے بجز مکانات اور کارخانوں اور آلات اور کلوں کے شاید دس برس پہلے کچھ وجود نہ رکھتا ہوگا اور ان اشیاء میں سے بھی چند ہی قائم رہی ہوتیں اگر ان کی درستگی اور مرمت اس عرصہ میں بصرف مکتنت جدید نہ ہوئی ہوتی زمین

دولت ملکی سے زایل نہیں ہوتی اور چونکہ یہ سبب زیادتی قیمت کے معمولی خریدار در جنس کے صرف کرنے سے باز رہتے ہیں تو بقدر قیمت اسقدر جنس کے جو وہ صرف کرتے ان کو بچت دھتی ہی اور یہہ بچت مسرف کی فضولی کے کچھ حصہ کا عوض کر کے دولت ملکی میں اسقدر زوال نہیں آئے دیتی جتنا دوسری صورت میں بزرے کار آتا اگر باوجود گرانی قیمت کے معمولی خریدار اجناس گرانے خریدنے اور صرف میں لانے سے باز نہ آئیں تو افزودہ قیمت ان کی جیب سے نکل کے بیرونیوں کی جیب میں داخل ہوگی دولت ملکی سے تو اسی قدر زایل ہوگی جسقدر ہی صرف شدہ کی اصل قیمت ہوگی

البتہ قائم رہتی ہی اور وہی ایسی شی ہی جو قائم رہتی آئی ہی ہوشی
جو پیدا ہوتی ہی زوال پاتی ہی اور بعض اشیاء تو ایسی ہیں کہ ان میں
زوال بہت جلد راہ پاتا ہی اکثر قسمیں راس المال کی باقتضای طبیعت
اس قابل نہیں کہ دیر تک قائم رہ سکیں اشیاء مصنوعی میں سے چند ہی
ایسی ہیں کہ ان کو دیر تک قیام رہ سکتا ہی روضہ تاج گنج اور جامع
مسجد دہلی اور اس قسم کی دیگر عمارات البتہ مرمت ہونے کے سبب
سے دیر سے برپا ہیں مگر معلوم رہے کہ یہ عمارات پیدائش کے عمل کی
اعانت کے لیئے نہیں بنائی گئی ہیں باستثناء نہروں اور پلوں اور تالابوں اور
بندوں اور کنوؤں کے ان عمارات سے جو معنیت کے کاموں میں مدد
دیتی ہیں چند ہی شاید ایسی ہونگی جو مدت دراز تک قائم رہ سکیں
اس قسم کی عمارتیں ٹوٹنے اور پکڑنے سے سلامت نہیں رہ سکتیں اور ان کو
اس نظر سے مستحکم بنائے ہیں کہ دیر تک قائم رہیں کفایت بھی نہیں
راس المال کا قائم رہنا اس پر موقوف نہیں ہی کہ اُسکی حفاظت کپتہ
یا کہ اس پر کہ بار بار پیدا کیا جائے ہر حصہ راس المال کا پورا میں آنے
کے سبب سے زوال پاتا ہی اور عموماً یہ زوال اُس کے پیدا ہوتی ہی
مورت ظہور کی پکڑتا ہی مگر جو اشخاص اُس کو غارت کرتے ہیں وہ
غارت کرنے کے عمل میں اُس کو زیادہ پیدا کرتے جاتے ہیں راس المال کا
پہنا آبادی کی افزائش کے مشابہہ ہی جو آدمی پیدا ہوتا ہی وہ
مرتا ہی مگر ہر سال تعداد پیدا ہونے والوں کی مرنے والوں کی تعداد سے
زیادہ ہوتی ہی اور آبادی اس لیئے روز بروز قری پکڑتی ہی گو حال کی
آبادی میں ان لوگوں میں سے کوئی نہو جو پچاس یا ساٹھ برس پہلے
مرچو نہیں *

۷ یہہ دائمی صرف میں آ جانا اور پھر پیدا ہونا راس المال کا اُس
امر کی توضیح کرتا ہی جو کہ اکثر باعث تحویر ہوتا ہی یعنی اکثر دیکھنے
میں آتا ہی کہ ایک ملک خالصتاً نہا ہی سے بہت چاند آسودگی حاصل

کرتا ہی تھوڑے ہی زمانہ میں جمیع اثار تباہی اور خرابی کے جو زلزلوں اور طوفانوں اور جنگ و پیکار سے صورت ظہور کی پکڑتے ہیں زایل ہو جاتے ہیں غنیم ملک کو احراق اور گردن زنی سے تباہ کر دالتا ہی اور سارا مال منقولہ جو آس میں ملتا ہی یا تو آس کو ضایع کرتا ہی یا مال غنیمت سمجھکر اپنے ملک کو لیجاتا ہی اور جمیع باشندہ ملک مغلوب کے تباہ اور خستہ حال ہو جاتے ہیں مگر تھوڑے ہی دن بعد اس تباہی کے وہ اپنی اصلی حالت کی طرف آسودگی اور فارغ البالی کے عود کرتے ہیں اور یہہ قوت اصلاح جس کو مدبر طبیعت کہتے ہیں یا تو باعث تحسیر ہوتی ہی یا واسطے ثبوت عجیب قدرت پس انداز کے جو عرصہ قلیل میں سخت تباہی کا جبر کر سکتی ہی بطور دلیل کے پیش کی گئی ہی مگر معلوم رہے کہ اس معاملہ میں کوئی امر غیر معمولی کہ باعث تحسیر ہو پایا نہیں جاتا کیونکہ جن اشیاء کو غنیم تباہ کرتا ہی وہ ہاتھ سے خود اہل جماعت کے تھوڑے عرصہ میں غارت ہو جاتیں اور جو دولت یہہ لوگ جلد دوبارہ پیدا کرتے ہیں اُسکے پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی اور ہر حال میں وہ پیدا کی جاتی درنوں صورتوں میں بجز اُسکے اور کسی ہانت میں فرق نہیں آتا کہ ایک صورت میں پیدا کرنے والوں کو عمل پیدائش میں پیداوار سابق کے صرف کرنے پر دستبرس نہیں ہوتی ہی اور دوسری صورت میں ہوا کرتی ہی پس یہاں سے ظاہر ہی کہ امکان جلد جبر ہو جانے مصائب اور نقصان کا موقوف ہی آدھو عدم تباہی آدمیوں ملک کے یعنی اگر محنت کرنے والے بوقت غلبہ غنیم کے ملک سے خارج نہ کیئے جائیں اور بعد تباہی بھوکے نہ مرے تو وہ اپنی محنت اور اپنے ہنر و علم سے باستعانت اپنی زمین کے جسکو زوال نہیں آتا اور کارخانجات کے جن میں تھوڑا نقصان راہ پاتا ہی مثل سابق کے پیداوار طیار کر سکیں گے کیونکہ لوازم پیدائش سے اکثر چیزیں اُنکے پاس موجود ہوتی ہیں اگر تباہی کے بعد اُنکے پاس اس قدر غذا یا مال کہ وسیلہ غذا ہی بچ رہے کہ وہ زندہ اور کام کرنے کے لائق بنے رہیں تو تھوڑے ہی

دنوں میں وہ صرف اپنی معمولی محتاجت سے پہلے زمانہ کے برابر پیداوار طیار کو لیتے اور دولت اور اس المال اور مثل سابق کے قابض ہو جاتے اور نہ یہ معاملہ کچھ عجیب قدرت پس انداز کے جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں ظاہر کرنا ہی کیونکہ اس صورت میں تنگی اختیاری نہیں ہوتی بلکہ پھلت مچھوڑی *

۸ جو روپیہ سوکار واسطے اخراجات لرائی یا کسی اور غیر پیدا کرنے والے خرچ کے قرض لیتی ہی وہ چونکہ عموماً اس المال ملک سے کھنچ آتا ہی اس لیے بموجب اصول مذکور الصدر کے لازم آتا ہی کہ اس قرضہ سے ملک بے مایہ ہو جائے مگر بارہا اُسکے خلاف دیکھنے میں آیا ہی یعنی جب دنوں میں اس قسم کا صرف زیادہ ہوا ہی انہوں دنوں میں ملک کے اندر زیادہ ترقی پائی گئی ہی اور مستحازن دولت ملکی میں بچائے اُسکے کہ زوال راہ پائے زیادہ وسعت اور گنجائش ہوئی ہی اور ان ظاہری آثار ترقی کو دیکھ کے اکثر اہل فن نے خصوصاً اور عوام نے عموماً غلطی کہا کے غیر پیدا کرنے والے صرف کو پیدا کرنے والے صرف پر شرف دیا ہی ان جمیع اسباب کو کہ جس سے یہ نتیجہ خلاف اصول مذکور الصدر کے نکلتا ہی ہم اس مقام پر بہ تفصیل بیان نہیں کرتے مگر واسطے توضیح کے ایک صورت کہ بدترین ہی فرض کرتے ہیں فرض کرو کہ جو روپیہ سوکار نے امسال قرض لیکن ضایع کر ڈالا وہ کلیہ کسی پیدا کرنے والے کام سے کہ جسمیں وہ واقعی لگا تھا کھنچ آیا پس بمستدار قرضہ مذکور کے امسال اس المال ملک گھٹ گیا اب ہم کہتے ہیں کہ جو یہ قرضہ بدرجہ غایت زیادہ نہو تو اس صورت مفروض میں کوئی ایسا سبب وجود نہیں رکھتا کہ جسکے باعث سے سال آئندہ میں اس المال ملک اس قدر زیادہ نہو جسقدر کہ ہمیشہ ہر سال ہوا کرنا تھا کیونکہ نہ قرضہ اس حصہ کو نہ اس المال کے مشتمل نہیں ہو سکتا جو آلات اور اوزار اور عمارت کو بخاوی ہی وہ تو کلیہ اسی حصہ سے اس المال کے کھنچا گیا جس سے

آخر میں مہضت کرنے والوں کی ادا کی جاتی تھی اور اُسکے ٹھانچے بخاتہ سے الگ مہضت کرنے والوں کو زحمت پہونچائی لیکن جو مہضت کرنے والے بھوکے نہ مریں یا اُنکی اجرت کچھ قدر کم ہو جائے یا صاحبان خیر اُنکی مدد کریں تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اُنکی مہضت سے سال آئندہ میں اُس قدر پیدا نہو جتنا کہ سابق پیدا ہوتا تھا اور جو یہہ لوگ اتنا ہی پیدا کریں جتنا پہلے پیدا کرتے تھے تو بمقدار اُن لاکھوں روپیہ کے جو اُنکی اجرت میں کم دینے پرے اُنکے کام سے لگانے والوں کو بچت ہوگی اور جو نقصان راس المال ملک میں ہوا تھا اُسکا فوراً جبر ہو جائیگا مگر معلوم رکھئے کہ یہہ جبر مہضت کرنے والوں کی تکلیف اور ضیق معاش سے ہرکا پس یہاں سے ظاہر ہی کہ ایسے ایام غر پیدا کرنے والے صرف اُن لوگوں کے حق میں ایام بہتری ہو سکتے ہیں۔ جنکی فراغتہالی کو عوام ملک کی سرسوزی اور بہتری ہو مستعمل کرتے + ہیں اہل فن میں اِس امر پر گفتگو ہی کہ جو روپیہ سرکار کو واسطے اخراجات لڑائی کے مطلوب ہو وہ ایکمار بذریعہ مستعمل کے ملک سے وصول کیا

+ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جنگ و پیکار کے زمانہ میں صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ پیدا کرنے والے کام سے راس المال کھنچ جاتا ہی بلکہ مہضت کرنے والے بھی کار مذکور سے ملحدہ ہوجاتے ہیں - جو روپیہ پیدا کے کام سے کھنچ جاتا ہی اُس میں سے کچھ تو انہیں مہضتی لوگوں کو جو کام سے الگ ہوئے ہیں یا اردن کو راسطہ انجام دینے غیر پیدا کرنے والی مہضت کے اجرت میں دیا جاتا ہی اور نتیجہ اسکا یہہ ہوتا ہی کہ جو آدمی پیدا کرنے کی مہضت سے ملحدہ ہوکر فوج وغیرہ میں بہرتی ہوتے ہیں انہوں کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مگر راس المال والوں کو نفع نہیں پہونچتا اور لڑائی کے اخراجات کے سبب سے ملک کا پیداوار عام در بکمی لاتا ہی - اگر کسی ملک کی لڑائی کے اخراجات کے لیئے روپیہ تو غیر ملکوں سے بطور خراج کے لیا جائے اور سچا خود اُسی ملک کے آدمیوں سے بہرتی کی جائے تو اجرت مہضتی لوگوں کی بجائے کھٹنے کے زیادہ ہو جائیگی اور اعلیٰ راس المال کو جو مہضتی لوگوں سے کام لیئے تھے فائدہ تمام نہ پہونچائیگا اور بعثت اُسکے کہ مہضتی پیدا کرنے والے مہضت انجام نہیں دیتے دولت ملکی میں کمی راہ پائیگی - اگر خود اُسی ملک کے آدمی فوج میں بہرتی نہ کیئے جائیں مگر روپیہ اُسی ملک کا اخراجات لڑائی میں صرف ہو تو مزدور اُس ملک کے تکلیف اُٹھائینگے اور اہل راس المال نفع میں رہینگے اور پیدایش کے مشاؤون داہمی میں کمی ہوگی

جائے یا بطور قرض کے لیا جائے اور فقط سود اُسکا لوگوں سے بذریعہ محصول سال بسال وصول کیا جائے جو تقریر اُوپر آچکی ہی اُس سے یہہ تو عیاں ہی کہ جو روپیہ لوائی یا کسی اور غیر پیدا کرنے والے خرچ میں صرف کیا جاتا ہی اُس سے ہوجہہ کم ہوجانے راس المال کے پیدا کی محنت کرنے والوں کو تکلیف پہونچنی ہی کچہہ قدر اُس تکلیف کے بچانے کے واسطے بعض اہل فن کی رائے ہی کہ زر مطلوبہ سرکار قرض لیا جائے اور فقط سود اُسکا بذریعہ محصول کے سال بسال وصول کیا جائے تا کہ محنت کرنے والوں کو بہت تکلیف نہ پہونچے اور کل پار اِس روپیہ کا ایک ہی دفعہ لوگوں پر نہ پڑے مگر گروہ مخالف اِس رائے کو بایں وجہہ پسند نہیں کرتے کہ زر مطلوبہ چاہے بطور قرضہ کے لیا جائے چاہے بذریعہ محصول کے وہ تو ایک ہی بار راس المال ملک سے ادا کیا جائیگا اور راس المال کے کم ہونے سے جو خرابی پیدائوتی ہی وہ دونوں صورتوں میں پیدا ہوگی بلکہ قرضہ کی صورت میں اتنی اور خرابی ہوتی ہی کہ ہرآلے درآلے سال سال سود ادا کرنا پڑتا ہی اور قرضہ سر ہو بنا رہتا ہی اِس سے تو یہی بہتر ہی کہ کل زر مطلوبہ ایک بار بذریعہ محصول وصول کرلیا جائے ہمارے نزدیک بھی یہی قول قرین صواب ہی مگر اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ قول اُسی صورت میں درست ہی کہ سرکار زر مطلوبہ اپنے ہی ملک سے بطور قرض وصول کرے اور یہہ روپیہ اُس راس المال سے ادا کیا جائے جو واقعی پیدا کے کام میں لگا ہو مگر عمل درآمد میں ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کرتا بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ جو روپیہ سرکار قرض لیتی ہی وہ غیر ملکوں کے مالدار اور ساہوکار دیتے ہیں یا خود اُسی ملک کے کہ جہاں مطالبہ ہی زر فصول سے کہ جو پیدا کے کام میں نہیں لگا ہی دیا جاتا ہی ایسی صورتوں میں قرض لینا بہتر ہی اِس سے کہ بذریعہ محصول کل زر مطلوبہ ایکبار لوگوں سے وصول کیا جائے *

۹ اب ہم عنان توجہ کو ناظرین اور اراق کے چوتھے مسئلہ اصولی کی طرف جو راس المال سے تعلق رکھنا ہی منعطف کرتے ہیں اکثر آدمی یا تو اس پر فکر ہی نہیں کرتے یا اس کی حقیقت کو اچھی طرح سے نہیں سمجھتے مسئلہ مذکور بہت ہی کہ مدار پرورش اور پرداخت اور کام سے لگانے پیدا کرنے والی محنت کا موقوف ہی راس المال پر جو محنت مذکور کو کام سے لگائے میں لگنا ہی نہ مقدار پر مانگ اشیاء مصنوعی کے جو اختتام پر محنت مذکور کے طیار ہوتی ہیں یعنی مانگ اشیاء مصنوعی کی بمنزلہ مانگ محنت کے نہیں ہوتی یعنی مانگ کو اشیاء مصنوعی کی کمی یا بیشی میں مقدار محنت کے کچھ دخل نہیں ہی وہ تو صرف اس امر کی دلال ہی کہ محنت اور راس المال کس خاص کام میں محنت کے لگایا جائے وہ صرف محنت کی جہت تعیین کرتی ہی نہ اس کی مقدار کمی اور زیادتی محنت کی مقدار پر راس المال کے موقوف ہوتی ہی یعنی جس قدر راس المال زیادہ ہوتا ہی اسیقدر زیادہ محنت کرنے والے کام سے لگ سکتے ہیں فرض کرو کہ بازار میں مختل کی مانگ بہت زیادہ ہی اور اُسکی خرید کے لیئے روپیہ بھی موجود مگر اُسکا کارخانہ جاری کرینگے لیئے راس المال نہیں ہی اب ہم کہتے ہیں کہ اس مانگ کے زیادہ ہونے سے کچھ حاصل نہیں جب تک اور کارخانوں سے راس المال کہنے کے مختل کے کارخانہ میں نہ لگے نہ مختل طیار ہوگی اور نہ وہ خریدی جائیگی الا اس صورت میں کہ خریدار بدرجہ غایت بے قاب ہوں اور زر قیمت پیشگی دیکر مختل کا کارخانہ جاری کرائیں پس عیاں ہی کہ جب یہ لوگ اہنی آمدنی کو راس المال میں تبدیل کرینگے اور نیا کارخانہ جاری کرائینگے تب مختل کے کاریگروں کی پرورش کا باب کھلے گا *

اب صورت مفروض کو اولت دو یعنی فرض کرو کہ مختل بنانے کے لیئے راس المال باضراط موجود ہی مگر مختل کی مانگ نہیں پس مختل نہ بنائی جائیگی کوئی ایسا سبب وجود نہیں رکھتا کہ اہل

راس المال متحمل کے بنانے کو اور چیزوں کے بنانے پر ترجیح دینے دستکار اور دستکاروں کے مزدور خریداروں کی خوشی کے لیے سامان نہیں بناتے بلکہ بغرض فراہم لانے اپنی اشیاء حاجات کے اور 'چونکہ اُن کے پاس راس المال اور مختصرت کہ لوازم پیدایش سے ہیں موجود ہی یا تو وہ کوئی ایسی شے پیدا کرینگے جسکی بازار میں مانگ ہوگی یا ضرورت نہوے مانگ کے بخود ہی اُن چیزوں کو 'بنائینگے جسکی انہیں ضرورت ہی پس معلوم ہوا کہ کام سے لگانا مختصرت لوگوں کا خریداروں پر موقوف نہیں ہوتا بلکہ راس المال پر مگر ناظرین اوراق کے ذہن نشین رہے کہ ہم اُن نتائج کو حساب میں نہیں لیتے جو کسی تبدل کے دفعاً پر روے کار آنے سے پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی شے بقدر حاجت طیار ہو جائے اور بعد طیارہ کے اُس کی مانگ دفعاً نہ رہے تو یہ امر ایک نئی صورت پیدا کرتا ہی جسمیں راس المال واقعی ایسی شے کے بنانے میں صرف ہوجاتا ہی جسکی کسیکو ضرورت نہیں ہوتی پس ظاہر ہی کہ راس المال مذکور تلف ہوگیا اور کام سے لگا رہنا مزدوروں کا موقوف ہوا نہ اس وجہ سے کہ مانگ قہیں رہی بلکہ اس سبب سے کہ راس المال نہیں رہا پس یہ صورت ہمارے مسئلہ اصولی کے لیے عیار نہیں بن سکتی عیار واقعی تو وہی صورت ہوگی جسمیں تبدل بتدریج دروے کار آئے اور متوقع ہو اور جسمیں راس المال ضایع نہو یعنی دستکاری کسی شے کی بتدریج اس سیل سے موقوف ہوجائے کہ جیسے آلات گھستے جائیں اُنکی ترمیم نہو اور جو روپہ بکری سے شے مذکور کے آنا جائے وہ پھر اُس شے کے بنانے میں مستغرق نہ کیا جائے پس راس المال نئے کارخانہ میں لگانے کے لیے فراہم ہوجائیں اور اس نئے کارخانہ میں اُس سے اتنے ہی مزدوروں کی پرورش ہوگی جتنوں کی پہلے کارخانہ میں جو بندہوا ہوا کرتی تھی اہل جماعت کو اس تبدل سے البتہ اتنا نقصان اُٹانا پڑےگا کہ دستکار اور مزدور اُس سرمایہ علم و ہنر سے جو انہوں نے پہلے کام میں حاصل کیا تھا اس نئے

کام میں نفع تام نہ اُٹھا سکیں گے تاہم محنتی کام کر سکتے ہوں اور جو اس المال اُنکو سابق بوسرگار رکھتا تھا وہ اب بھی یا تو پہلے ہی کارخانہ داروں کے ہاتھ کے قلعے یا اوروں کے جو اُسے قرض لینے آئیں پہلے محنتیوں یا اوروں کو کام سے لکائیگا یہ مسئلہ اصولی کہ خریدنا شی مصنوعی کا کام سے لگانا مزدوروں کا نہیں ہوتا اور کہ دلال محنت کی مانگ کی وہ اجرت ہوا کرتی ہی جو کسی شی کے پیدا ہونے کے پہلے ہوتی ہی نہ مانگ شی مذکور کی بعد پیدائش کے اس قدر توضیح طلب ہی کہ جہاں تک ہوسکے اُسکی تصریح کے لیئے مثالیں دینی چاہیئیں عوام کے نزدیک تو یہ مسئلہ معما سے کم نہیں اور اہل فن سے کہ چنکا قول مسند ہی چند ہی ایسے ہیں کہ چنکی نظر اُسپر برابر رہی ہی باقیوں نے گاہ گاہ ایسا بیان کیا ہی کہ جو آدمی اشیاء مصنوعی کو کہ ثمرہ محنت ہی خرید کر تا ہی در حقیقت محنت کو کام سے لگانا ہی اور یہ شخص محنت کی مانگ کو اُسی طریق سے وجود میں لاتا ہی جس طریق سے کہ خریدار محنت بعد دینے اجرت کے مزدوروں کو بلا واسطہ غیروے اگر محنت کی مانگ سے وہ مانگ مراد لی جائے جو اجرت کو محنتی لوگوں کے زیادہ کرے یا جسکے سبب سے تعداد باکار مزدوروں کی زیادہ ہو جائے تو ہمارے نزدیک مانگ اشیاء مصنوعی کی مانگ محنت کی نہیں ہی جو آدمی سامان خرید کرتا ہی اور اُس کو اپنی ذات پر صرف کرتا ہی وہ مزدوروں کو کچھ نفع نہیں پہنچاتا نفع تو رہی پہنچاتا ہی جو اپنی ذات پر کم صرف کرتا ہی اور اس کمی صرف سے جو پس انداز رہتا ہی اُس کو بطور اجرت محنتی لوگوں کو دیتا ہی اور انہیں کام سے لگاتا ہی اس مسئلہ کو بخوبی ذہن میں چمانے کے لیئے ہم ایک مثال دیتے ہیں فرض کرو کہ زید کے پاس کچھ سالانہ آمدنی ہی اس آمدنی کو وہ دو طریق سے صرف کر سکتا ہی یعنی یا تو اُس کے ایک حصہ کو

أجرت میں نہ ساروں اور معماروں اور چاہ کنوں اور باغبانوں وغیرہ کے دیکے
 اُن سے کوئی اور مکان اور باغات وغیرہ طیا کر لئے یا بجائے اُسکے حصہ
 مذکور سے مستعمل اور لیس خرید کے اپنی ذات پر صرف کرے *

اب امر تنقیح طلب یہ ہے ہی کہ اِن دونوں طریق سے خرچ کے کونسا
 طریق مزدوروں کی رفاہ اور پرورش کا زیادہ باعث ہوتا ہے یہہ تو صاف
 ظاہر ہے کہ جن مزدوروں کو زید پہلی صورت میں باکار رکھیںگا وہ دوسری
 صورت میں بیکار ہو جائیں گے مگر جو ہماری رائے کے مخالف ہیں
 فرماتے ہیں کہ اُن کے بیکار ہو جانے سے کیا ہرج ہے جیسے وہ بیکار ہو گئے
 ویسا ہی مستعمل بنانے والوں اور لیس بننے والوں کے رزق کا دروازہ کھل گیا
 مگر ہماری حاجت یہہ ہے کہ دوسری صورت میں زید بذات خود
 مزدوروں کی پرورش نہیں کرتا وہ صرف اِس امر کا تصفیہ کرتا ہے کہ
 کوئی غیر شخص مزدوروں کو کس کام میں لگائے زید مستعمل بنانے والوں
 کو اپنے روپیہ سے روزانہ أجرت نہیں دیتا وہ شی طیار کو جو دوسروں کی
 محنت اور اس المال سے بنی ہے مول لیتا ہے وہ نہ آپ مزدوروں کو
 أجرت دیتا ہے نہ اپنا اس المال لگاتا ہے أجرت اور اس المال مستعمل
 اور لیس کے کارخانہ والے اپنا لگاتے ہیں فرض کرو کہ زید ہمیشہ اپنی
 آمدنی کو نجاروں اور معماروں وغیرہ کی أجرت میں صرف کرتا تھا اور
 یہہ مزدور أجرت مذکور سے اپنا سامان معیشت کہ جو محنت اور
 اس المال سے طیار ہوتا تھا خرید کرتے تھے مگر اُس نے آپ اپنا طریق
 بدل ڈالا اور یہہ ارادہ کر لیا کہ آگے کو میں مستعمل خرید کر دیتا پس
 ظاہر ہے کہ اِس طریق کے بدلنے سے اُس نے مستعمل کی مانگ کو
 وجود دیا مگر جب تک مستعمل کی رسد زیادہ نہو تب تک اُس کو
 جنس مذکور نہیں مل سکیگی اور رسد زیادہ نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ
 اس المال زیادہ نہو *

اب فرمائیئے کہ اس المال زاید کہاں سے آئے زید کے طریق کے بدلنے
 سے اس المال ملک کہ پیدا کے کام میں لگا تھا کچھ زیادہ نہیں ہوا پس

ظاہر ہی کہ اس افزودہ مانگ کے برابر مستعمل سرالعجام نہوسکتی اگر اسی سبب نے کہ جس نے مانگ بڑھائی بقدر ضرورت اس المال کو کسی اور کام سے مستخلص نہ کیا ہوتا جو روپیہ فی الحال زید مستعمل کی خریدہ میں صرف کرنا چاہتا ہی سابق معماروں اور نجاروں وغیرہ کو اجرت میں ملتا تھا اور یہ لوگ اس سے سامان معیشت مول لیتے تھے یہ سامان اُن کو یا تو اب مطلقاً نہ ملیگا یا کچھ حصہ اُس کا بوجہ رقابت اور مزدوروں کو نقصان پہنچا کے ملیگا پس جس معیشت اور اس المال سے بزمان سابق اِن معماروں اور نجاروں وغیرہ کا سامان معیشت بنایا جاتا تھا اُس کے لئے کام نہ رہیگا اور یہ معیشتی اور اہل اس المال لامحالہ کسی اور کام کی تلاش کریں گے اور شاید مستعمل بنانے پر متوجہ ہو جائیں گے اِس تقریر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہی معیشتی اور اہل اس المال جو پہلی اشیاء معیشت مذکورالصدر بناتے تھے اب مستعمل بنائیں گے مگر ہزاروں اولت پھڑ سے آخر کار نتیجہ وہی پیدا ہوگا اس المال ملک میں اِس قدر تھا کہ دو کاموں میں سے ایک کام بنایا جائے یعنی یا تو سامان معیشت یا مستعمل دونوں کاموں کے انجام دینے کے واسطے اس المال نہیں تھا یہ امر تو زید کی مرضی پر موقوف تھا کہ کون سا کام انجام پائے جو اُس نے مستعمل کا لینا پسند کیا تو مزدور بے سامان معیشت رہے واسطے زیادہ توفیم کے صورت مفروض کو پامت دو یعنی فرض کرو کہ زید ہمیشہ مستعمل مول لیتا تھا مگر اُس نے اب ارادہ کیا کہ مستعمل نہ لوں اور جس روپیہ سے مستعمل لینا تھا اُس سے معیشت کرنے والوں کو بذات خود کام سے لگاؤں اگر اے عوام کی صحیح ہو تو اِس تبدل طریق سے زیادہ مزدوروں کی پرورش کا باب نہیں کھلنا چاہیئے صرف یہ نتیجہ پیدا ہونا چاہیئے کہ مستعمل بنانے والوں کی طرف سے کام بچانے معماروں اور نجاروں وغیرہ کے منتقل ہو جائے مگر جو نظر قہقہہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو رقم پرورش میں مزدوروں کے صرف

ہوتی تھی اُس کی مقدار کل میں افزایش ہوگئی متحمل بنانے والے
 بہ عام اس امر کے کہ مانگ متحمل کی کم ہوگئی اپنے اس المال کو
 ہرجہ کم بنانے جنس مذکور کے مستخلص کرینگے اور یہہ اس المال
 مستخلص وہی نہیں ہی جو زید اپنے مزدوروں کو دیتا ہی وہ دوسری
 رقم جداگانہ ہی پس اب بجائے ایک رقم کے دو رقمیں واسطے ہرورش
 مزدوروں کے جمع ہو جائیگی متحمل بنانے والوں سے کام بطرف مہماروں
 اور نجاروں کے منتقل نہرگا اُس کے لیئے تو کام کا دوسرا باب کھلے گا اور
 متحمل بنانے والوں کی طرف سے کام دوسرے مزدوروں کی طرف شاید جو
 سامان معیشت مزدوروں کا مذاہینے منتقل ہو جائیگا بلاشبہ بعض
 صاحب یہہ کہہ سکتے ہیں کہ جو روپیہ متحمل کی خرید میں صرف
 ہوتا ہی وہ ہرچند مقدار اس المال میں افزایش نہیں کرنا سکر
 اس المال مستغرق کو خلاص کرنا ہی ہرچند وہ نئی مانگ مہمت کی
 پیدا نہیں کرنا سکر ہر گ حال کے بنا رکھنے کا وسیلہ ہی کیونکہ چیتک
 دستار متحمل کا اس مال جس مذکور میں مستغرق ہوگا تب تک
 وہ ہرورش اور پرداخت میں مزدوروں کے نہیں لگ سکتا چیتک متحمل
 نہ ہر جائے اور جو روپیہ اُس کے بنانے میں صرف ہوا ہی اُس کا عوض
 خریدار کے روپیہ سے نہرلے تب تب مہمت کی مانگ وجود نہ پائیگی
 پس یہہ کہہ سکتے ہیں کہ متحمل بنانے والے اور متحمل خریدنے والے
 دو جداگانہ اس المال نہیں رکھتے اس المال تو ایک ہی ہونا ہی
 جو مشتری کی جیب سے بائع کی جیب میں منتقل ہو جانا ہی
 اگر مشتری بجائے متحمل لینے کے مزدوروں کو کام سے لگائیگا تو اس المال
 مذکور بجائے اسکے کہ متحمل والوں کی طرف منتقل ہو اوروں کی طرف
 منتقل ہو جائیگا یعنی جتنی مانگ مہمت کی ایک جانب کم
 ہو جائیگی اتنی ہی دوسری جانب بڑا جائیگی اب ہم کہتے ہیں کہ
 تہہہد اس دلیل کی درست ہی کیونکہ استخلاص اس المال نا مزدوروں

کے حق میں واقعی وہی نتیجہ دیتا ہی جو کہ وجود میں لانا نئے
 واس المال کا اگر زید ہزار روپیہ کی بمضمحل خریدے تو وہ بمضمحل
 بنانے والوں کو واقعی اس لائق کرتا ہی کہ نامبردگان ہزار روپیہ
 مزدوروں کی پرورش میں صرف کریں جو اُن کی بمضمحل نہ ہکتی تو وہ
 ہرگز مزدوروں کی پرورش نہ کرسکتے اگر بمضمحل کو ہجڑ زید کے کوئی
 دوسرا نہ خریدے اور زید بہہ ادا کرے کہ میں اُن کو اپنا روپیہ معماروں
 اور نجاروں وغیرہ کی پرورش میں صرف کر رہا تو بلاشبہ زید نئی
 مانگ مکتنت کی پیدا نہیں کرنا کونکہ درحالیکہ وہ ہزار روپیہ
 پرورش میں مزدوروں کے صرف کرتا ہی ہزار روپیہ بمضمحل بنانے والوں کے
 برباد کردیتا ہی مگر واضح رہے نظائیں اوراق رہے کہ اس دلیل میں
 اُن نتیجہ کو جو کسی تبدل کے یکایک پرورے کار آنے سے پیدا ہوتے ہیں
 اُن نتائج کے ساتھ متعاطی کر دیا ہی جو خود تبدل مذکور سے پیدا
 ہوتے ہیں اگر مشتری خریدنا بمضمحل کا موقوف کردے اور جو روپیہ
 اُسکے ہمانے میں صرف ہوتا تھا وہ برباد ہو جائے تو البتہ خرچ کرنا اُسکے
 روپیہ کا پرورش میں معماروں اور نجاروں کے بمنزلہ وجود میں لانے نئے
 واس المال کے نہرگا صرف اِقتال کار ایک کی جانب سے دوسری جانب
 صورت وقوع کی پہلے ہم جو کہتے ہیں کہ نئے مزدوروں کی پرورش کا
 باب کھلتا ہی اُسکی صورت یہ ہی کہ جب تک بمضمحل بنانے والوں کا
 واس المال مستخاص نہیں ہوگا تب تک در حقیقت بہہ باب نہ کھلیگا
 مگر کون نہیں جانتا کہ جو راندہ کا پی دیا جائے تو ہر کام سے روپیہ
 بختیں ہر سکنا ہی اگر بمضمحل ہمانے والے کو بوجہ نہ پہنچانے حکم
 مہربان کے پہلے سے کمی مانگ کی اطلاع ہو جائے تو بقدر ہزار
 روپیہ کے وہ بمضمحل نہ ہائیگا اور اُسکے واس المال میں سے بقدر ہزار روپیہ
 کے خلاص ہو جائیگا فرض کرو کہ پہلے سے اُسکے اطلاع نہ ہوئی اور جو
 بمضمحل حسب عادت آئے اُن آسمیں سے بقدر ہزار روپیہ کے پڑی رہکتی

اگلے سال تارقیہ کے پچھلے سال کی باقی نہ بک جائیگی یہاں وہ مطلق
 مستعمل نہ بنائیں یا کم بنائیں اور جب کل جنس بک جائیگی تو
 اُسکے پاس اُسقدر اس المال واسطے باکار رکھنے مزدوروں کے موجود
 ہو جائیں جتنا سابق تھا البتہ اتنا ہوگا کہ کچھ حصہ اُسکے اس سال کا
 بجائے مستعمل بنانے والوں کے اُڑ قسم کی محنت کرنے والوں کی پرورش
 میں صرف ہوگا جب تک یہ صفائی نہولیگی محنت کی مانگ کی
 جہت صرف بدل جائیگی اُسکی مقدار میں افزونی نہوگی مگر صفائی
 ہوتے ہی مانگ زیادہ ہو جائیگی یعنی بجائے ایک رقم ہزار روپیہ کے جو
 مستعمل کے بنانے میں لگتی تھی اب دو رقمیں ایک تو دھي اور دوسری
 جو معماروں وغیرہ کی پرورش میں لگتی ہی موجود ہونگی یعنی اب
 دو جداگانہ رقمیں دو جداگانہ قسم کے مزدوروں کی پرورش کوئیگی پہلے
 فقط ایک ہی رقم مستعمل بنانے والے کی پرورش کرتی تھی اور دوسری
 رقم مشنری کی بمنزلہ ایک کل کے تھی جو مستعمل والے کی رقم کو سال
 بسال کام سے لگائے رکھتی تھی *

جس مسئلہ اصولی کے قائم کرنے کے لیے ہم حجت کرتے ہیں اور
 جو بعض کے نزدیک مسئلہ ہدیہی اور بعض کے نزدیک معما سے کم نہیں
 ہی یہہ ہی کہ جو شی ہم اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں اُس سے
 مزدوروں کو نفع نہیں پہونچتا اُنکو نفع اُسی سے پہونچتا ہی جو ہم اپنی
 ذات پر صرف نہیں کرتے بجائے اُسکے کہ ہم ہزار روپیہ سے اپنی ذات کے
 خرچ کے لیے کمخواب اور شال اور شراب خریدیں اگر اُسی ہزار روپیہ
 تو اُجرت میں مزدوروں کو دیں تو مانگ اشیاء مصنوعی کی دنوں
 صورت میں برابر ہوگی یعنی ایک صورت میں تو کمخواب اور شال اور
 شراب کی مانگ بمقدار ہزار روپیہ کے ہوگی اور دوسری صورت میں
 اتنے اور اندھن اور کبڑہ وغیرہ کی مگر پچھائی صورت میں مزدوروں کی
 جماعت کے اندر ایک ہزار روپیہ کا سامان سب سے زیادہ تقسیم ہوگا

یعنی ہمنے اپنی ذات پر بمقدار ہزار روپیہ کے کم مال خرچ کیا اور جو استعداد ہمو اُس مال کے صرف کرنے کی تھی وہ مزدوروں کی طرف منتقل کر دی اگر ملک میں پیدا کم نہ ہو تو جسقدر ایک شخص خاص اپنی ذات پر کم صرف کرتا ہی اتنا ہی اوروں کے حصہ میں کہ چنکی طرف استعداد مذکور الصدر منتقل ہوتی ہی زیادہ آنا ہی صورت مفروض میں پڑھیزگار اٹھکار اپنی ذات پر کم خرچ نہیں کرتا کیونکہ جن مزدوروں کو وہ اجرت دیتا ہی وہ اُس کے لیئے مکان یا کوئی اور شی بناتے ہیں جس سے وہ آگے کو مستفید ہوگا مگر بہر حال اُس نے اپنے خرچ ذاتی کو فی الحال ملتوی رکھا اور پیداوار حالیہ ملک کے ایک حصہ کو اپنی جانب سے مزدوروں کی طرف منتقل کر دیا اگر بزمان آئندہ آسکی پڑھیزگاری کا بدل ہو جائے تو یہ بدل پیداوار حال سے نہوگا بلکہ اُس پیداوار سے جو آگے کو طیار ہوگی پس اِس شخص نے حال کی پیداوار کا حصہ اوروں کے صرف کے لیئے چھوڑا اور مزدوروں کو اُس حصہ سے تمتع اُٹھانے کی استعداد دی پس عیاں ہی کہ وجود ایسی مانگ کا جو بننے تک کسی شی مطلوبہ کے ملتی رہے اور پیشگی فدینا روپیہ کا کاریگروں کو واسطے بنانے شی مطلوبہ کے مگر خرید لینا اُس کا بعد طیاری باداے کل صرف جو اہل راس المال نے اُس کے بنانے میں اُٹھایا ہی کسی نہج سے محنت کی مانگ کو نہیں بڑھاتا اور جو روپیہ اِس طریق سے صرف ہوتا ہی جمیع نتائج میں باعتبار کام سے لگانے مزدوروں کے محض بیکار ہی ایسا صرف ہرگز مزدوروں کے واسطے کام پیدا نہیں کرسکتا اگر کریگا تو لامحالہ اور کار خانوں میں کہ جاری ہیں نقصان پہنچائیکا ہر چند مانگ محتمل کی باعتبار کام سے لگانے محنت اور راس کے بجز اُسکے اور نتیجہ نہیں دیتی کہ فلی قدر راس المال اور محنتی اور کارخانوں میں سے محتمل کے کارخانہ میں کھنچ آئیں مگر اِس میں کارخانہ دار محتمل کا بڑا فائدہ ہی اُسکے بحق ہیں مانگ کا کم ہونا نقصان اُٹھانے کے برابر ہی اور بالفرض اگر اُس کا

طیار مال خراب نہو اور بک بھی جائے تمام ممکن ہی کہ اُس کو اتنا نقصان اُٹھانا پڑے کہ وہ اپنے کارخانہ کو بند کر دینا مصلحتت جانے بخلاف اِس کے مانگ کے زیادہ ہونے کے سبب سے وہ اپنے کارخانہ کو بڑھانا ہی اور زیادہ راس المال لگانے زیادہ نفع اُٹھاتا ہی اور اپنے راس المال سے مال جلد جلد بنائے اور اُس کو جلد جلد بیچ کے مستثنیوں کو علی الاصل با کار رکھ سکتا ہی یا اُن کی تعداد میں افزایش کر سکتا ہی پس مراگ کی افزونی کے سبب سے واقعی کسی خاص کارخانہ میں اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ راس المال معین سے زیادہ مستثنی کام سے لگ سکتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اِس کارخانہ خاص میں راس المال اور مستثنی کو جو نفع رہتا ہی وہ اور کارخانوں سے کہنیچ آتا ہی مگر توہڑے دنوں میں حسب عادت جب اور کارخانوں سے راس المال بقدر حاجت اِس کارخانہ خاص میں کہنیچ آتا ہی تو اِس نفع زائد کا نشان ہوتی نہیں بھنا مانگ کا ہوا دخل مبادلہ میں ہی نہ ہدایش میں اگر اشہام کی کیفیت کلیہ اور دیمی ہر نظر کیجئے تو معلوم ہوگا کہ پیدا کردیوالے کے راس المال میں جسقدر زیادہ پیدا کرنے کی قوت ہوتی ہی اسیقدر اُس کو زیادہ عوض ملتا ہی بک جانا پیداوار کا اور ہر صرف ہونا اُس کی قیمت کا خرید میں اور جنسوں کے نگاہ حقیقت میں صرف ایک تبادلہ ہی بنادیر مساوی النیصت کا واسطے تسہیل کاروار باع اور مشتری کے کچھہ شک نہیں ہی کہ کاموں کو ہمت کے انجام دینے سے پیدا کردیکی قوت مصلحت کی زیادہ ہو جاتی ہی اور اسلامی قوت تبادلہ باعث افزونی پیداوار ہوتی ہی مگر اِس صورت میں بھی عوض دینے والی مصلحت اور راس المال کی ہدایش ہی نہ مبادلہ تبادلہ چاہے جنس کا جنس سے ہو چاہے جنس کا روپیہ سے وہ تو صرف بمنزل ایک آلہ کے ہی کہ جسکی استعداد سے ہم اپنے راس المال اور اپنی مصلحت کی خوش دوسری ہیئت میں لے آتے ہیں کہ جو ہمارے کارار کی تسہیل کا باعث ہوتی ہی وہ کسی بھیج سے مستثنی مرض نہیں ہی *

۱۰ اصول ماسبق اُن دلائل اور سبیل کی نراستی کو یہ پایہ ثبوت پہنچاتے ہیں جنکو عوام ہر روز نئی نئی صورتوں میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً بعض صاحبِ جنسے، متول ہاتوں کی اُمید تھی ارشاد فرماتے ہیں کہ اُمدنی کے محصول کے جواز کے لیئے یہہ دلیل قائم کرنی کہ یہہ محصول دولت مندوں اور اوسط درجہ کے آدمیوں پر پڑتا ہی محض مغالطہ بلکہ فریب دینا ہی کہونکہ محصول مذکور چونکہ دولت مندوں سے اُس سرمایہ کو کھینچ لیتا ہی جو وہ غربا پر خرچ کرتے اُس لیئے وہ غربا کے حق میں اُسی قدر باعثِ زبونی ہی جستدر لیا جانا اُسکا خود غریبوں سے *

اِس مسئلہ کے حسن و قبح کی نسبت ہم اب رائے دے سکتے ہیں جس حصہ کو اِس محصول کے بصورت نہ لیئے جانے اُسکے سواکار میں محصول دینے والے راس المال میں تبدیل کرتے یا ملازموں کو متغذوا میں یا غیر پیدا کرنے والے محنتیوں کو اجرت میں دیتے بمقدار اُسکے مانگ محنت کی بلا شہد محصول کے اپنے سے کم ہو جاتی ہی اور غربا کا نقصان ہوتا ہی اور چونکہ ہر حالت میں یہہ نتیجہ تہوڑا بہت ضرور پیدا ہوتا ہی اِس لیئے ممکن نہیں ہی کہ محصول کسی ایسے طریق سے لیا جائے کہ اُسکا ہر غربا پر نہ پڑے مگر اِس میں بھی ایک حجت باقی رہتی ہی اور وہ یہہ ہی کہ بعد لینے محصول کے کیا سواکار زر محصول سے اُسی قدر محنتیوں کو اجرت میں نہیں دیتی جس قدر محصول دینے والے بصورت نہ ادا کرنے محصول کے اُنکو دیتے *

وہ حصہ محصول کا جو در صورت نہ داخل کرنے اُسکے سرکار میں محصول دینے والے بخیرید اشیاء اپنی ذات پر خرچ کرتے کسی نہیج سے بموجب اصول مذکور الصدر کے غربا پر نہیں پڑتا وہ تو قطعی دولت مندوں پر پڑتا ہی کہ جو سرکار میں محصول داخل کرتے ہیں چہانتک اِس حصہ کا قدم درمیان ہی محنت کی مانگ بعد محصول کے اُنہی ہی رہتی ہی جتنی کہ سابق تھی ملک کا جو راس المال محنتی لوگوں کو برسرکار

رکھتا تھا وہ بعد لینے محصول کے بدستور بنا رکھتا اور معذرت کو باکار رکھتا ملک کی پیداوار میں سے جس قدر پیداوار محصول کی پہلی معذرتوں کو اجرت میں ملا کرتی تھی اتنی ہی بعد محصول کے آنکی پرورش کے لینے موجود ہوگی اور اُنکو ملیگی جس لوگوں کی رائے کے خلاف ہم گفتگو کرتے ہیں اگر اُنکا قول صحیح مانا جائے تو ممکن نہیں کہ بجز غربا کے کسی اور سے محصول لیا جائے اگر مقرر کرنا محصول کا اُس شی ہو جو خرید میں پیداوار معذرت کے صرف ہوتی ہی بمنزلہ لگانے محصول کے معذرت کرنے والوں پر تصور کیا جائے تو کل محصول گویا معذرت کرنے والوں کو دینا پڑے مگر یہی دلیل یہہ بھی ثابت کرتی ہے کہ معذرتوں پر محصول لگانا ممکن نہیں کیونکہ زر محصول یا تو خرید میں اجناس کے یا اجرت میں معذرتوں کے دیا جاتا ہے پس وہ معذرتوں کو مسترد ہو جاتا ہے پس محصول کے لینے میں یہہ عمدہ خوبی ہے کہ نہ وہ کسی پر نہیں پڑتا اسی دلیل سے معذرتوں کا اس میں کچھ نقصان نہیں ہے کہ جو کچھ اُنکے پاس ہو اُنسے لے کے باقی افراد پر اہل جماعت کے تقسیم کر دیا جائے کیونکہ بموجب مسئلہ مذکور الصدر کے وہ تو ابھیں میں صرف ہوگا *

واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ یہہ غلطی اس سبب سے سرزد ہوتی ہے کہ عوام معاملہ کی اصلی کیفیت پر بلا واسطہ نظر نہیں کرتے اُنکی نظر ظاہری دینے اور خرچ کرنے پر رہا کرتی ہے روپیہ دم بدم ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے جو اثر محصول کا روپیہ پر ہوتا ہے اگر اُس پر نظر کریں اور توجہ کو اُس اثر کی تفہیم کی طرف مایل جو اشیاء صرف پر ہوتا ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ جو لوگ محصول آمدنی کا ادا کرتے ہیں اُن کو واقعی اپنا خرچ کم کرنا پڑتا ہے اور جتنا خرچ یہہ لوگ کم کرتے ہیں اُنہا ہی بار محصول کا اُن پڑتا ہے بخلاف اس کے جسقدر زر محصول میں سے یہہ لوگ پس انداز کر کے کار پیداوار

میں لگاتے یا پرورش میں غیر پیدا کرنے والے محنتیوں کے صرف کرتے
 اُسیندر اُس رقم سے کم ہو جاتا ہی جو پرورش میں محنتی لوگوں کے
 صرف ہوتی مگر جو سرکار زر محصول سے اُنفا ہی روپیہ جتنا کہ
 محصول دینے والے صرف کرتے اُجوت میں محنتیوں کے مثل ملاحوں اور
 سپاہیوں اور بوقندازوں وغیرہ کے اور اوتارنے قرض کے کہ جسکے سبب سے
 راس المال میں افزایش ہوتی ہی خرچ کرے تو محصول کے لیئے جانے
 سے محنتیوں کا کار و بار مطلق بند نہیں ہوتا بلکہ ممکن ہی کہ کچھ
 زیادہ ہو جائے اور کل بار محصول کا انہیں ہر پڑتا ہی جنہر اُسکا ڈالنا
 منظور تھا ملک کی پیداوار میں سے وہ سارا حصہ جو کوئی آدمی سولے
 مزدور کے اپنی ذات پر واقعی صرف کرتا ہی کسی نہیج سے کچھ بھی
 محنت کی پرورش میں مدد نہیں کرتا صرف بے بجز صرف کرنے والے کے
 کوئی اور نفع نہیں اُٹھاتا ممکن نہیں ہی کہ ایک آدمی اپنی آمدنی
 کو اپنی ذات پر بھی صرف کرے اور اُسی کو اُوروں کو بھی صرف کرنے کو
 دے لیا جانا ایک حصہ اُس آمدنی کا سرکار میں بصیغہ محصول اہل
 آمدنی اور بھی اور لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اُس سے یا تو اہل
 آمدنی کا نقصان ہوگا یا اوروں کا پس واسطے دریافت کرنے اِس امر کے کہ
 محصول سے کسکا نقصان ہوا ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اُس کے سبب سے
 کسکو اپنا صرف کم کرنا پڑا جسکو صرف گھٹانا پڑا اُسی پر محصول پڑا *

باب ششم

در باب راس المال متعدی اور راس المال مستقر کے

۱۔ بنظر تکمیل قرضیعتات راس المال اِس امر کی ضرورت ہی کہ
 کچھ بیان اُن دو قسموں کا کیا جائے جن میں اہل فن راس المال کو
 تقسیم کرتے ہیں جو فرق اِن اقسام میں ہی وہ ہیں ہی ہر چند اُس کو
 ہم نے خصوصیت کے ساتھ بیان نہیں کیا ہی مگر ابواب ماضی میں

بارہا اُس کی طرف اشارت کی ہے اِس مقام پر اِس اقسام کی محتنت کے ساتھ تعریف کرنے اور اُن کی چند کیفیات کو بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ جو اس المال کسی شی کے بنانے میں لگتا ہے اُس کا ایک جزو تو ایسا ہوتا ہے کہ بعد ایک دفعہ کے استعمال کے وہ اس المال نہیں رہتا یعنی بعد ہولینے ایک عمل کے پھر اُس سے عمل پیدایش میں وہی کام جو پہلے نکلتا تھا نہیں نکلتا بہہ حال اُس جزو اس المال کا ہوتا ہے جو مصالحتہ کو شامل ہے مثلاً سچی اور چربی سے صابون بنایا جاتا ہے مگر جب ایک بار اِس اشیاء سے صابون بنالیں تو اُنکی صفات سچی اور چربی کی زایل ہو جاتی ہیں اور وہ اِس لائق نہیں رہیں کہ اُن سے پھر صابون بنائیں ہو چند نہا مرکب کہ صابون ہی دوسرے ناموں میں پیدایش کے نام دے سکتا ہے اسی قسم میں اُس اس المال کو داخل کرنا چاہیئے جو اجرت یا پرورش و پرداخت میں محتنت کو نے والوں کی خرچ ہوتا ہے مثلاً روٹی کاتنے والے کے اس المال کا وہ جزو جو اجرت میں مزدوروں کو ملتا ہے بعد خرچ ہو جانے کے اُسکا اس المال نہیں رہتا اور جو حصہ اِس اجرت کا محتنت کو نے والے اپنی حاجات کے رقم کرنے میں اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے وہ تو مطلق اس المال کی مد سے معدوم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جسقدر اِس اجرت میں سے مزدور پس انداز کرتے ہیں اُسکو کہ نمہ نئی بچت ہے نہا اس المال تصور کرنا چاہیئے جو اس المال اِس طریق سے اپنے کام کو عمل پیدایش میں ایک ہی بار کے استعمال سے پورا کر دیتا ہے اور پھر اُس کام کے انجام دینی کے لائق نہیں رہتا اُسکو اصطلاح میں اِس فن کے اس المال معدی کہہ ہیں ہر چند اِس لفظ کو اِس قسم سے چنداں مناسبت نہیں ہے مگر اہل فن نے اِس نظر سے اُسکو اپنی اصطلاح میں داخل کیا ہے کہ اِس قسم کے اس المال کی ہر دفعہ فروخت پیدوار تجدید کرنی پڑتی ہے اور بعد تجدید اُس سے پھر بدینہ وجہ جدائی کرنی پڑتی ہے کہ وہ اجرت

و عبورہ میں صرف ہو جانا ہی یعنی وہ اپنے کام کو قائم بنا رہ کر انجام نہیں دیتا بلکہ تعدیہ سے *

دوسرا جزء کثیر راس المال کا آلات اور ادوات کو پیدایش کے کم و بیش دیر پا ہوتے ہیں شامل ہوتا ہی اس قسم کا راس المال تعدیہ سے کام نہیں دیتا بلکہ قائم ہنا رہنے سے اور قوت عاملہ آسکی ایکبار کے استعمال سے زایل نہیں ہوتی اسی قسم میں مکانات اور کلیں اور آلات اور اوزار داخل ہیں بعض اہمیں کے بہت پایدار ہوتے ہیں اور عمل اُنکا باعتبار اُلہ پیدایش کے عمل ہاے پیدایش میں مدت دراز تک جاری رہنا ہی جو راس المال زمیں میں واسطے بفعل لانے کسی اصلاح دایمی کے مستغرق کہا جاتا ہی یا کسی کارخانہ کو جاری کرنے میں اول صرف ہوتا ہی آسکو بھی اسی قسم میں داخل کرنا چاہئے مثلاً صرف جاری کرنے کسی کان کا یا بنائے نہر یا تعمیر سڑک اور بندر کا جو راس المال اس طرح کی ہیئت پایدار میں وجود رکھتا ہی اور جسکا بدل بتدریج زمانہ دراز تک ہوتا رہتا ہی آسکو اس فن کی اصطلاح میں راس المال مستقر کہتے ہیں *

راس المال مستقر میں سے بعض صنفوں کی گاہ گاہ یا وقتاً فوقتاً تجدید کرنی پڑتی ہی چنانچہ جمیع عمارات اور آلات کا یہ حال ہی کہ بعد گذرنے کچھ زمانہ کے بذریعہ مرمت آنکی تجدید جزئی لازم آتی ہی اور آخر کار بوجہ اندراس وہ ایسے بیکار ہو جاتے ہیں کہ عمل پیدایش میں اپنا کام نہیں دے سکتے اور مصالحہ میں داخل ہو جاتے ہیں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر کوئی اُفت ارضی و آسمانی نہ آجائے تو راس المال کے کلیہ تجدید کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی مگر آسکو بنا رکھنے کے لینے گاہ گاہ یا ہر وقت معینہ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہی مثلاً بندر یا نہر جو ایکبار بن جائے تو پھر آسکو مثل کلوں کے دوبارہ بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی الا اُس صورت میں کہ آسکو کوئی دیدہ و دانستہ خراب کر دالے یا آفات

ارضی و سماوی سے اُس میں خلل راہ پائے مگر اُس کی شکست و ریخت کی درستی میں ہوا بہ خرچ پڑتا ہی کان کے جاری کرنے کا خرچ دوبارہ نہیں پڑتا مگر جو اُس میں سے پانی نہ نکالا جائے اور پانی نکالنے کے خرچ کا کوئی مستعمل نہ ہو تو وہ جلد بیکار ہو جاتی ہی بدرجہ غایت قائم رہنے والی صنف اس المال مستقر کی وہ ہوا کرتی ہی جسمیں زمین یا کسی اور عامل طبیعی پر اس غرض سے روپیہ صرف کیا جاتا ہی کہ اُس میں پیدا کرنے کی قوت زیادہ ہو جائے جہیلوں کو زیر زمین نالیاں بنا کر خشک کرنا یا سمندر سے زمین کا نکالنا اور اُس کی حفاظت کے لئے بند باندھنا یہ سب ایسی اصلاحیں ہیں کہ دائم رہ سکتی ہیں مگر نالیوں اور بند کی شکست و ریخت کے درست کرنے میں روپیہ صرف ہوتا رہتا ہی علیٰ ہذا زمین میں ایسی کھادوں کا ملنا جو ہمیشہ اُس میں بنے رہیں اور اُس کی صفات کو باعتبار اثر ہوا اور پانی کے بدل قابیل اسی قسم کی اصلاح میں داخل ہی مگر معلوم رہے کہ ان صورتوں میں بھی واسطے بقائے قوت اصلاح کے کبھی کبھی گو بمقدار قلیل روپیہ خرچ ہوتا ہی یہ ساری اصلاحیں افزونی بدل یعنی پیداوار کا باعث ہوتی ہیں اور بعد مجرا دینے خرچ مرمت وغیرہ کے اس افزودہ پیداوار میں سے پس انداز رہتا ہی اور یہ پس انداز اُس اس المال کا عوض ہوا کرتا ہی جو اصلاح کے ہر روئے کار لانے میں بہ رھلہ اول مستغرق ہوتا ہی یہ عوض مدام جاری رہتا ہی بخلاف اُس کے عوض اُس اس المال کا جو کلوں کے بنانے میں مستغرق کیا جاتا ہی بعد بیکار ہونے کلوں کے موقوف ہو جاتا ہی جس زمین میں بطریق صدر قوت پیداوار کی زیادہ ہو جاتی ہی اُس کی قیمت بھی بمقدار قوت افزودہ کے بازار میں زیادہ ہوتی ہی اور اسی خیال سے ایسا تصور کیا جاتا ہی کہ جو اس المال اُس میں مستغرق ہوتا ہی وہ افزودہ قیمت میں زمین کے موجود رہتا ہی مگر اس خیال سے کہ غلطی سرزد نہ ہو واضح رائے ناظرین اور اق کیا جاتا ہی کہ اس المال مذکور بھی مثل دیگر

راس المال کے خرچ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ تو پرورش اور پرداخت میں آں مزدوروں کے جنہوں نے اصلاح بر روے کار لائے اور شکست اور ریخت میں آں آلات کے جنسے انہوں نے اپنا کام انجام دیا صرف ہو گیا مگر انہی بات ہی کہ وہ پیدا کے کام میں صرف ہوا اور اُس نے ایک نتیجہ پایدار باقی چھوڑا یعنی زمین کو زیادہ پیدا کرنے کی قوت دی ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوت افزودہ خود قوت زمین اور آس راس المال کا نتیجہ ہی جو زمین مذکور میں مستغرق ہوا ہے مگر چونکہ راس المال واقعی صرف ہو گیا اور اب استرداد اُسکا ممکن نہیں اِس نظر سے یہ قوت افزودہ اُسی قوت سابقہ میں زمین کے شامل ہو گئی جو اُسکو اپنی ذات سے سابقہ حاصل تھی پس ظاہر ہے کہ جو عوض اُسکے استعمال سے آگے کو حاصل ہوا وہ آں قوانین پر موقوف نہوگا چنبر عوض مصلحت اور راس المال کا موقوف ہوتا ہے بلکہ آں قوانین پر جنکے بموجب عوض عاملان طبیعی سے حاصل ہوتا ہے اور اِن قوانین کو انشاء اللہ ہم مقالہ دوم کے سولہویں باب میں بتفصیل بیان کریں گے *

۲ راس المال متعدی اور راس المال مستقر مقدار پر خام پیداوار ملک کے اپنا اپنا بطریق جداگانہ کرتے ہیں راس المال متعدی چونکہ ایکبارگی استعمال سے زائل ہو جاتا ہے یا مالک کے قبضہ سے نکل جاتا ہے اِس لیے جو پیداوار اُسکی ایکبارگی استعمال سے حاصل ہوتی ہے وہی ایک مخزن ہے کہ جس سے راس المال مذکور کا جبر ہو اور مالک کو نفع بھی ملے پس لازم آتا ہے کہ پیداوار مذکور انہی ہو کہ دونوں باتوں کا بدل کافی کر سکے یعنی ایکبار کے استعمال کا محاصل مقدار میں مساوی ہرنا چاہیئے اُس راس المال کے جو صرف ہوا معہ افزونی کے بمقدار نفع مگر راس المال مستقر کی صورت میں یہ قید لازم نہیں کیونکہ آلات اور ادوات میں ایکبار کے استعمال سے زوال کلی راہ نہیں پاتا پس ضرور نہیں کہ راس المال مستقر کے ایکبار کے استعمال سے جو پیداوار

حاصل ہو اُس سے کل راس المال مذکور کا عوض ہو جائے اگر آلات اور ادوات کے ہر دفعہ کے استعمال سے اِس قدر عوض ملتا جائے کہ خرچ مرمت کا نکل آئے اور اُنکے نقصان جزئی کا چہرہ ہو جائے اور اُنکی کل لاگت کا انتفاع حاصل ہو تو کفایت کرتا ہی بیان صدر سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر راس المال مستقر میں 'بکسی راس المال متعدی کے افزایش کی جائے تو اُس سے برائے چندے محنت کرنے والوں کا نقصان ہوگا اور یہ نتیجہ باعتبار کلوں کے ہی صادق نہیں آتا بلکہ باعتبار اُن جمیع اصلاحوں کے چندوں راس المال مستغرق ہوتا ہی یعنی جنہیں صرف ہوجانے کے سبب سے راس المال اِس لائق نہیں رہتا کہ محنتیوں اور مزدوروں کی ہرورش کرسکے فرض کرو کہ ایک شخص اپنی زمین کے تردد کا آپ اہتمام کرتا ہی اور سال بھر میں دو ہزار من غلہ سے مزدوروں کی کھیتی کا کام کرتے ہیں ہرورش کرتا ہی اور کہ اُن کی محنت سے سال کے اختتام پر دو ہزار چار سو من غلہ پیدا ہوتا ہی یعنی کل راس المال پر فیصدی بیس من نفع رہتا ہی یہ بھی فرض کرو کہ چار سو من غلہ سے وہ اپنی حاجات رفع کرتا ہی اور دو ہزار من سے کہ اُس کا اصلی راس المال ہی کھیتی کا کام جاری رکھتا ہی اب فرض کرو کہ اِس شخص نے اپنے نصف راس المال سے اپنی زمین کی اصلاح دایمی کی اور نصف مزدور سال بھر تک اِس کار میں اصلاح کے مصروف رہے اور کہ بعد ختم ہونے سال کے اُسکو زمین کے تردد کے واسطے صرف نصف مزدوروں کی ضرورت رہی اور کہ باقی نصف راس المال کو اُسنے مثل سابق کے زمین کے تردد میں صرف کیا پس ظاہر ہی کہ سال اول میں مزدوروں کی حالت میں بجز اِسکے اور کچھ فرق نہ آئیگا کہ نصف حسب دستور سابق آجرت تو پائیگے مگر بجائے عمل ہائے کاشتکاری کے زمین کی اصلاح کریں گے مگر سال آخر پر زمیندار کے پاس مثل سابق کے دو ہزار من غلہ کا راس المال نہ ہوگا صرف ایک ہزار من غلہ بطریق معمولی عوض میں اُس کے راس المال کے پیدا ہوگا یعنی

اُس کو اب صرف ایک ہزار من غلہ اور اُس اصلاح پر دست رس ہوگئی جو اُس کی زمین میں ہوئی تھی اگلے سال اور سال ہائے ما بعد میں وہ صرف نصف مزدوروں سے کام لیکتا اور قوت سابق کی نصف مقدار کو اُنہیں صرف کریکتا اگر اصلاح پائی ہوئی زمین کم مقدار محضت سے دو ہزار چار سو من غلہ موافق سابق کے پیدا کرے تو مزدوروں کے نقصان کا جلد چہرہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ زمیندار اُس نفع کثیر سے جو اُس کو حاصل ہو جس انداز کرے اور اُس کو راس المال میں بڑھائے اور زیادہ محنتیوں کو کام سے لکائے مگر ممکن ہے کہ ایسی صورت پیش نہ آئے مثلاً فرض کرو کہ اصلاح جو زمین میں ہوئی ہے بلا صرف کثیر ہوائے دوام بنی رہیگی اب اگر زمیندار کو بجائے دو ہزار چار سو من غلہ کے صرف ایک ہزار پانچ سو من غلہ حاصل ہو تو اُسکو اصلاح سے نفع نام پہنچ جائیگا کیونکہ اِس صورت میں پیداوار مذکور سے اُسکے ہزار من راس المال کا عوض ہو جائیگا اور بجائے فیصدی بیس من کے پچیس من فیصدی کا کل راس المال متعدی اور مستقر پر نفع ملے گا پس عیاں ہے کہ اِس صورت میں یہ اصلاح حق میں زمیندار کے بہت نافع اور حق میں مزدوروں کے بہت مضر ہوگی اب فرض کرو کہ اصلاح نے موافق فرض کے نتیجہ نہیں دیا یعنی اُس کے سبب سے تعداد میں مزدوروں مطلوبہ سابق کے کچھ کمی نہ ہوئی مگر اُس کے ذریعہ سے بہ صرف محضت سابقہ زیادہ پیدا ہونے لگی اور یہ بہ بھی فرض کرو کہ محضت مذکور کے ذریعہ سے جس قدر اب زیادہ پیدا ہوتا ہے اُسکی ضرورت بھی ہے اور اُسکے مول لینے کے لئے خریدار بھی موجود اِس صورت میں زمیندار کو تعداد میں مزدوروں کی تکلیف نہ ہوگی اور اُنکی اجرت بمقدار سابق دینی پڑیگی اب یہ اجرت کہاں سے آئی اُس کے پاس پہلا دو ہزار من راس المال اب نہیں ہے ایک ہزار من تو اصلاح میں خرچ ہو گیا اور یہ ہزار من کسی نہج سے محنتیوں کی مزدور نہیں کر سکتا اگر زمیندار چاہے کہ پہلی کے موافق مزدوروں کو

کام سے لکائے اور اُن کو پہلے ہی کے موافق آجوت بھی دے تو لازم آتا ہی کہ یا تو وہ ہزار من غلہ کسی سے قرض لے یا کسی اور مخزن سے اس طرف کھینچ لائے اور کمی کو پورا کرے یہ ہزار من یا تو بانداز اپنی مقدار کے کسی اور کار میں مستثنیوں کی پرورش کرتے ہونگے یا اُن سے اُن کی پرورش کرنے کا ارادہ ہوگا وہ نئی پیدائش کا ثمرہ نہیں ہیں وہ تو ایک کارخانہ سے جہاں ایک قسم کے مستثنیوں کی پرورش ہوتی تھی دوسرے کارخانہ میں جہاں دوسرے قسم کے مستثنیوں کی پرورش ہوگی منتقل ہو جائیگی اور اُنکے ذریعہ سے گو زمیندار اپنے اس المال متعدی کی کمی کا جبر کرلیگا مگر کل ملک کے مجموعہ اس المال متعدی میں جو کمی ہوئی ہی اُس کا جبر نہ ہوگا جو صاحب فرماتے ہیں کہ کلوں کے استعمال سے محنت کرنے والوں کا کسب طوع نقصان نہیں ہوتا اُنکی بڑی دلیل یہ ہے کہ کلیں ہوجہ گھٹانے خرچ پیدائش کے اجناس کو اس قدر ارزاں کر دیتی ہیں کہ اُنکی مانگ بدرجہ غایت بڑھ جاتی ہی حتیٰ کہ اجناس مذکور کے بنانے کے واسطے زیادہ مستثنیوں کی ضرورت پیش آتی ہی مگر ہمارے نزدیک یہ دلیل اتنی سنگین نہیں ہی جتنی یہ لوگ اُسے سمجھتے ہیں قول ابن صاحبوں کا بلا شبہ اکثر صورتوں میں صحیح ہوتا ہی کیونکہ کچھ شک نہیں ہی کہ جتنے کاتب چھاپہ کی کلوں کے جاری ہونے سے بیکار ہو گئے اُنکی نسبت سے حرف جمانے والے اور چھاپنے والے اور کاتب وغیرہ چھاپہ خانوں میں کہیں زیادہ باکار ہیں علیٰ ہذا تعداد اُن مزدوروں کی جو روٹی کی کلوں میں اب کام کرتے ہیں اُن کاریگروں کی تعداد سے بدرجہا بیش ہی جو سابق کتائی اور پارچہ باقی کا کام کرتے تھے ان مثالوں سے یہ ثابت ظاہر ہی کہ علاوہ اُس کثیر اس المال مستقر کے جو ان کارخانوں میں مستغرق ہو رہا ہی اُنمیں اس المال متعدی کا بھی بہت خرچ ہی مگر جو یہ اس المال اور کارخانوں سے کھینچ آیا ہو یا عوض اُس اس المال کا جو کلوں کے بنانے میں خرچ ہوا اُس نئی بچت سے نہ کیا

گیا ہو جو بوجھہ اصلاح ہوئی بلکہ ملک کے راس المال عام سے تو فوائید سے کہ راس المال کے ایک کارخانہ سے دوسرے کارخانہ میں منتقل ہوتے سے مزدوروں کا کیا فائدہ ہوا جو نقصان اُنکو بوجھہ تبدیل ہونے راس المال متعدی کے راس المال مستقر میں ہوا ہی اسکا جبر بذریعہ منتقل ہونے باقی کے راس المال متعدی کے پرانے کارخانوں سے کسی نئے کارخانہ میں کس طرح ہوسکتا ہی ہمارے نزدیک ساری دلیلیں جو واسطے ثابت کر لے اس امر کے پیش ہوئی ہیں کہ کلوں کے استعمال یا راس المال کو اصلاح دایمی میں مستغرق کرنے سے برائے چندے مزدوروں کا بنظر مجموع کچھہ نقصان نہیں ہوتا خالی از غلطی نہیں جس کارخانہ خاص میں کلیم مستعمل ہوتی ہوں اُنمیں مزدوروں کا نقصان ہونا ہی یہ امر تو سب بلا حجت تسلیم کرتے ہیں اور یہہ عیاں بھی ہی مگر بعض صاحب ایسا فرماتے ہیں کہ اگر ایک کارخانہ میں مزدوروں کے واسطے کام نہ رہا تو اس سے کیا نقصان ہوتا ہی اُنکے لیئے دوسرے کارخانوں میں اُننا ہی کام نکل آتا ہی کیونکہ جب ایک جنس خاص کے صرف میں بوجھہ ارزانی بچت ہوتی ہی تو اُسکے ذریعہ سے اہل صرف اور اجناس کو زیادہ صرف کرتے ہیں اور اس سبب سے اور قسم کی محنت کی مانگ زیادہ ہوجاتی ہی یہہ تقریر بظاہر معقول نظر آتی ہی مگر ہم ابواب ماسبق میں ثابت کر آئے ہیں کہ وہ خلبہ راستی سے معرا ہی کیونکہ مانگ اجناس کی محنت کی مانگ سے جداگانہ ہی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اہل صرف کو بصورت ارزانی بعض اجناس صرف کے اور اجناس کے صرف کر لے کی استطاعت حاصل ہوتی ہی مگر اس استطاعت سے اجناس مذکور پیدا نہونگی وہ تو اُسی وقت پیدا ہونگی کہ راس المال موجود ہو اصلاح گو کسی کارخانہ سے راس المال کو اپنے اندر نہ کھینچ لے وہ کسی راس المال مستغرق کو مستخلص نہیں کرتی پس فروغی افزایش پیدایش اور باکار مزدوروں کی اور اجناس کے کارخانوں میں قوہ سے بفعل نہ آئیگی

اور بغض اہل صرفہ کی مانگ کی افزونی اور لوگوں کی مانگ کی کمی سے ہم نہ ہو جائیگی یعنی اُن اجناس کی مانگ نہ رہیگی جنکو مزدور کہہ ہو قوع اصلاح ہو گئی سابق صرفہ کرتے تھے ازل تو اِس بینکار مزدوروں کی پرورش نہو گی اور اگر ہوئی تو دو طریق سے یعنی یا بذریعہ رقابت یا بخیرات مگر اِن دونوں صورتوں میں وہ اُس قوت سے حصہ لینگے جو سابق بہ تمامہ اور لوگ خرچ کرتے تھے *

۳۔ قائم اُس طریق پر نظر کر کے کہ جسکے بموجب در حقیقت عمل ہوتا رہتا ہی ہو یقین نہیں آتا کہ عمل پیدائش کی اصلاحیں مستحسن کرنے والوں کے حق میں باعتبار اُنکے مجموع کے کبھی چند روز کے لیئے بھی باعث مضرت کا ہوتی ہیں اگر یہ اصلاحیں دفعۃً بدرجہ غایت برورے کار آئیں تو البتہ باعث مضرت ہوتیں کیونکہ اِس صورت میں جزو کثیر راس المال کا جو اُنہوں مستغرق ہوتا ضرورتاً ملک کے راس المال متعدی سے کہنیچ آتا مگر یہ اصلاحیں بتدریج برورے کار آتی ہیں اور بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ اُن کے وقوع میں لانے کے لیئے راس المال متعدی اور کارخانوں سے جہاں وہ پیدائش کے کام میں لگا ہو کہنیچ لیا جائے یہ اصلاحیں در حقیقت اُس انتفاع سے کی جاتی ہیں جو سال بسال کارخانہ داروں کو ہوا کرنا ہی ہمارے نزدیک ایک بھی مثال شاید ایسی نہ ملے گی جس میں راس المال مستقر بدرجہ غایت برے جائے اور راس المال متعدی اُسی نسبت سے زیادہ نہو کم مایہ ملکوں میں پیدائش کے عمل کے اندر اصلاحیں کثرت سے نہیں ہوتیں مستغرق کرنا راس المال کا زمین میں بامید حصول عوض دائمی کے یا کام لینا کل ہاے پیشقیست سے در حقیقت یہ معنی رکھتا ہی کہ بامید نفع آئندہ حال میں نقصان اُٹھایا جائے اور دلالت کرنا ہی اول تو مال کی حفاظت کامل پر دوم کاروبار محنت کی چستی پر سوم مال جمع کرنے کی خواہش با اثر پر جس جماعت

میں دولت روز بروز بڑھتی جاتی ہی اُس کے لیئے ان تینوں باتوں کا ہونا ضروریات سے ہی اگرچہ حسبِ بیان صدر محضت کرنے والوں کا نقصان صرف اُسی صورت میں نہوگا کہ جب راس المال مستقر ہوگی راس المال متعدی بڑھایا جائے بلکہ اُس صورت میں بھی کہ راس المال مذکور کی کثرت اس قدر زیادہ اور جلد کی جائے کہ وہ اُس افزائش کی مانع اُٹے جو آبادی میں ہوا کرتی ہی ہو مگر معلوم کہ وہ عمل درآمد میں کبھی ایسی صورت پیش نہیں آتی کیونکہ کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ جس کا راس المال مستقر اُس نسبت سے زیادہ بڑھے جو راس المال مذکور اور راس المال متعدی میں ہوا کرتی ہی جو راس المال ہوانے کارخانوں میں لگا ہوتا ہی اُس کی مقدار کثیر کو مستخلص کرنا اور اُسکو کسی کارخانہ جدید میں لگانا آسان امر نہیں ہے اِس میں بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں اور انہیں مشکلوں کے سہم سے راس المال متعدی کو کوئی اس قدر سرعت اور کثرت سے اصلاحوں میں مستغرق نہیں کرتا کہ محضت کرنیوالوں کی ضرورت معمولی میں خلل راہ پائے قطع نظر اس سے بالفرض اگر اصلاحیں ہوزے دنوں کے لیئے ملک کی پیداوار اور راس المال متعدی کی مقدار کو کم بھی کر دیں تاہم ممکن نہیں کہ بامقدار زمانہ وہ دوفوں کی افزائی مقدار کا باعث نہوں یہ اصلاحیں راس المال کے عوض کو زیادہ کرتی ہیں اور اِس افزائی سے یا تو اہل راس المال کو بوجہ کثرت منافع یا خریداروں کو بوجہ ارزانی اجناس فائدہ ہوتا ہی ہو دو صورت میں ایک رقم بچت کی ایسی وجود پاتی ہی جس سے سرمایہ جمع ہو سکتا ہی اور دستور ہی کہ جب نفع زیادہ ہوتا ہی تب اہل نفع کو جمع کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہی جو مثال ہمیں پہلے فرم کی تھی۔ آسمیں اصلاح کا یہ نتیجہ ہوا تھا کہ ہجائے دو ہزار چار سو میں غلہ کے مقدار پیداوار کی ایک ہزار پانسو میں سال وہ گئی تھی مگر نفع اہل

راس المال کا بچار سو من سے پانسو من ہو گیا تھا اب اگر یہہ ایکسو من فاضل ہمس انداز کیا جائے تو ظاہر ہی کہ مدت چند سال میں اس ہزار من کا عوض ہو جائیگا جو راس المال متعدی سے اصلاح زمین میں کھینچ گیا تھا جس کارخانہ میں اصلاح کی جاتی ہی اسی میں ضرور کاروبار بڑھایا جاتا ہی اور یہہ افزونی کاروبار کی کارخانہ دار کے لیئے بڑی ترغیب واسطے اس امر کے ہوتی ہی کہ وہ اپنے راس المال کو بڑھائے چونکہ ہر کارخانہ میں اصلاح ایک ہی دفعہ نہیں کی جاتی بلکہ بتدریج (سلیم) جزو کثیر اس راس المال کا جو آخر کار اصلاح مذکور میں صرف ہوتا ہی اس نفع سے لگتا ہی جو خورد اصلاح مذکور سے بتدریج حاصل ہوتا ہی عمل پیدائش کی اصلاحوں میں جو مطلق واسطے جمع کرانے زیادہ مال کے اور بذریعہ اسکے آخر کار بڑھانے مقدار پیداوار کے ہی وہ بوقت ظاہر ہونے اس امر کے اور بھی اظہر ہو جائیگا کہ راس المال کے اجتماع اور زمین کے پیداوار کی افزونی کی حدود معین ہوا کرتی ہیں کہ چاہے کھینچ جانے کے بعد پھر افزونی پیداوار کی بالضرور موقوف ہو جانی چاہیئے مگر عمل پیدائش کی اصلاحیں اور لحاظوں میں ان کا کچھہ ہی نتیجہ ہو ان حدود میں سے ایک یا دونوں کو بعید تر کر دیتی ہیں راستی اس اقوال کی کی بحث ہمارے مابعد میں بہت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ مقدار کو راس المال کے جو کسی ملک میں جمع ہو جاتا ہی یا جمع ہو سکتا ہی اور مقدار کو پیداوار کی جو وجود پاتی ہے یا پاسکتی ہی ایک نسبت خاص اس حالت سے ہر پیدائش کی جو ملک مذکور میں ہوا کرتی ہی اور کہ ہر اصلاح کو اوایل میں چند روز کے لیئے راس المال متعدی اور پیداوار کی مقدار کو گھٹا بھی دے مگر مال کار میں آنکی مقدار کو اتنا بڑھاتی ہی کہ کسی اور صورت میں اتنی افزونی ممکن نہیں اور یہی ہی قطعی جو اب ان اعتراضوں کا جو نسبت اجزائے کلوں کے پیش کیئے جاتے ہیں جو دلیل واسطے اثبات اس امر کے

یہاں سے نکلتی ہی کہ کلوں میں مسکنت کرنے والوں کو آخر کار حال کی حالت جماعت میں بھی نفع پہنچتا ہی بعد ازیں قطعی نظر آنے لگی مگر یہہ امر سرکار کو ذمہ داری سے انسداد یا خفیف کرنے اُس خرابی کے بری نہیں کرسکتا جو اُس منبع مال کار کے انتفاع سے حال کی نسل کو پہنچے یا جسکے پہنچنے کا احتمال ہو اگر کلوں یا مفید کارخانوں میں اس المال کی بھی ایسی سرعت سے مستغرق کیا جائے کہ اُسکے سبب سے اس المال متعدی میں جو مزدوروں کی پرورش میں صرف ہوتا ہی خلال عظیم راہ پائے تو حاکموں پر واجب ہی کہ ایسی تدابیر اختیار کریں جنسے سرعت مذکور میں اعتدال برزے کارائے اصلاحیں ہرچند بنظر مجموع مسکنیوں کی کمی پرورش کا باعث نہیں ہوتیں مگر چونکہ وہ اُن کی کسی جماعت خاص کو ہمیشہ بیکار کردیتی ہیں اِسیلئے اُن خاص مسکنیوں کی اغراض پر جو اپنے هممعصروں اور نسل آئندہ کے فائدہ کے لئے نقصان اُٹھاتے ہیں حاکم کو نظر رکھنی عین انصاف ہی *

اب پھر اس المال مستقر اور اس المال متعدی کے فرق کی طرف رجوع کی جاتی ہی واضعراے ناظرین اوراق ہو کہ ساری دولت جو پیدایش میں لگتی ہی اس المال میں داخل ہی مگر بعض حصص اس المال کے ایسے ہیں کہ اقسام مذکورالصدر میں سے کسی قسم کی بھی تعریف اُن کی نسبت صادق نہیں آتی مثلاً سامان طیار جو کسی کارخانہ دار کے گودام میں بلا فروخت بچا ہو ہرچند بنظر اُس کام کے جو اُس سے آخر کار انجام پائیگا وہ اس المال ہی مگر ابھی عمل میں اس المال نہیں کیونکہ وہ عمل پیدایش میں نہیں لگا ہی اُسکو یا تو بیچنا چاہئے یا اُسکا معارضہ اور اشیاء مساری القیمت سے کرنا چاہئے ابھی تو وہ نہ اس المال مستقر ہی نہ اس المال متعدی مگر آخر کار یا اس المال مستقر بنیگا یا اس المال متعدی یا دونوں میں انقسام پائیگا دستکار اپنے سامان طیار کے ایک حصہ سے مزدوروں کی آجروں ادا کریگا

دوسرے حصہ سے اس مصالحہ کا جو جو سامان مذکور کے بنائے میں پہلے صرف ہو چکا ہی اور مابقی سے آلات یا کلیں بنائیکا یا پرانے آلات کی مرمت کریکا مگر کس کام میں کتنا حصہ صرف ہوگا یہہ امر موقوف ہی اور ہر صورت حال اسکے پیشہ اور ضرورت وقت کے یہہ بھی یاد رکھنے کی بات ہی کہ جو حصہ اس المال کا بہ ہیئت تخم اور مصالحہ کے صرف ہوتا ہی اس کا عرض کو خلاف اس المال مستقر کے فوراً پیداوار اول سے کیا جاتا ہی مگر بد معاملہ یا کار کرنے معنتیوں کے اس کا وہی حال ہی جو اس المال مستقر کا یعنی صرف ہو جانا کسی شی کا بہ ہیئت مصالحہ اسی نہیج سے باعث کسی روزش مزدوروں کا ہوتا ہی جس طرح سے خرچ ہونا رویہ کا کلوں میں جو اس المال فی الحال اجرت میں مزدوروں کے صرف ہوتا ہی اگر اس سے مصالحہ خرید کیا جائے تو اس سے مزدوروں کے حق میں وہی مضرت پہنچتی جو بصورت منتقل کرنے اسکے اس المال مستقر میں پہنچتی مگر ایسی صورت عمل میں کبھی پیش نہیں آتی جو اصلاحیں عمل پیدا بش میں کی جانی ہیں انکا مبلان عموماً یہہ ہوا کرتا ہی کہ جو بیج اور مصالحہ کسی شی خاص کے بنانے یا پیدا کرنے میں لگتا ہی اس میں کفایت ہو پس اس معتن سے معنتی لوگوں کے حق میں مضرت پہنچنے کا خوف نہیں ہی *

باب ہفتم

در باب اسی کے کہ عاملان پیدایش کی قوم پیدایش

کے مدارج کسی امر پر موقوف ہیں

۱ اب ہم نے لوازم پیدایش کے یہاں عام سے فراغت پائی اور دریافت کرچکے کہ وہ تین قسم مفصلہ ذیل میں داخل ہو سکتے ہیں یعنی معنت اور اس المال اور مادہ اور قوائے عاملہ کہ جن کو طبیعت مہیا کرتی ہی انہیں سے معنت اور مادہ لوازم ضروری ہیں کیونکہ بدون انکے؟

ہرگز کام نہیں چلتا پیدایش میں قوالے عاملہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ پس وہ معاون ہوں لوازم ضروری نہیں اس المال اصل میں پیداوار صنعت ہی پس اس کا دخل عمل پیدایش میں بہ نفس الامر بمنزلہ دخل صنعت کے ہی ہیئت غیر صریح میں تاہم اس کے جداگانہ بیان کرنے کی کم ضرورت نہیں ہی کیونکہ پہلے سے صرف کرنا صنعت کا بغرض وجود میں آنے اس المال کے جو من بعد کسی صنعت کے انجام دینے میں صرف ہو اسی قدر ضروری ہی جتنا کہ صرف کرنا صنعت کا بخود اس صنعت میں اس المال کا جزو کثیر صنعت میں صرف یہ اعانت کرتا ہی کہ مزدوروں کو جو اسے انجام دیتے ہیں بقید حیات رکھتا ہی اور جزو مابقی یعنی آلات اور مصالحہ اس کی اعانت صریح اس نہج سے کرتا ہی جس طرح مادہ اور عاملان طبعیہ *

اب ہم دوسرے معاملہ کی طرف جو اس فن میں فحیم ہی توجہ کرتے ہیں یعنی بیان کرتے ہیں کہ عاملوں کی قوت پیدایش کے مدارج کس پر موقوف ہیں ظاہر ہی کہ اُن کی قوت میں باعتبار ازمائے اور مقام کے بہت اختلاف راہ ہاتا ہی یعنی آبادی اور وسعت زمین کی ایک ہی مقدار سے ایک ملک زیادہ پیدا کرتا ہی اور دوسرا کم اور بعض اوقات ملک خاص ایک زمانہ میں زیادہ اور ایک زمانہ میں کم پیدا کرتا ہی مثلاً اس اعتبار میں جو انگلستان کو کسی قطع سے ملک روس کے جو وسعت و آبادی میں اس کی برابر ہو مقابل کریں یا خود انگلستان کی آج کی حالت کو اس کی پہلی حالت سے مقابل کر کے دیکھیں تو بہت اختلاف پایا جائیگا جن اسباب سے یہ اختلاف مقدار پیداوار میں صورت ظہور کی پکرتا ہی اُن میں سے بعض مستتر ہیں اور بعض عیاں اور اُن اسباب میں سے چند کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں *

۲ واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ زیادہ پیداواری کا سبب سے بڑا سبب طاہری وہ ہی جس کو موافقت طبعیت کہتے ہیں اس موافقت

کی بہت سی قسمیں ہیں اُن میں سے زرخیزی زمیں کی بہت بڑی ہی اور اِس زرخیزی کے بھی مدارج مختلف ہیں چنانچہ صحراے عرب سے میدانِ ہاے گنگ تک مختلف مدارج زرخیزی کے پائے جاتے ہیں زمین کی زرخیزی کی نسبت سے آب و ہواے سازگار زیادہ بکار آمد ہی بعض ملک ایسے ہیں کہ اُن میں نوع انسانی بود و باش کرسکتی ہی مگر ہودن کی زیادتی کے سبب سے زراعت نشوونما نہیں پاتی اور وہاں کے لوگوں کو حالتِ گلہ بانی سے نکلنا اور کاشتکار بنا نصیب نہیں ہوتا بعض ملکوں میں بننائیو آب و ہوا ایک قسم کا غلہ پیدا ہوتا ہی دوسری قسم کا پیدا نہیں ہوسکتا بعض بلاد میں گیہوں پیدا ہوتا ہی مگر کثرتِ رطوبت اور قلتِ حرارت سے اُس کی فصل کامل نہیں ہوتی علیٰ ہذا طبقات معتدل میں وہ اقسام نباتات کے نشو و نما پاتے ہیں جنکی بالیدگی و بارآوری طبقاتِ سرد یا حارہ میں ممکن نہیں آب و ہوا کی مداخلت صرف کشتکاری ہی میں نہیں ہوتی بلکہ اور بہت سے عملوں میں پیدایش کے مثلاً عمارات میں اکثر دیکھنے میں آتا ہی کہ ایک قسم کی آب و ہوا کی تاثیر سے مکانات جلد بوسیدہ اور مرمت طلب ہوجاتے ہیں بخلاف اِس کے دوسری قسم کی آب و ہوا میں ہزاروں برس تک اُن کو آسیب نہیں پہونچتا عملہاے دستکاری میں تاثیر آب و ہوا کو بہت دخل ہی مثلاً آب و ہواے کشمیر کو صاعت میں شال کے جو رسمی وہاں کی شال میں ہوتی ہی وہ دوسرے مقام کی شال میں ہوگز نہیں ہوتی ہی ہرچند شال باذان نور پور اور امرتسر اور فرنکستان نے بہت سعی کی مگر کشمیر کی شال کی ہوابہ شال نہ ہواسکے جنوبی حصہ میں فرنکستان کی جو شوخی رنگت کی کپڑہ کو حاصل ہوتی ہی وہ ہوگز اُس کپڑہ کو حاصل نہیں ہوتی جو انگلستان میں کہ جہاں ہمیشہ آفتاب زیرِ ابر رہتا ہی بنایا جانا ہی دوسرا اثر آب و ہوا کا یہہ ہی کہ وہ پیدا کرنے والوں کی اشیاء حاجات میں فرق لاتی ہی مثلاً گرم ملکوں میں

نوع انسانی سیدھے سادھے مکانات میں بآسائش بسر کرسکتی ہی کہڑا
 بھی تھوڑا درکار ہوتا ہی یہاں کے لوگوں کو واسطے بقائے حیات کے ایندھن۔
 کی ضرورت نہیں ہوتی اور غذا بھی تھوڑی درکار ہوتی ہی بخلاف اسکے
 سرد ملکوں میں چمپ تک اچھے معفوظ مکان جنمیں آگ چلتی ہو
 اور گرم کہڑے اور غذائے کثیر جو جسم کو تغذیہ پہنچائے اور حرارت غریزی
 کو انقماش دے نہوں حیات اُن کی ممکن نہیں پس جو محنت سرد
 ملکوں میں واسطے مہیا کرنے حاجات ضروری کے درکار ہوتی ہی اُس کی
 ضرورت گرم ملکوں میں نہیں ہوتی جو گرم ملک کے باشندے آرام طلب
 اور نسل پڑھانے پر آمادہ نہوجائیں تو اشیائے حاجات کے فراہم لانے میں
 جیستدر محنت کی اُن کو بچست ہو اُسکو کسی اعلیٰ شغل میں صرف
 کرسکتے ہیں *

علاوہ زرخیزی زمین اور تانبہ آب و ہوا کے بافراط موجود ہونا
 معدنیات کا موقع کے مقاموں پر جہاں سے اُن کو بہ آسانی نکال سکیں
 داخل موافقت طبیعی ہی مثلاً انگلستان میں پتھر کے کوئلے کی کہانیں
 جنکے سبب سے ناموافقت آب و ہوا کا جبر کافی ہوگیا ہی۔ اور چونکہ یہہ
 کہانیں لڑھے کی کانوں کے متصل واقع ہوئی ہیں اِسیلئے وہاں کے صناعتوں
 کو عمل پیدایش میں بڑی آسانی حاصل ہی پہاڑی اضلاع کی کمی
 زرخیزی کا جبر کافی عامل طبیعی پانے سے کہ بافراط موجود ہونا ہی
 ہوجاتا ہی *

موافقت طبیعی کی جمیع صورتوں میں سے واقع ہونا کسی بستی کا
 کنارہ پر سمندر کے جہاں اچھے بندر ہوں یا کنارہ پر کسی ايسے دریا کے
 جسمیں کشتی اور جہاز رول ہو سکتے ہوں بہت ہی نافع اور کارآمد ہی
 اِس میں شک نہیں کہ یہہ موافقت صرف خرچ باربرداری میں تخفیف
 کرتی ہی مگر جو غور سے دیکھا جائے تو یہہ امر بڑی کفایت کا باعث
 ہوتا ہی اور عیدگی اِس موافقت کی اُسبورت پختہ ذہن نشین ہوتی

ہی جب اس امر پر فکر کی جاتی ہی کہ معارضہ کو پیدائش میں کتنا دخل ہی اور کسی کام کو بانٹ کر انجام دینے میں کتنی آسانی ہوتی ہی یہہ موافقت طبعی بسا اوقات زمین کی کم پیداواری کا جبر کافی و رانی کردیتی ہی اور اور قدرتی نقصانوں کے بدل کا باعث ہوتی ہی خصوصاً آس زمانہ میں کہ جب نوعِ انسانی نے بذریعہ علم و ہنر کوئی کسبی ذریعہ آمدورفت و انتقال مال و اسباب کا ذریعہ طبعی سے فائق تر ایجاد نہیں کیا تھا زمانہ قدیم میں وہی بستیاں آسودہ نہیں تھیں جنکے پاس زمین افراط سے یا زیادہ زرخیز تھی بلکہ وہ بستیاں آسودہ تھیں جنکو بوجہ عدم زرخیزی زمین کے اس امر کی ضرورت شدید پیش آئی کہ قریب سمندر یا دریا سے بذریعہ تجارت تمتع کافی آتھائیں *

۴ موافقت طبعی کے بیان کو اب ہم زیادہ طول نہیں دیتے اگر اور اسباب ایک سے رہیں تو اس موافقت کی عمدگی اسقدر عیاں ہی کہ اس سے کسی کو انکار نہیں مگر تجربہ سے ثابت ہی کہ یہہ موافقت حق میں اہل جماعت کے مثل منصب اور درجہ کے حق میں کسی فرد خاص کے وہ فائدہ نام نہیں دیتی جسکے دینے کی اُسمیں قدرت و گنجائش ہی *

چون ملکوں کی آب و ہوا سازگار اور زمین زرخیز ہو کچھہ ضرور نہیں کہ وہاں کے باشندے سب سے زیادہ دولت مند اور صاحب اقتدار ہوں بلکہ اکثر ایسا ہونا ہی کہ بنظر مجموع وہ کم مایہ ہوتے ہیں گو اس افلاس میں شاید اوروں سے زیادہ آسودہ اور فارغ البال ایسے ملکوں میں بقائے حیات کے لیئے اسقدر کم اشیاء کی ضرورت ہوتی ہی کہ غربا کو نان نفقہ کی طرف سے چنداں وسواس نہیں ہونا اور جس آب و ہوا میں صرف زندہ رہنا بمنزلہ ایک راحت کے تصور کیا جاتا ہی وہاں سستی میں بڑا رہنا لوگوں کے نزدیک عین لطف زندگی اور عیش مغنم ہی یہاں کے لوگوں میں جوش کے وقت کمال چستی اور چالاکی آ جاتی ہی مگر

اسمیں کے ساتھ مہکتے کرنا اُن کا شیوہ نہیں اور چونکہ اُن کو معاملاتِ استیصال کا چنداں فکر نہیں ہوتا (سلیئے اچھے قوانینِ انتظام کے قائم کرنے پر وہ دل نہیں لگاتے اور بوجہ فقدانِ حفاظتِ ثمرہ مہکتے مہکتے کرنے کی غرض اور بھی ضعیف ہو جاتی ہی معلوم رہے کہ یہ کامیابی انجام دینا عملِ پیدائش کا زیادہ تر موقوف ہی اوپر اوصافِ عاملانِ انسانی کے نہ اوپر اُس صورتِ حال کے جسمیں وہ مہکتے کرے اور قاعدہ ہی کہ ظہورِ قوتِ جسمانی اور روحانی کا موقوف ہی مشکلات پر نہ آسانی پر اور یہی سبب ہی کہ جن قبائل نے دیگر قبائل کو زیر کر کے اپنا مہکتوم بنایا ہی اور اُن سے اپنے فائدہ کے لیے مہکتے لی ہی انہوں نے مدرسہ سختی اور تنگ حالی میں تربیت پائی تھی ان قبائل میں سے اکثر شمالی طبقات کے جنگلوں میں جہاں اُن کو طرح طرح کی معوبتیں اور مشکلیں اُٹھانی پڑتی تھیں بودوباش رکھتے تھے یونانیوں اور رومیوں کی صورت میں قدرتی مشکلیں نہ تھیں مگر اُنہوں نے قوانینِ جنگیِ اسطرح کے مقرر کیے تھے کہ اُن سے مشکلیں پیدا ہوئی تھیں اور جب سے بوجہ بدلنے صورتِ حال بستی ہائے جدید کے یہ قانونی مشکلیں نہ رہیں تب سے ملک ہائے جنوبی میں کوئی قوم فتاحوں کی پیدا نہیں ہوئی جنگ و پیکار کی چالاکي مہکتے کی چستی اور فکر و خدشہ کی عادت یہہ ایسی صفات ہیں کہ وہ اُنہیں بدنصیب قوموں میں پائی جانی ہیں جو طبقاتِ شمالی میں کہ جہاں آب و ہوا سازگار نہیں بودوباش رکھتی ہیں پس عیاں ہی کہ زیادہ پیداواری کے اس باب میں سے دوسرا بڑا سبب یہہ ہی کہ مہکتے زیادہ چستی سے انجام دی جائے اس چستی سے ہماری یہہ مراک نہیں ہی کہ مہکتے کبھی زیادہ جہد سے انجام دی جائے بلکہ باستقلال اور قاعدے سے ہندوستان کے بہل اور ملک امریکا کے شمالی طبقہ کے جنگلی آدمی کبھی کبھی ضرورت کیوقت چتئی مہکتے، بلا کرنے شکایت کے اپنے اوپر اُٹھاتے ہیں یا ایسے موقع پر چٹنا نان

کے اپنے قوائے جسمی اور نفسی سے یہہ لوگ کام لیتے ہیں اُنہی معصمت اور مشقت کوٹتی اور شخص اپنے ' اوپر گوارا نہیں کرتا مگر جس وقت ضرورت مذکور یعنی تقاضے حاجات ضروری سے تھوڑی دیر کے لیئے یہی سہلت ملتی ہی ایسی سستی اور کاهلی اُن کو گھیرتی ہی کہ اُس میں وہ ضرب المثل ہیں اشخاص یا اقوام بوقت تقاضے سخت کسی غرض کے جو معصمت بہت خوشی سے اپنے اوپر گوارا کر سکتے ہیں اُسکے مدارج میں پچنڈاں فرق نہیں ہوتا مگر جو معصمت بغرض کسی منفعت آئندہ کے یا مواقع معمولی ہو کام کو جہد کامل سے انجام دینے میں اُٹھانی ہوتی ہی اُس کے مدارج میں اُن کے اندر بڑا اختلاف ہوتا ہی یعنی بعض افراد یا اقوام کی عادت ہوا کرتی ہی کہ وہ معصمت کو ہر حالت میں باستقلال تمام انجام دیتے ہیں بعض گا عمل اِس کے خلاف ہوتا ہی تاکہ شوق انسانی میں کوئی ہوی اصلاح وجود پائے اُس میں کچھ قدر اِس صفت استقلال کا ہونا ضروریات سے ہی وحشی قوم کو دانشمند بنانے کے لیئے ضرور ہی کہ اُس کو کسی نئی چیز کا شوق دلایا جائے اور آستور اس پر آمادہ کیا جائے کہ شی مذکور کے حاصل کرنے کے لیئے وہ معصمت و مشقت کریں کچھ ضرور نہیں کہ یہہ نئی خواہش اعلیٰ رتبہ کی ہو البتہ وہ ایسی ہونی چاہیئے کہ طالب کو اُس کے حصول میں معصمت نفسانی اور جسمانی کو باستقلال انجام دینے پر توانیکھتہ کر سکے اگر حبشیاں جمیکا اور تیمارا بعد رہائی کے بند غلامی سے صرف حوابیج ضروری کے حصول پر قانع رہتے اور طبقات حارہ میں جہاں آبادی تھوڑی اور زمین زرخیز اُفراط سے ہوا کرتی ہی جتنی تھوڑی معصمت بقائے حیات کے لیئے کرتی ضرور ہی اُس سے زیادہ اپنے اوپر گوارا نہ کرتے نو غلامی کی حالت سے زیادہ بدتر حالت میں گرفتار ہو جاتے گو یہہ حالت اُن کے نزدیک ناخوش نہوتی اُن میں چونکہ شوق اچھے لباس اور زیور کا پیدا ہو گیا تھا اِسیلئے آمید تھی کہ وہ معصمت کرنے پر آمادہ

ہو جائیگئے ہر چند یہہ شوق ایسا نہیں ہی کہ اُس کی تقویت کو کوئی پسند کرے کیونکہ اکثر قوموں میں ہجائے دولت بڑھانے کے وہ باعثِ افلاس ہوا ہی مگر شاید اُن حبشیوں کی صورت میں سوائے شوقِ مذکور کے کوئی اور غرض ایسی وجود نہ رکھتی تھی کہ اُنکو واسطے انجام دینے محنت کے باستقلال تمام مایل کرتی اور اُن میں خوشی سے محنت کرنے کی عاداتِ ذاتی جس عادت سے آئندہ کسی عمدہ شغل میں کام لیسکتے ہیں مگر انگلستان میں اِس امر کی حاجت نہیں ہی کہ لوگوں کو دولت پیدا کرنے کی رغبت دلائی جائے وہاں کے آدمیوں کو صرف یہہ سکھانا چاہیئے کہ دولت سے کیا کام لے سکتے ہیں اور اُن کے دلوں میں اُن باتوں کے شوق کے دلانے کی ضرورت ہی جو دولت سے حاصل نہیں ہوتیں یا جنکے حصول کے لیئے دولت کی ضرورت نہیں ہو اصلاحِ واقعی جو اُنکی طبیعت میں کی جائے چاہے وہ اُن کی خیالات کو بلند کرے چاہے صرف اُن کی رغبت ہائے حال کی اشیاء کی کیفیتِ واقعی کو اُن کے ذہن نشین کرے بالضرور اُن کے جوش کو واسطے حصولِ دولت کے اعتدال ہو لائیگی مگر اِسکی ضرورت نہیں کہ اصلاحِ مذکور اُنکی طبیعت سے اُس صفت کو کہ اُن کا جوہر ہی رایل کردے یعنی اُن کی اِس عادت کو کہ جس کام کو ہاتھ میں لیتے ہیں اُسکیو سعی اور جہدِ کامل سے انجام دیتے ہیں دورِ کردے وسطِ مطلوبہ ایسی چیز ہی کہ اُس کے دریافت کا طریق لوگوں کو بہت کم معلوم ہوا ہی آدمی جب محنت کریں اُن کو چاہیئے کہ اُس کو قوائے جسمانی اور نفسانی کی جہدِ کامل سے انجام دیں مگر جو محنت کرنے سے صرف حصولِ زر و مال مقصود ہو تو دن میں چھتہ ساعت اور ماہ میں چھتے دن اور سال میں چھتہ ماہ یہہ محنت کم کی جائے اُننا ہی بہتر ہی *

۴ تیسری چیز جو اہل جماعت کی محنت کے پیدا کرنے کی قابلیت کو تعین کرنی ہی عام و ہنر ہی جو جماعتِ مذکور کے مزدوروں

یا اُن لوگوں میں شایع ہو جو مزدوروں سے کام لیتے ہیں سمجھ جاتے ہیں کہ تیز دستی ہے اُن لوگوں کی جو صرف معمولی کام انجام دیتے ہیں اور فکارت سے اُن کی جو کسی ایسے کام کو انجام دیتے ہیں کہ جسمیں عقل کو زیادہ دخل ہو اور علم سے کیفیت قوت ہاے طبیعی اور خواص اشیا کے جو کار محنت میں اعانت کرتے ہیں قوت ہیدایش کی محنت میں زیادہ ہوجاتی ہی اور یہہ امر اتنا ظاہر ہی کہ حاجت توضیح یا تمثیل کی نہیں رکھتا کون نہیں جانتا کہ کسی جماعت کی محنت کی قوت ہیدایش موقوف ہی علم و ہنر ہو اُس جماعت کے اگر ہنر ہاے صنعت کاری میں اصلاح کیجائے اور مادہ در قوت ہاے طبیعی سے بطریق بہتر کاروبار محنت میں کام لیا جائے تو مقدار معین محنت سے زیادہ مقدار پیداوار کی حاصل ہوتی ہی اصلاح کے ابواب میں سے ایک تو یہہ ہی کہ آلات اور ادوات ایجاد کیئے جائیں اُنسے محنت میں کفایت اور مقدار پیداوار میں افزونی ہوتی ہی اور اُن کے ذریعہ سے کار ہاے صنعت میں وہ زور لگا سکتے ہیں جو کسی اور صورت میں لگانا ممکن نہیں اور اُن کی اعانت سے ایسے عمل انجام پاتے ہیں جنکا صرف ہاتھ کی استعانت سے انجام پانا ممکن نہیں ہوتا بہت سے کام تو ایسے ہیں کہ بلا اعانت آلات کے ہرگز انجام نہیں پاسکتے مثلاً جو ہائی کھدانوں میں کثرت سے جمع ہوجاتا ہی اُس کا اخراج بلا اعانت آلات دخانی کے ممکن نہیں اور ظاہر ہی کہ در صورت نہونے اِن آلات کے یہہ کھدانے چند روز کی کھدائی کے بعد بیکار ہوجائیں بغیر جہاز اور کشتیوں کے دریا اور سمندر سے عبور کرنا کیونکر ممکن ہی بلا آلات درختوں کو کون قطع کرسکتا ہی یا پہاڑوں کو کاٹ سکتا ہی بلا اعانت ہل اور بکھر وغیرہ کے زراعت کا بروے کار آنا ممکن نہیں غرض کہ باعانت سیدھے سادھے اور موثرے آلات کے کار ہاے صنعت کا انجام دینا ممکن ہوجاتا ہی اور من بعد آلات مذکور میں اصلاحوں کے بروے کار آنے سے کار ہاے مذکور بخوبی اور اسلوبی سے انجام پاتے ہیں اور قطع نظر اِس انتفاع کے آلات کی اصلاحوں سے محنت میں

بڑی بچت ہوتی ہی اور یہہ بچت دوسرے کام میں صرف ہوسکتی ہی
 فاضلین اوراق یہہ نہ سمجھیں کہ علم سے عمل پیدايش میں صرف یہہ
 مدد ملتی ہی کہ کلیں اور آلات آس کی بدولت استعمال میں آتے ہیں
 یہہ بات تو ابھی ظاہر ہونے لگی ہی کہ کلوں سے فن زراعت میں علاوہ
 اصلاح هل اور بکھر وغیرہ آلات کے اور یہہ کام نکل سکتا ہی مگر بڑی بڑی
 اصلاحیں جو اس فن میں ہوئی ہیں اُن کا اثر خود زمین اور اشجار پر
 ہوا ہی مثلاً پہلے دستور تھا کہ بعد تردد چند سال کے زمین کو ایک دو
 سال کے لیے اُفتادہ رکھتے تھے تاکہ آس کی قوت بحال ہو جائے مگر علم سے
 یہہ بات ہائی گئی کہ بجائے اُفتادہ رکھنے کے جو زمین پر بدل بدل کر فصلیں
 بوئی جائیں تو آس کی قوت نہ گھٹتی یا آس میں اقسام و انواع کی
 کھاد ملانے سے کمی قوت کا چہر ہو جائیگا اور آس کی طبیعت بدل جائیگی
 علم کے زور سے دلدل اور تو زمینوں کو زراعت کے قابل بنا سکتے ہیں علم
 نے یہہ بات سکھائی کہ جو زمین کو خوب زیر و زبر کر کے آس میں دور
 دور درخت لٹائے جائیں تو وہ خوب زور پاتے ہیں علیٰ ہذا علم کے زور
 سے جو اصلاحیں اور ایجادیں فنون دستکاری اور تجارت میں ہوتی ہیں
 اُن کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ وقت میں بچت ہوتی ہی اور مصیبت اور
 راس المال کا نذرہ جلد حاصل ہوتا ہی بعض اصلاحیں اس قسم کی ہوتی
 ہیں کہ اُن سے مصالحہ میں کفایت ہوتی ہی *

۵ علم کی افزونی کو اہل جماعت کی دولت کے بڑھانے میں جو
 دخل ہی اس کی تمثیل اور توضیح کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ
 جاہل سے جاہل پر آس کی کیفیت بمشاعدہ مثال ہاے روشن مثل دیلوے
 اور جہاز ہاے دخانی کے کھل گئی ہی مگر جو امر لوگوں کے خیال میں
 ابھی تک نہیں آتا اور جسکو وہ تسلیم نہیں کرتے یہہ ہی کہ اہل جماعت
 میں عموماً جتنا علم زیادہ پھیلتا ہی اتنی ہی عمل پیدايش میں کفایت
 ہوتی ہی بوجہ کم ہونے قوت مدرکہ اور فقدان سلیقہ کارروائی اکنہ

مزدور اپنے نفع و نقصان کا انداز کامل نہیں کر سکتے اور اُن کے انتظام خانگی میں آثار بد تمیزی مشاہدہ ہوتے ہیں اور خلل کلی راہ پاتا ہے یہ تقاضا انہیں اسباب کے یہہ آدمی بجز انجام دینے ادنیٰ قسم کی محنت کے اور کسی لایق نہیں ہوتے اور ظاہر ہی کہ نمرہ اُن کی محنت کا اُس پیداوار کی مقدار کی نسبت سے بہت کم ہوگا جو ذکی اور سلیقہ شعار مزدور اُسی مقدار محنت سے پیدا کر سکتے ہیں اور یہاں سے اظہر ہی کہ مدبر جماعت کو عوام کی تعلیم کی طرف توجہ کامل کرنی ضروریات سے ہی قربیت پائے ہوئے کاریگروں کی عادتیں ہر لحاظ میں بہتر ہوا کرتی ہیں وہ سلیم الطبع اور پڑھیزگار ہوتے ہیں اشغال معقول میں مصروف اور اچھی صحبت کے طالب رہتے ہیں اپنے بندوبست خانگی اور اپنے مالکوں کے کاروبار میں کفایت پر نظر رکھتے ہیں اور اسوجہ سے صداقت اور امانت کی صفات سے موصوف ہوتے ہیں واضعہ رائے ناظرین اوراق رہے کہ محنت کرنے والوں کی صفات عقلی کو جسقدر اُن کی محنت کے با اثر کرنے میں دخل ہوتا ہے اُتنا ہی اُن کی صفات اخلاقی کو بھی اُس میں دخل ہی یہہ تو سب جانتے ہیں کہ بے اعتدالیوں کے سبب سے محنت کرنے والوں کے قوائے جسمی اور عقلی میں فتور کلی راہ پاتا ہے اور اُن کی عادات ناہموار اور غیر مستقل کی جہت سے اُن کا کام چستی اور مداومت کے ساتھ جاری نہیں رہ سکتا مگر یہہ امر غور کرنے کے لایق ہی کہ اُن کی محنت کے نمرہ کی مقدار کل کا حصہ کسقدر اُن کے معتبر اور راست کار ہونے پر موقوف ہے جو محنت فی الحال اِس امر کی نگرانی میں صرف ہوتی ہے کہ محنتی اپنا پورا کام انجام دیں یا اِس امر کے امتحان میں کہ اُنہوں نے اپنے کام کو موافق قرار کے انجام دیا یا نہیں درحقیقت پیدائش کے کام میں صرف نہیں ہونے پاتی رہہ تو ایسے خارجی کام میں لگتی ہے جسکی ضرورت محض مزدوروں کی بدیانتی کے سبب سے پیش آتی ہے ساری ظاہری تدبیریں ہدراست

اور نگہبانی کے اپنے عمل میں کامل نہیں کیونکہ ہرچنگہہ اجرت پاتے والے معتمدوں کی مقرری عادت ہی کہ جب معتمدوں کو ذرا بھی غافل پاتے ہیں کام میں سستی کوجاتے ہیں اگر افراد انسانی ایک دوسرے پر اعتماد کرسکیں تو کوئی صیغہ اُن کی مہمات کا ایسا نہیں کہ جسمیں اُس اعتماد کا نفع ساری نہو اور اُس نفع کی فروعات میں سے ہرچند کفایت ایک ادنیٰ فرع ہی مگر اُس کی مقدار کا انداز کرنا قیاس سے باہر ہی لوگوں کی بددیانتی کے سبب سے دولتِ ملکی میں جو نقصان ظاہر ہی رہا پاتا ہی اُسی کو ذرا غور سے دیکھئے کہ کسقدر ہوتا ہی ہر دولت مند بستی میں ایک گروہ بد معاشرہ کا ہوا کرتا ہی جو لوٹ مار اور دم بازی وغیرہ حیلوں سے اپنی بسر کرتا ہی اُس گروہ کے آدمیوں کی تعداد صحیح دریافت کرنی آسان نہیں مگر کوئی شبہہ نہیں کہ ایسے آدمی بہت ہوتے ہیں اول تو آنکی پرورش کا سارا باز صریح معتمد ملکی پر ہوتا ہی قطع نظر اس سے اہل پولس اور عدالت ہائے دیوانی اور فوجداری اور محبس وغیرہ کی ضرورت انہیں حضرات کی بدولت پیش آتی ہی اور اُن میں جو خرچ ہوتا ہی اُس کا بار انہیں کے سبب سے اہل جماعت کو اُٹھانا پوتا ہی رکلا اور مختار اور اہل قوانین جنکو بڑی ہڑی تنخواہیں ملتی ہیں انہیں لوگوں کی بددیانتی کے سبب سے پرورش پاتے ہیں جس انداز سے اہل جماعت میں دیانت و ایمانداری بڑھتی جاتی ہی اُسی انداز سے اُن اخراجات میں بچت ہوتی ہی یہ تو بچت صریح ہی جو لوگوں کی ایمانداری کے سبب سے ہوتی ہی اُس کے علاوہ اگر مزدور حسب قرار داد اپنے کام کو ایمانداری سے انجام دیں تو اہل جماعت کو منفعت کثیر اور تین طریق سے ہوتی ہی یعنی اول تو صورتِ مفروض میں ہر قسم کی معتمد کی پیداوار میں صریح افزونی ہوتی ہی دوم حفاظت اور نگہبانی میں جو وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہی اُسیں کفایت ہرجاتی ہی سوم معتمد کے کاروبار کے جاری کرنے اور بھلانے

میں لوگوں کی ہمت بڑھتی ہی کسی کام کو ملکر انجام دینا اسی انداز سے ممکن الوقوع ہی جس انداز سے لوگوں کو ایک دوسرے کی دیانت اور امانت پر اعتبار اور بھروسہ ہوتا ہی بعض قوموں کو کاروبار محنت کے انجام دینے کی استعداد تامہ حاصل ہوتی ہی مگر ایسے ایماندار آدمیوں کی قلت کی وجہ سے لچنکو نکھیل اور خرچ کرنے زرہے گڈیو کا اختیار بلا دغدغہ سونپا جائے کاروبار مذکور کو وسعت کے ساتھ انجام دینے میں طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں بعضی قوموں کی اجناس کے مول لینے میں ناجزوں کو بدیں وجہ ناممل ہوتا ہی کہ اُن کی طرف سے اُس کا اطمینان نہیں کہ وہ اپنی جنس کو نمونہ کے مطابق بنائینگے جنس کو نمونہ کے مطابق نہ بنادیا بنظر انتفاع اجناس میں میل کر دینا یا ہرانی جنس کو بہ تغیر رنگ اور ہیئت کے نیا بنا کر بیچنا یہہ ایسے قریب ہیں کہ مال کار اُن کا اچھا نہیں وہ اعتبار کو ساقط کرتے ہیں اور باب تجارت کو بند کر دیتے ہوں بخلاف اسکے اعتبار اور ساکھ کے کامل عیار رہنے کے سبب سے کاروبار محنت میں نفع نام پہنچتا ہی جہاں لوگوں کے آپس میں اعتبار ہونا ہی صبح سے شام تک لاکھوں روپیہ کا سودا سلف اور لین دین ہو جاتا ہی اور بائع اور مشتری میں سے کوئی بھی دست آویز نہیں لکھتا نہ اُس کے کہی لکھانے کا کسب کو خیال آتا ہی پس خیال کرنا چاہیئے کہ ایسی جگہ خود لوگوں کی دیانت داری کے سبب سے پیدا کرنے والوں اور لینے دینے والوں کو ہوجہ کفایت وقت اور خرچ کے سال بھر میں کتنا نفع پہنچتا ہی *

۶ عاملان پیدائش کی قوت پیدائش کا تعین کرنے والے اسباب غیر

مريض میں سے حفاظت سبب جلیل ہی اور حفاظت سے ہماری وہ

حمایت کامل مراد ہی جو افراد مدینہ کو پہنچتی ہی خراہ بادشاہ کی

طون سے خواہ برخلاف ظلم و بدعت بادشاہ کے اور یہہ قسم نائی بہت

بکار آمد ہی کیونکہ جب مالداروں کو یہہ دغدغہ ہو کہ عمالی

سرکار بدعت اور نظام کے ہر حیلہ سے اُن کے مال کو غصب کر لینگے تو اُمید نہیں کہ کوئی آدمی اپنے قوت سے زیادہ پیدا کرے ملک ایشیا کے بہت سے طبقات زر ریز جو ایک زمانہ میں آباد اور مالدار تھے اب مفلوک اور خستہ حال ہیں اور وجہ یہ مسلم اس خرابی اور خستہ حالی کی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہاں کے لوگوں کو سرکار اور عمال سرکار کی بدعت اور سخت گیری سے پناہ نہیں جہاں ایسا ظلم ہوتا ہی وہاں آدمی پیدا کے کام میں دل نہیں لگاتے اُنکی چستی اور چابکدستی سب جاتی رہتی ہی اور نہایت زر ریز زمین بے تودہ کشتکاری پڑتی رہتی ہی سرکار یا عمال کی طرفہ کی بدعت پیدا کرنے والوں کی ہمت کو مطلق پست کر دیتی ہی کیونکہ اور ظالموں اور غارتوروں کی بدعت سے محفوظ رہنے کی اُمید ہو سکتی ہی مگر حاکم کی بدعت سے اُمان نہیں زمانہ قدیم میں یونانیوں کو اور زمانہ اوسط میں اہل اٹلی کو وہ امن حاصل نہیں تھا جسکو اس زمانہ کے آدمی امن تصور کرتے ہیں اُس زمانہ میں یہ قومیں غیر منتظم تھیں اور صدہا طرح سے اُنکو اپنی جان اور مال کی طرف سے خدشہ اور اندیشہ دامنگیر رہتا تھا مگر چونکہ وہ آزاد تھیں اور سرکار با اختیار خرد یا باعانت قوانین آنور ظلم نہیں کر سکتی تھی اس لیے اُنہوں نے اپنے قوت بازو اور ہمت قاتلی سے اپنے دشمنوں کا قدارک کافی اور واقعی کیا اور اُنکی محنت نے نتیجہ نامہ دیا اور جب تک وہ آزاد رہیں اُنکی دولت روز بروز پڑھتی گئی تسلط روم نے ساری لڑائیوں اور فسادات خانگی کو ملک کے دور کر دیا اور رعایا کو پہلے وقت کی نا اہمی سے نجات دی مگر چونکہ اُس نے طریقہ غصب اختیار کیا اور ہر طرح سے ملک سے روپیہ کھینچا رعایا درجہ بدرجہ یہاں تک پست ہمت اور مفلس ہو گئی کہ آخر کار قتاحتان و حوش سیرت نے جو آزاد تھے اُسکو بہ آسانی زیر کر لیا رعایاے مذکور نہ لڑتی اور نہ محنت کرتی کیونکہ لڑنے اور محنت کرنے کی غرض وجود نہ دیتی تھی یہاں سے

ظاہر ہی کہ جس انداز سے محنت کرنیوالا اپنی محنت کے ثمرہ سے مستفیض ہو سکیگا اسی انداز سے اُسکی محنت عمل پیدائش میں با اثر ہوگی اور جمیع قوانین انتظام اسی انداز سے معاون محنت ہو سکتے ہیں جس انداز سے وہ اس اصل کو قائم کریں کہ محنت کرنے والا حتی الوسع بانداز اس پیدائش کے منفعت اٹھائے جسکو وہ اپنی محنت سے وجود میں لائے معلوم رہے کہ سارے قوانین اور دستورات جو بہ نقصان عوام ایک گروہ خاص کو فائدہ پہنچائیں یا ایک گروہ کو اہل مدینہ کے اپنی منفعت کے لیے محنت کرنے سے باز رکھیں یا محنت کرنیوالے کو اپنی محنت کے ثمرہ سے مستفیض نہ ہونے دیں علاوہ اور وجوہ ناشایستگی کے خاص اس وجہ سے مذموم ہیں کہ وہ مخالف اصول کفایت ہیں کیونکہ کل افراد مدینہ کی محنت سے جسقدر پیدا ہو سکتا ہی اتنا وہ پیدا نہیں ہونے دیتے *

باب ہشتم

درباب عمل بہ اتفاق کے

۱۔ جو اسباب محنت کے قوت پیدائش برہاتے ہیں انہیں سے ہمیں ابھی تک ایک سبب کو مطلق بیان نہیں کیا چونکہ سبب مذکور خود ہی عظیم ہی اور اُسکی بحث چند بحثوں کو حاوی اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اُسکو ایک باب جداگانہ میں بیان کریں واضح راے ناظرین اوراق ہو کہ سبب مذکور عمل بہ اتفاق ہی یعنی اتفاق کرنا اشتخاص متعدد کا اوپر انجام دینے کسی کام کے اس عمل بہ اتفاق کی ایک شق پر جسکو ہم تحلیل محنت سے موسوم کریں گے اکثر اہل فن نے بہت توجہ کی ہے اور واقعی شق مذکور توجہ کرنے کے لائق ہی مگر نہ استقدر کہ اسی کو اصل اصول تصور کر لیا جائے اور دیگر شقوں کو اُس قاعدہ عام کی جسکی تحلیل محنت ایک شق ہی نظر انداز کیا جائے اگر ایسا کیا جائیگا تو غلط فہمی سے جزو کو اوپر کی کے

مستعمل کرنا ہوگا کیونکہ تحلیل معنیت ایک شق ہی اُسی مسئلہ اصولی کی جسکو ہم عمل بہ اتفاق کے نام سے موسوم کرتے ہیں اِس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل معنیت کی تعریف کریں واضح ہو کہ صنعت کسی شی کی اکثر کئی 'عملوں' اِسان کو مشتمل ہوا کرتی ہے مثلاً سوئی بنانے میں اول لوہے کا تار کھینچنا ہوتا ہے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پڑتے ہیں پھر اُن ٹکڑوں کے سرے بنائے ہوتے ہوں پھر ہر ٹکڑے کا ناکا بنایا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس پس سوئی بنانے کے کل عمل کی تحلیل کرنا اور ہر سادہ عمل پر ایک شخص خاص کو تعین کرنا اس کو اصطلاح اِس فن میں تحلیل معنیت کہتے ہیں کیونکہ اِس طریق سے معنیت کرنا بمغزلہ اِس امر کے ہے کہ گویا کل معنیت کے تحلیل کی اور اُس کے ہر جزو کو ایک شخص کے ہاتھ سے انجام دلایا بعد انفرانچ کے اِس تعریف سے واضعہ راے ناظرین اوراق کیا جانا ہے کہ عمل بہ اتفاق کی دو قسمیں جداگانہ ہیں ایک تو وہ جسمیں اشخاص متعدد ایک ہی کام کے انجام دینے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں دوسری وہ جسمیں اشخاص متعدد مختلف کاموں کو جدا جدا انجام دیکر ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں ایک قسم کو مفرد اور دوسری کو مرکب کہہ سکتے ہیں جو فائدہ اول قسم کے اتفاق سے پیدا ہوتا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ جب دو شکاری کتے باہم متفق ہوکر شکار کے پیچھے دوڑتے ہیں تو وہ اُن چار کتوں کی نسبت سے زیادہ شکار مارتے ہیں جو بانفراد درپے شکار جہد کرتے ہیں ہزاروں عمل ہمارے مفرد میں جو جہد انسانی سے انجام پاتے ہیں برائے العین مشاہدہ ہوتا ہے کہ جب دو آدمی بانفاق عمل کرتے ہیں تو اُن کی جہد کا نتیجہ اُس نتیجہ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو چار شخصوں کے بانفراد جہد کرنے سے مرتب ہوتا ہے اُنہانے میں بھاری بوجھ کے یا قطع کرنے میں درختوں کے یا چیرنے میں تختوں کے یا کھینچنے میں کشتی کے اور اِسی

قسم کے اور ہزاروں عملوں میں اس امر کی ضرورت ہی کہ بہت سے آدمی ایک ہی زمانہ میں اور ایک ہی جگہ اور ایک ہی طریق سے باتفاق کام کریں جنکلی آدمی نہایت سیدھے عملوں کے انجام دینے میں بھی ایک دوسرے کی اعانت نہیں کرتے اور نتیجہ اسکا یہہ ہوتا ہی کہ وہ وحوش سے بہتر نہیں ہوتے بلکہ بعض لحاظوں میں اُن سے بدتر اگر کسی کارخانہ کے آدمی سیدھے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت کرنے سے دغمتاً باز رہیں تو جو فائدہ عمل بہ اتفاق مفرد سے مترتب ہوتا ہی اُسکی عظمت فوراً ظاہر ہو جائے لا تعد صنعتوں میں نتیجہ صنعت کا ایک حد خاص تک بانداز اُس اعانت کے پیدا ہوتا ہی جو صنعت کرنے والے ایک دوسرے کی کیا کرتے ہیں اور مدینہ میں اول مرتبہ اصلاح کا یہی ہی کہ عمل بہ اتفاق انجام پائے دوسرا مرتبہ اصلاح کا یہہ ہی کہ اہل مدینہ میں سے ایک گروہ اس امر پر اتفاق کرے کہ اپنی حاجت سے زیادہ غذا پیدا کرے اور دوسرا گروہ اس امر پر کہ اپنی حاجت سے زیادہ کپڑا بناوے اور جس قدر کپڑا اُسکی حاجت سے زیادہ ہو اُسکا معاوضہ گروہ اول کی غذائے فضول سے کر لے جو دونوں گروہ کے مجموعہ غذا اور مجموعہ کپڑے کی مقدار اُنکی حاجت سے زیادہ ہوگی تو دونوں گروہ بذریعہ معاوضہ راس المال پر دست رس رکھے سکیں گے اور اپنی اپنی صداعت میں بوسیلہ راس المال مذکور کے زیادہ ممکناتیوں کو کام سے لگا سکیں گے پس اس طریق کی کارروائی سے عمل باتفاق مفرد کے ساتھ عمل باتفاق مرکب ضم ہو جاتا ہی ایک صورت میں بہت سے آدمی ایک کار خاص کے انجام دینے کے اندر ایک دوسرے کی اعانت کے لیئے اتفاق کرتے ہیں اور دوسری صورت میں بہت سے آدمی ایک دوسرے کی اعانت بذریعہ بانٹ لیئے صنعتوں کے کیا کرتے ہیں ان دونوں قسموں کی اعانت میں ایک بڑا فرق ہی اور وہ یہہ ہی کہ قسم اول سے ہر شخص اعانت کرتے وقت واقف ہوتا ہی بخلاف اسکے قسم ثانی کا عام بہت کم اشخاص

کو ہوا کرتا ہی اور سبب اس فرق کا آسانی معلوم ہو سکتا ہی جب بہت سے آدمی ایک ہی زمانہ میں ایک ہی جگہ ایک ہی کام کو انجام دیتے ہیں انکو بلا اشتباہ اس امر کا یقین کامل ہو جاتا ہی کہ ہم ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں مگر جب اشخاص یا گروہ ہاے متعدد بہ اوقات و بمقامات مختلف صنعت ہاے مختلف کے انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں انکو اعانت ایک دوسرے کی اتنی وضاحت سے مرئی نہیں ہوتی جتنی کہ صورت اول میں آسکے مرئی ہونے کے لیئے کئی قوالے دماغی کو کام دینا چاہیئے *

اہل مدینہ کی صورت حالیہ میں ایک گروہ بھیڑوں کو پالتا ہی دوسرا گروہ انکی اُرن کو کٹائی کے لیئے صاف کرتا ہی تیسرا گروہ اُس اُرن کو گات کے سوت بناتا ہی چوتھا سوت سے کپڑا بناتا ہی پانچواں اس کپڑے کو رنگتا ہی چھٹا اس رنگیں کپڑے سے انکے طیار کرتا ہی اور اُن بہت سے حمالوں اور تاجروں اور کارخانہ داروں اور خوردہ فروشوں کا تو کچھ حساب ہی نہیں جنکا ہر درجہ میں عملہاے مذکور کے سلسلہ طویل سے کام پڑتا ہی ہر شخص ان متعدد آدمیوں میں سے بلا علم اور معرفت سابقہ عمل اخیر یعنی انکے بنانے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتا ہی اور ناظرین اوراق کے ذہن نشین رہے کہ صرف اتنے ہی آدمی جو اوپر مذکور ہوئے ہیں عمل اخیر کے انجام دینے میں باتفاق عمل نہیں کرتے کیونکہ ان اشخاص کو غذا اور دیگر اشیائے حاجات کی ضرورت دامنگیر ہوتی ہی اور جب تک انکو یہہ توقع کامل نہو کہ اور آدمی انکے لیئے اشیائے مذکور بفائینگی تب تک ممکن نہیں کہ وہ اپنا سارا وقت عملہاے متعدد میں سے کہ جنسے آخر کو انکے طیار ہوتا ہی صرف ایک ہی عمل کے انجام دینے میں صرف کریں ہر شخص جسے پیدا کرنے میں غذا کے یا بنانے میں مکانات کے واسطے ان متعدد پیدا کرنے والوں کے اعانت کی ہی اس نے نفس الامر میں بلا علم اور معرفت اپنی

مصحف کو اُنکی مصحفیت کے ساتھ انکے بنانے کے عمل میں ضم کیا ہی *

ہر روز دیکھنے میں آتا ہی کہ جو گروہ اپنی حاجت سے زیادہ غذا پیدا کرتا ہے وہ اپنی جنس زاید کا معاضہ دوسرے گروہ سے جو اپنی حاجت سے زیادہ کپڑا بناتا ہی کر لیتا ہی اب ہم کہتے ہیں کہ وقوع میں آنا اس معاوضہ کا مہنی ہی اوپر اُس اتفاق کے جو ان دونوں گروہ میں در حقیقت رجحان رکھتا ہی گو پہلے سے اُسکا قرار داد نہیں ہو جانا اگر ان دونوں گروہ میں ہرجہ بعد مسافت یا میلان طبیعت جدائی واقع ہو جائے تو ممکن نہیں کہ وہ کل عمل کو پیدائش غذا اور کپڑے کے دو جزو جداگانہ میں تقسیم کر سکیں *

۲ حرفت اور صنعتوں کے تقسیم ہانے سے عمل پیدائش پر ہوا اثر ہوتا ہی جب خاص گروہ خاص چیزوں کے بنانے میں بھمت جہت مصروف ہوتے ہیں تو اس انتظام سے صرف یہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ ہر قسم کی جنس مقدار میں زیادہ پیدا ہوتی ہی بلکہ نفع اس انتظام کا اس سے بدرجہا زیادہ ہوتا ہی کیونکہ جو ایسا انتظام نہو تو شاید چند ہی جنس پیدا ہو سکیں فرض کرو کہ چند قبائل ایسے ہیں کہ ہر ایک ان میں کا ایک ہی طرح سے باکار ہی یعنی ہر قبیلہ اپنے قطع پر زمین کے آباد ہی اور اُس زمین سے بذریعہ اپنی مصحفیت کے اپنی قوت پیدا کرتا ہی اس صورت میں چونکہ سب قبائل اپنی اپنی قوت آپ پیدا کرینگے پس ان میں سے اگر کوئی قبیلہ اپنے قوت سے زیادہ پیدا کرے تو اس زیادہ قوت کا کوئی طالب نہوگا اور لامحالہ ہر قبیلہ کو اس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ سوائے قوت کے اپنے دیگر اشیاء حاجات کا بھی آپ ہی بندوبست کرے اور اُس کو اپنے ہی ہاتھ سے بنائے اس صورت میں اگر زمین زرخیز ہوگی اور آبادی کثرت سے نہ پڑھیگی تو شاید عورات سوت کات کر کپڑا بنیگی اور اہل قبیلہ کے لیئے لباس بنائیگی اور تقسیم حکومت کا

یہہ اول درجہ ہوگا اور قبایل کے زن و مرد ملکر شاید کسی قسم کا مکان بھی طیار کرینگے مگر ممکن نہیں کہ بجز رسمی غذا کہ جسکا بوجہ اختلاف فصلوں کے تھکانا نہوگا اور رسمی کپڑے اور سیندھے سادھے مکانات کے وہ کوئی عمدہ چیز بنا سکیں اور جو کچھہ ہنائینگے اُس کے طیار کرنے میں اُن کو کمال ہی سعی اور جانفشانی کرنی پڑیگی اُن کی قوت زمین سے قوت پیدا کرنے کی بوجہہ رسمی ہونے آلاتِ کشتکاری کے ہمہا ہی محدود ہوگی واسطے بنانے اجناس عیش و آرام کے اُنکو اِس امر کے ضرورت پیش آئیگی کہ اپنا وقت زیادہ صرف کریں اور بعض اوقات اپنے مقام سے اور مقاموں کو جائیں اِس لیئے محنت کے اقسام متنوعہ سے چند ہی قسم اُن میں وجود پائیگی اور جو وجود پائیگی وہ عمل میں کامل نہونگی نہ صرف اِس وجہہ سے کہ اُن کے آلاتِ محنت رسمی ہیں بلکہ اِس جہت سے کہ بعد پیدا کر لینے اُس مقدار کے جو قبیلہ کی ضرورت کے واسطے کفایت کرے زمین یا محنت سے زیادہ پیدا کرنے کے لیئے بشرطیکہ افراد قبیلہ میں افزائش نہو کوئی غرض وجود نہیں رکھتی اب فرض کرو کہ ایسا معاملہ پیش آیا کہ جسنے صورت حال کو اِس بستی کے درحقیقت بدل دیا یعنی فرض کرو کہ ایک گروہ اہل حرفہ کا مع آلات اور اِس قدر غذا کے جو ایک سال کے لیئے کفایت کرے اِس بستی میں دوسری جگہہ سے آکر آباد ہوگیا اور ایسے زیور اور ایسی چیزیں کارآمد بنائے لگا چنکے پہنے اور برتنے کا ذوق اہل بستی کو ہی یہہ بھی فرض کرو کہ قبل از ختم ہونے ذخیرہ غذا کے اِن دستکاروں نے مقدار کثیر اپنے اجناس کی طیار کر لی اور اِس امر کے خواہاں ہوئے کہ اُن کا معاوضہ غذا سے کر کے اپنے ذخیرہ باقیماندہ کو بڑھائیں اب ہم کہتے ہیں کہ اِس صورت میں بستی کے زمینداروں کی کفایت کی صورت بدل جائیگی اُن کو اب موقع ملا ہی کہ عیش و آرام کی اشیاء کو حاصل کریں کیونکہ پہلے زمانہ میں جب اُنکی گذر اُن کی ذات کی محنت اور سعی پر موقوف تھی جس چیزوں کو

وہ نہ بنا سکتے تھے آنکو اب ان اہل حرفت سے لے سکتے ہیں بشرطیکہ انہی
محنت سے نسبت سابق کے زیادہ قوت اور دیگر اشیاء حاجات پیدا
کریں اب وہ اس امر پر ہوانگیختہ کیئے جاتے ہیں کہ انہی محنت کی
قوت پیدائش کو ہڑھائیں جن اشیاء آرام پر آنکو اوایل میں دست رس
ہوگئی ان میں سے شاید آلات ہونگے قطع نظر اس سے ان کو اب اس امر
کی غرض ہی کہ انہی محنت کو زیادہ جہد سے انجام دیں اور ایسی
قدابیر اختیار کریں جن سے انکی محنت عمل میں زیادہ با اثر ہو جائے اور
بذریعہ ان تدبیروں کے وہ انہی زمین سے اس قدر زیادہ قوت پیدا کرینگے
کہ اہل حرفت کی ضرورت کے لیئے کافی ہو اور اسکی عوض میں آنکو اشیاء
عیش و آرام مل سکیں یہہ نئے اہل حرفہ اہل بستی کی زراعتی
پیداوار فاضل کے لیئے مانگ پیدا کرتے ہیں اور ان کے آباد ہونے سے کل
بستی صرف ہانداز اسی سامان کے زیادہ دولت مند نہیں ہوتی جو وہ آپ
بناتے ہیں بلکہ بمقدار اس قوت کے بھی جو در صورت نہ آباد ہونے انکی
نہ بنائی جانی اس مسئلہ اور مسئلہ سابق میں کہ مانگ اجناس کی
بمزلہ مانگ محنت کے نہیں ہوتی کچھ مخالفت نہیں ہی کیونکہ
صورت مفروض میں کشتکاروں کی محنت کے لیئے کام موجود تھا بوجہ
مانگ اشیاء حاجات ان نئے اہل حرفہ کے کچھ نئے کاشتکاروں کی
پرورش نہیں ہوئی اس مانگ نے البتہ یہہ نتیجہ پیدا کیا کہ کاشتکاروں
کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ زیادہ جہد سے محنت انجام دیں اور
زیادہ جہد سے محنت کرنے کی ایک نئی غرض کو اس نے وجود دیا اور
نہ یہہ نئے آباد ہونے والے اہل حرفہ کسی نہج سے انہی پرورش اور ہاکار
ہونے میں کاشتکاروں کی مانگ کے زیر بار احسان ہیں کیونکہ ایک سال
کی قوت ان کے پاس موجود تھی وہ اہل بستی کے پہلو بہ پہلو آباد
ہو کر ان کے موافق زمین سے انہی قوت ضروری پیدا کر لیتے تھام ظاہر ہی
کہ پیدا کرنے والوں کے ایک گروہ کم تربیب اگر دوسرا گروہ جو گروہ اول کی

نسبت سے کوئی غیر چیز پیدا کرتا ہو موجود ہو تو اس سے پیدا کرنے والوں کی قوت پیدائش پر بڑا اثر ہوتا ہے ایک قسم کی محنت کی پیداوار کا مبادلہ دوسری قسم کی محنت کی پیداوار کے ساتھ ہو جانا یہ ایک ایسی قوت ہے کہ اگر وہ وجود نہ رکھتی تو دنیا میں بہت کم محنت وجود پاتی جب کسی جنس کے لیئے نئی پینتھ کھل جاتی ہے اس کی جہت سے جنس مذکور مقدار میں زیادہ پیدا ہونے لگتی ہے تو یہ افزونی پیدائش کچھ ضرور نہیں کہ بہ کسی پیدائش اور اجناس کے ہر روے کار آئے وہ اکثر پیداوار جدید اور اس محنت کا نتیجہ ہوا کرتی ہے جسکو در صورت نہ کھلنے پینتھ کے کوئی انجام نہ دیتا یا یہ افزونی ہوجہ اعانت کے جو محنت کو اصلاحوں یا اکثر آدمیوں کے ملکر اتفاق کام کرنے سے پہنچتی ہے ہر روے کار آتی ہے اور یہ اصلاحیں اور معاونت ہرگز صورت ظہور کی نہ پکڑتیں اگر زیادہ پیدا کرنے کی غرض وجود نہ رکھتی *

۳ بحث سابق سے ظاہر ہے کہ جب تک کسی ملک میں مردمان شہری کی آبادی زیادہ نہ ہو یا اس کی عوض میں کسی دوسرے ملک کی آبادی کے واسطے غلہ وغیرہ محاصل کشتکاری برآمد نکلیا جائے تب تک ملک مذکور میں زراعتی پیداوار کی کثرت نہوگی مردمان شہری سے ہماری مراد وہ آدمی ہیں جو زراعت نہیں کرتے مگر اہل مدینہ کی اعانت کے لیئے قصبہ یا شہروں میں ہودہاش اختیار کر کے صنعتوں کے انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں زمانہ سابق میں غیر آباد ملکوں کے آباد کرنے کا بہ طریقہ تھا کہ چند کامیوں کو پہلو بہ پہلو آباد کرتے اور ہر کنبہ اپنے اپنے حصہ کی زمین پر آباد رہ کے اپنی اپنی حاجات کا آپ ہی بندوبست کرتا ہر چند بصورت زر ریز ہونے زمین اور سازگار ہوئے آب و ہوا کے اہل بستی کو رسمی اشیائے حاجات پر قدرت ہوتی مگر یہ طریق کسی حال میں واسطے تکثیر پیداوار اور جلد ترقی

پکر جانے بستی کے ساگار نہیں تھا حال کے زمانہ میں مدبروں نے ہمسائیہ بسانے کا یہ طریق اختیار کیا ہی کہ ابتدا ہی سے بستی کے اندر کچھ مزارع اور کچھ اہل حرفہ آباد کرتے ہیں مزارعین گاون میں اور اہل حرفہ بفاصلہ ہائے مناسب شہروں میں آباد کیئے جاتے ہیں اور اہل حرفہ شہروں میں آباد ہوئے حرفت و دسکاری کو انجام دیتے ہیں اور یہ شہر واسطے فروخت پیداوار فاضل کاشتکاروں کے حکم پہنچنے کا پیدا کرتے ہیں پس اس طریق کے بندوبست سے تقسیم حرفوں کی ہر روزی کار آتی ہی اور ہر قسم کی پیداوار میں افزونی ہوتی ہی مزارعین کو اشیائے عیش و آرام ہر اور اہل حرفہ کو قوت پر یہ آسانی قدرت حاصل ہوتی ہی علامہ اور اسباب کے نہروں مردمان شہری کا بتدریج حاجت ہندوستان سے ملک میں محنت کی قوت پیدائش کو محدود رکھتا ہی اس ملک میں زمیندار چھوٹی چھوٹی جائداد رکھتے ہیں اور ان جائدادوں کا تردد یا تو بذات خود کرتے ہیں یا آدمیوں سے کراتے ہیں تاہم بہت سی صورتوں میں محنت بہ اتفاق انجام پاتی ہی کیونکہ دیہاتی دستور ایسے منضبط ہیں کہ جن کاموں کے لیئے محنت باتفاق انجام دینے کی ضرورت اشد ہی آن کاموں کے ہوا کرنے کے لیئے یہ لوگ آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور جن کاموں کے لیئے دستورات مذکور سے انتظام نہیں ہوا ہی ان کی درستی کے واسطے خود سرکار ہمت کرتی ہی یعنی اپنے خزانہ سے روپیہ لگا کر اور لوگوں کو فراہم لاکر تالاب اور نہریں اور سڑکیں وغیرہ جنکے بغیر کام نہیں چلتا بنواتی ہی مگر طریقہ زراعت اور آلات کشاورزی ایسے خراب ہیں کہ باوجود زر ریز ہونے زمین اور سازگار ہونے آب و ہوا کے زمین سے پیدا بہت تھوڑی ہوتی ہی اسی زمین سے بلا بدلے طریقہ جائداد ہائے خورد کے اتنی زیادہ قوت پیدا ہوسکتی ہی کہ آبادی حال سے کہیں زیادہ آدمیوں کی پرورش کے لیئے کفایت کرے مگر اسکے لیئے اس توجہ سے کی ضرورت ہی جو شہری بستیوں کی جہت سے بصورت آسان

ہونے آمدورفت کے مابین شہر اور ہرگنا کے پیدا ہوتی ہی ہندوستان کی شہری آبادی + میں افزایش نہیں ہوتی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس ملک کے کاشتکار اول تو قناعت پیشہ ہیں اور چند ہی اشیاء حاجات کے طالب درم آن کو اپنے حاکموں کی طرف سے دغذغہ رہتا ہی اور عمال اور سپاہ کی طرف سے آزار پہنچتا ہی اور اس لیئے یہ لوگ شہریوں کی اشیاء مصنوعی کے برتنے کا حوصلہ نہیں کرتے اس صورت میں ممکن نظر آنا ہی کہ ہندوستان میں سب سے پہلے اجناس خام مثل روئی اور انیوں اور نیل اور شکر وغیرہ کی زراعت اس وجہ سے زیادہ ہو کہ ان کی مانگ فرنگستان اور چین میں زیادہ ہی اور پیدا کرنے والے اجناس مذکور کے اس قوت سے پرورش پائینگے جو ان کے باقی ہم پیشہ پیدا کرینگے اور چونکہ قوت فاضل کی مانگ پیدا ہو جاوے گی تو کہتی کرنے والے غالباً ہی کہ بتدریج واسطے برتنے اشیاء مصنوعی فرنگستان کے مایل ہونگے یا انکی طبعیت کو واسطے برتنے اشیاء مصنوعی ہندوستان کے رغبت ہوگی

+ کم ہونا شہری آدمیوں کا ہندوستان میں خود ہی اس کتاب کے متن میں تسلیم کیا گیا ہی اور اس میں بھی شک نہیں کہ نکاسی اجناس خام مثل روئی اور نیل اور انیوں اور شکر وغیرہ کی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی نسبت زمان سابق کے اجناس مذکور کی زراعت کی اب کثرت بہت ہی بلکہ بعض مقامات میں ان کی زراعت بہ کمی زراعت غلہ کے بڑھتی جاتی ہی مگر آبادی شہری آدمیوں یعنی اہل حرفہ کی زیادہ نہروئی اور نہ ہاہرا اس کے بڑھنے کی امید ہی کیونکہ انہی اشیاء حرفہ از قسم پارچہ و سامان آہنی وغیرہ بوجہ ارزانی ولایت سے چلا آتا ہی اور اس ملک کے سارے کارخانہ ٹوٹ گئے اور ترقی چلے جاتے ہیں غرضکہ شہری بستیاں جو پہلے ہی کم تھیں اور بھی کم ہوتی جاتی ہیں اگر یہ ہی حال رہا اور اہل ہند حرفہ میں صناعات فرنگستان سے سبقت نہ لیگئے اور ان کی نسبت سے اشیاء مصنوعی کو عمدہ اور مستانہ پتا سکے تو ظاہر ہی کہ یہاں کے لوگوں کو بجز بیوپار اور زراعت کے اور کوئی وسیلہ حصول معاش اور دولت کا حاصل نہ ہوگا اور چونکہ غلہ بچند وجوہ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہی قدر زمین کی البتہ زیادہ ہو جائیگی اور باشندوں کو اس ملک کے ہرچند آرام طلب اور تن آسانی اور پس

ہمیں ضرورتاً کہتی کے کام میں زیادہ جہد کرنی پڑیگی *

اور ان اشیاء کے بنانے کے لیئے ہندوستان میں زیادہ دستکاروں کی آبادی کی ضرورت پیش آئیگی *

۳ یہاں تک ہم نے حرفتوں کی تقسیم کا بیان کیا ہی اور یہہ ایک صورت معونت یا محنت باتفاق انجام دینے کی ہی کہ جسکے بغیر کاروبار محنت میں کچھ بھی ترقی نہیں ہوسکتی مگر جب یہہ تقسیم حرفتوں کی اچھی طرح سے قائم ہوجاتی ہی اور یہہ دستور عام ہوجانا ہی کہ ہر اہل حرفہ اور بہت سے آدمیوں کے لیئے ایک جنس خاص مہیا کرے اور دوسرے اہل حرفہ اُسکے دیگر اشیاء حاجات کو اُسکے لیئے سرانجام کریں تب وہی اسباب جو حرفتوں کی تقسیم کا باعث ہوتے ہیں اِس امر کے بھی مقتضی ہوتے ہیں کہ اصل تقسیم کو زیادہ وسعت دیجائے یعنی تجربہ سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ محنت کی قوت پیدائش اُسی نسبت سے زیادہ ہوتی ہی جس نسبت سے تقسیم مذکور زیادہ وسعت پکڑتی ہی یعنی اوایل میں خاص گروہ خاص صنعتوں کے عملوں کو انجام دینے لگتے ہیں اور پھر عمل خاص کی تحلیل کی جاتی ہی اور ہر عمل مفرد ایک فرد خاص سے متعلق ہوتا ہی اور بتدریج وہ صورتیں قائم ہوتی ہیں جنکو تحلیل محنت سے موسوم کرتے ہیں مثلاً ایک عمل مرکب آلیپین بنانے کا اٹھا، مفرد عماروں میں تحلیل ہوتا ہی اور ہر عمل مفرد کا سرانجام ایک شخص خاص سے متعلق ہونا ہی مثلاً ایک آدمی لوہے کا تار کہینچنا ہی دوسرا تار کو سیدھا کرنا ہی تیسرا اُسکے ٹکڑے کرنا ہی چوتھا اِن ٹکڑوں کے سرے بنانا ہی پانچواں اِن ٹکڑوں کے سروں کو اِسلئے ریت کے درست کرتا ہی کہ اُنپر ٹوپی بیٹھائی جائے توہی بنانے میں تین جداگانہ آدمی تین جداگانہ عمل انجام دیتے ہیں توہی بیٹھانے کے لیئے ایک جداگانہ آدمی کی ضرورت پیش آتی ہی آلیپینوں کو اوجلانا ایک اور آدمی سے متعلق ہی بعد ارجلانے کے پوزیوں میں بہ ترتیب جما کے رکھنا یہہ ہجائے خود ایک جداگانہ کام ہی اور علیٰ ہذا التیاس ایک چھوٹا

سے کارخانہ میں آلیں بنانے کے صرف دس آدمی کام کرتے تھے اُن میں سے بعض کو دو بعض کو تین عمل انجام دینے پڑتے تھے ہرچند یہ آدمی مفلس تھے اور اُن کے آلات غیر کامل مگر جب وہ ملکر جہد کرتے دن بھر میں چھ سیر آلیں بناتے ایک سیر میں تخمیناً آٹھ ہزار آلیں ہوتی ہیں پس دن بھر میں یہ دس آدمی ہافاق عمل کرنے سے اڑتالیس ہزار آلیں بناتے یعنی فی کس چار ہزار آٹھ سو مگر جو شخص اِن دس آدمیوں میں سے بلا اذیت ایک دوسرے کے ہافراد کل عمل موکب کو اپنے اپنے ہاتھ سے انجام دیتا اور اُسے پہلے سے تعلیم نہ پائی ہوتی تو شاید دن بھر میں وہ بیس آلیں کے بنانے پر بھی قادر نہوتا اسی نہج سے زبانی گنجفہ بنانے والوں کی معلوم ہوا کہ ہر گنجفہ بعد انجام پائے ۷۰ عمل ہائے مفرد کے کام دینے کے لایق ہوتا ہی اور ان عملوں میں سے ایک ایک عمل بجائے خود ایک ایک گروہ اہل حرافت کا پیشہ ہو سکتا ہی * اگر کسی کارخانہ میں گنجفہ بنانے کے ستر عامل نہوں تو وجہہ اِس کی یہ ہوگی کہ کارخانہ مذکور میں تحلیل محنت اپنی غایت کو نہ پہنچتی ہوگی اور ایک ہی عامل کو دو یا تین یا چار عمل جداگانہ انجام دینے پڑتے ہونگے نتیجہ اِس تحلیل کا بہت بڑا ہی جیسا مثال آئندہ سے واضح ہوگا ایک کارخانہ میں گنجفہ بنانے کے تیس عامل دن بھر میں پندرہ ہزار پانسو ورق طیار کرتے تھے یعنی از روے حساب ایک ایک عامل دن بھر میں پانسو ورق سے زیادہ بناتا تھا اگر ہر عامل کو سارے عمل آپ ہی انجام دینے پڑتے تو باوجود چابک دستی اور مہارت کامل کے شاید وہ دو ورق سے زیادہ دن بھر میں نہ بنا سکتا اور تیس کاریگر بجائے بنانے پندرہ ہزار پانسو ورق کے دن بھر میں ساٹھ ورق بناتے گھڑی بنانے میں ایکسو دو عمل مفرد انجام دینے پڑتے ہیں اور ہر عمل پر ایک ایک لڑکا تعلیم پانے کے لیئے مقرر ہو سکتا ہی یہ لڑکا بعد گذر جانے ایام شاگردی کے صرف ایک آدمی کے عمل کے انجام دینے پر قادر ہوگا محکم

نہیں کہ بعد پورا کردینے زمانہ شاگردی کے وہ کسی دوسرے عمل کو بلا تعلیم انجام دے سکے *

اِن ایک سو دو کاریکروں میں سے فقط ایک کاریگر جو جمیع پوزوں کو ترتیب دیتا ہی اِس لایق ہوتا ہی کہ سوائے اپنے عمل مخصوص کے دوسرے عملوں کو بھی انجام دے *

۵ جن سببوں کی جہت سے تقسیم حرکت یا بانٹ لینا کاموں کا مستحکم کر عمل میں زیادہ با اثر کردیتا ہی اُن میں سے بعض بدیہہ ہیں اور ہر چند اُن کی توضیح اور تمثیل کی حاجت نہیں مگر تاہم اُن کو شرح اور بسط سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی واضعوالے ناظرین اور اراق ہو کہ بموجب قول ایک اہل فن کے جسکو سب نے موجود تسلیم کیا ہی یہہ اسباب تین ہیں اول افزونی تیز دستی کی جو ہر عامل کو حاصل ہو جاتی ہی دوم کفایت اُس وقت کی جو ایک کام کو چھوڑ کے دوسرے کام میں مصروف ہونے کے اندر ضایع جانا ہی سوم ایجاد ہونا بہت سی کلروں اور آلات کا چنگے ذریعہ سے مستحکم آسان ہو جاتی ہی اور ایک آدمی کئی آدمیوں کا کام انجام دے سکتا ہی ان میں سے افزونی تیز دستی کی جو ہر عامل کو حاصل ہو جاتی ہی اظہر ہی مگر لازم نہیں کہ جو شی بار بار بنائی جائے وہ اچھی بھی بنے بہتر بننا کسی شی کا موقوف ہی اور ذہانت اور سلیقہ اور دل سے کام کرنے کاریگر کے یہہ بانٹ تو ضرور ہی کہ جب کوئی شی بار بار بنائی جاتی ہی اُس کا بنانا آسان ہو جاتا ہی بار بار کی کثرت اور مشق سے اعضا قوت پکڑ جاتے ہیں اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں بند نرم ہر جاتے ہیں اور قوائے نفسی زیادہ کامل ہو کے ہار اور ماندگی کو کم مانتے ہیں جو چیز آسانی سے بن سکتی ہی احتمال قوی ہی کہ اچھی بھی بنے اور جلد بننے میں تو اُسکے کچھ شہہ نہیں جو چیز پہلے دیر میں بنتی تھی بعد مشق جلد بننے لگی ہی اور جو پہلے دیر میں درستگی کے ساتھ طیار

ہوتی تھی وہ بعد مشق جلد اسیقدر درستی سے پہنچاتی ہے اور یہ مسئلہ جستجود عملہایہ جسمانی میں صادق آتا ہے اُنہا ہی عملہایہ نفسانی میں راست پڑتا ہے ایک طفل ناپالغ بعد مشق کامل کے ایک لمبی فرد کی رقموں کو اُس سرعت سے جمع کر لیتا ہے کہ گویا اُسکو الہام ہوتا ہے اور دلنا با پڑھنا کسی زبان کا روایتی سے ایک مثال و شے ہے عملہایہ جسمانی میں سے ناچنا اور کثرت کرنا اور بچانا یا چوں کا اس امر کی اظہار مثالیں ہیں کہ کسی عمل کو بہ تکرار انجام دینے سے وائی اور آسانی حاصل ہو جاتی ہے دستکاری کے مفرد اور آسان عملوں میں یہ نتیجہ اور بھی چاہ پڑتا ہوتا ہے جس سرعت کے ساتھ بعض عمل بعض دستکاروں کے انجام پاتے ہیں وہ اس قدر حیرت انگیز ہیں کہ اگر آنکھ سے نہ دیکھیں تو ہرگز اعتبار نہ آئے جس انداز سے تحلیل محنت کی زدہ کامل ہوتی ہے اسیقدر یہ تیز دستی بہ آسانی حاصل ہوتی ہے اگر ایک ہی آدمی کو عملہایہ متعدد انجام دینے پڑیں اور ہر عمل کو بہ نوبت ہائے کافی وہ انجام دے سکے تو ظاہر ہے کہ اُسکی تیز دستی درجۂ کمال کو نہ پہنچ سکی تحلیل محنت کا صرف اتنا ہی فائدہ نہیں ہے کہ عامل کو آخر کار اپنے کام کے انجام دینے میں زیادہ قدرت و توفیق حاصل ہو جاتی ہے بلکہ فائدہ مذکور اس نفع کو بھی حادی ہے کہ عامل کو اپنے ہنر کے سیکھنے میں وقت اور مصالحتہ کی بچت ہوتی ہے ہر ہنر کے سیکھنے میں ہر حالت کے اندر کچھ قدر وقت اور مصالحتہ دیا جاتا ہے اگر ہر عامل کو ضرورتاً کسی عمل مرکب کے ہر جزو کو سیکھنا پڑے تو ظاہر ہے کہ وہ بہ نسبت اُس عامل کے زیادہ وقت اور زیادہ مصالحتہ خراب کرے گا جو صرف ایک ہی عمل مفرد کو سیکھ دوسرا فائدہ جو بعض اہل فن نے تحلیل محنت کا نشان دیا ہے اُس کے بیان میں ہمارے نزدیک انہوں نے مبالغہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تحلیل محنت کے ذریعہ سے وقت میں اتنی کفایت ہوتی ہے کہ نظر

اول میں اُسکا انداز نہیں ہو سکتا ممکن نہیں کہ کوئی آدمی ایک قسم کے کام کو چھوڑ کر دوسرے کام میں چھوڑ دوسرے مقام پر اور دوسری قسم کے آلات سے انجام داتا ہو بہت جلد مصروف ہو سکے مثلاً قصباتی جولاہہ جو کسی چھوٹے کہیت کا تردد کرنا ہو اگر آلہ نساجی کو چھوڑ کر کہیت کو چلاے اور پھر کہیت سے آلہ مذکور کی طرف میل کرے تو ظاہر ہی کہ اُسکا بہت وقت ضائع جائیگا اِس میں شک نہیں کہ جب دونوں پیشے ایک ہی کارخانہ میں انجام پاسکینگے تو نسبتاً تھوڑا وقت تلف ہوگا مگر تاہم بجائے خود نقصان وقت بہت ہوتا ہی ہر آدمی ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام میں مصروف ہونے کے پہلے دم لہے کو ادھر آدمی منڈلاتا پھرتا ہی اور جب کسی نئے کام کو ہاتھ لڈانا ہی تو تھوڑے عرصہ تک اُس میں دل اُسکا نہیں لگتا اور اتنا زمانہ نہما صرف ہوتا ہی عادی بننے والا اور بے پروائی اور بیدلی سے کام کرنے کی چر قصباتی کاربگروں میں بوجہ بار بار بدلنے کام اور آلات کے ہوتا جاتی ہی اُنکو اسقدر سست اور کاہل کر دیتی ہی کہ ضرورت کے وقت بھی وہ چستی سے کام نہیں کر سکتے اتنے ہی کلامہ — اب ہم کہتے ہیں کہ یہہ تقریر کہ بوقت موجود ہونے کسی غرضی محتنت کرنے کے کاریگران قصباتی چستی سے کام نہیں کر سکتے مبالغہ سے خالی نہیں کوئی کاریگر باغبان سے زیادہ اپنے کام اور آلات کو جلد جلد نہیں بدلتا اب سوال کیا جاتا ہ کہ کیا باغبان چستی سے کام نہیں کر سکتا بہت سے اعلیٰ کاریگروں کو مختلف عمل مختلف قسم کے آلات سے انجام دینے ہوتے ہیں اِس میں شک نہیں کہ یہہ کاریگر اپنے کام کو اُس سرعت اور روانی سے انجام نہیں دے سکتے جس تیزی اور روانی سے کسی کارخانہ کا کاریگر اپنے ایک عمل مفرد کو انجام دیتا ہی مگر کاریگران مذکور سوائے تیزی دستی کے اور لحاظوں میں کاریگران باغیچہ اور صاحبان جحر و چہد ہوتے ہیں اہل فن میں سے ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ جو آدمی کچھ مدت سے کسی کار خاص کے انجام دینے میں مصروف

رہتا ہی اُسکے ہاتھ پیر اور دل و دماغ ممکن نہیں کہ کسی دوسرے کام کو یکا یک بطریقِ کامل انجام دے سکیں جو اعضا باکار رہتے ہیں وہ آرام کثرت اور ورزش میں ملایم ہر جاتے ہیں اور جو بیکار رہتے ہیں وہ آرام قہطل میں قن جاتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ کام بدلتے ہی نیا کام چستی سے انجام نہیں پاتا قطع نظر اس سے جو اعضا باکار رہتے ہیں اُن میں عادی ہوجانے کی جہت سے زیادہ کوفت اور مازدگی اُٹھانے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے جو حالِ قوائے جسمانی کا ہی دہی قوائے نفسانی کا بھی ہوتا ہے اوایل میں کسی نئے کام کے اندر اتنی کامل توجہ نہیں ہوسکتی جتنی چند روز کی کثرت کے بعد ہوسکتی ہے عملہاے پے در پے میں مختلف آلات سے کام لیتا یہہ ایک اور باعث ہے اتلافِ وقت کا اگر آلات سیدھے ہوں اور تبدیلی عمل کی بکثرت نہو تو کم وقت ضایع جائیگا مگر بہت سے عملوں نے آلات بہت مارک ہوا کرتے ہیں اور کام لینے کے مافیل اُنکو بہت صحت سے درست کرنا پڑتا ہے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اُنہ کے درست کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے اور اُس سے کام لینے میں نسبتاً کم اُنہے کلامہ — مسود اوراق کو ان معاملات کی راستی سے انکار نہیں مگر یہہ حجت البتہ ہے کہ اُنکے نقیض بھی چند معاملہ ہیں جنکو قایل نے فروگزاشت کیا ہے واضح ہو کہ اگر ایک قسم کی جسمانی یا نفسانی محنت دوسری قسم کی جسمانی یا نفسانی محنت سے جداگانہ ہے تو اسی جداگانہ ہونے کی جہت سے ایک قسم کی محنت کرنے کے زمانہ میں وہ قوائے جسمانی اور نفسانی آرام پائیدگی جو دوسری قسم کی محنت میں باکار ہوتے ہیں اور اگر دوسری نیا کام اوایل میں چستی سے انجام نہیں پاسکتا نو اُسکی سانہ یہہ بھی بیان رکھنا چاہئے کہ کارِ سابق بھی مدتِ درار تک بلا آرام دینے قوائے جسمانی اور نفسانی کے جاری نہیں رہ سکتا اور تجربہ سے عیاں ہے کہ چمپ بوجہہ کوفت اور ماندگی کے قطعی بیکار رہنے کی ضرورت پیش

آتی ہی اس وقت کار کو بدل دینے سے ایک طرح کی آسودگی حاصل ہو جاتی ہی اور ہر شخص عملہ کے مختلف کے انجام دینے میں زیادہ دیر تک محنت کر سکتا ہی بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی کام کو جم کر انجام دے مختلف حرفتوں میں مختلف قوائے جسمانی اور نفسانی کا کام پڑتا ہی جب ایک قسم کی قوتیں ہمارے رہتی ہیں مابقی آرام پاتی ہیں اختلاف کاموں کا ہمت کو تقریت دیتا ہی اور ہمت کا قائم رہنا عملہ جسمانی اور روحانی کے لیئے سارکار ہی ان معاملات میں مختلف آدمیوں کا مختلف حال ہوتا ہی بعض ایک ہی کام کو دیر تک انجام دینے کی استعداد رکھتے ہیں اور کام کے بدلنے کی استعداد ان میں نہیں ہوتی انکو دل سے کام میں مصروف ہونے کے اندر زیادہ دیر لگتی ہی یعنی انکے قوائے دیر میں مستعد کار ہوتے ہیں اور جب یہہ آمادگی انکو حاصل ہو جاتی ہی وہ کام کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ بہ نقصان صحت اسکو انجام دیتے جاتے ہیں بعض باقتضای طبیعت ٹھنڈے ہوتے ہیں اور دیر میں کام سے لگتے ہیں اور بعد مصروف ہو جانے کے دیر تک اسی میں مصروف رہنا پسند کرتے ہیں بعض گرم اور تیزخو ہوتے ہیں یعنی کام کو جلدی کرنے لگتے ہیں اور صبر کے ساتھ اُس میں دیر تک مصروف رہنے کی تاب نہیں لاتے مگر معلوم رہے کہ ان امور میں گو تقاضای طبیعت کو دخل ہی مگر عادت کو اسکی نسبت سے زیادہ دخل ہوتا ہی ایک کام کو چھوڑ کے دوسرے کام میں فوراً مصروف ہو جانے کی عادت مثل دوسری عادتوں کی طفلہت میں کسب سے حاصل ہو سکتی ہی اور جب یہہ عادت ہو جاتی ہی تو کام کے بدلنے کے وقت مغلذلا اور دم لینا جیسا کہ بعض اہل فن نے بیان کیا ہی صورت ظہور کی نہیں پکرتا اور فقدان شوق و جہد نہیں ہوتا اور محنت کرنے والا اس قازگی اور ہمت کے ساتھ ہر جزو پر اپنے کام کے مستعد ہو جاتا ہی جو بصورت قائم رہنے کے ایک ہی کام پر مدت متوزی سے

زیادہ دیر تک اسیوں باقی نہیں رہتی مگر اسمیں شک نہیں کہ کام کو متواتر بدلنے میں اُس کوفت اور ماندگی کی نسبت سے زیادہ ماندگی لاحق ہوتی ہے جو ایک ہی کام پر برابری جمعہ رات سے حاصل ہوتی ہے تقسیم محنت کا تیسرا فائدہ جسکو بعض اہل فن نے نشان دیا ہے واقعی کچھ قدر وجود رکھتا ہے کیونکہ جو ایجاد کسی خاص عمل میں محنت کی بچت و کفایت کا باعث ہو غالب ہے کہ وہ اسی شخص کو سوجھ بیکھ جو اُس عمل کو انجام دیتا ہوگا اور احتمال اُسکے سوچنے کا اُسی انداز سے زیادہ ہوگا جس انداز سے عامل عمل مذکور اُسپر زیادہ فکر کرنا ہوگا اور اُسکو عالی الانصال انجام دیتا ہوگا جب کسی آدمی کے دل کو مختلف کاموں کی طرف تعلق ہو تو غالب نہیں کہ وہ ایک کام میں بھی اصلاح عملی کو بروئے کار لاسکے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اسمیں بھی جتنا ذکاوت اور جودت طبیعت کو داخل ہے اُننا حورف خاص میں مصروف ہونے کو داخل نہیں اور جو تحلیل محنت اِس غایت پر پہنچائی جائے کہ اُس کے سبب سے ذکاوت نشو و نما نہ پاسکے تو اُس سے نسبت اِس معاملہ خاص کے بجائے نفع پہنچانے کے نقصان پہنچانے کا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایجاد کا کچھ ہی باعث ہو مگر جب وہ ایکبار بروئے کار آجانی ہے تو زیادہ یا اثر ہونا محنت کا عمل میں نتیجہ بخود اُس ایجاد کا ہونا ہی نہ تحلیل محنت کا *

تحلیل محنت کے نایدوں میں سے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ اُس کی جہت سے جس کام پر جس قسم کی محنت لگانی چاہیئے اُس قسم کی لگا سکتے ہیں اور اِس سے صرف ہدایت میں بڑی بچت اور کفایت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کسی صنعت خاص کے عمل ہائے متعدد کے سلسلہ میں مختلف عملوں کے انجام دینے کے واسطے مختلف قسم کی محنت و قوت جسمانی کی ضرورت پیش آتی ہے پس عمل ہدایت اُسی صورت میں کہ کفایت و کامیابی انجام پائیے جب ہر عمل

پر موقوف آسکی ضرورت کے محنت جسمانی و نفسانی صرف کرتا رہیگی
اگر ضرورت سے زیادہ صرف کی جائیگی تو مریض نقصان ہوگا *

سوئی بنانے کے کام میں مختلف عملوں کے انجام دینے کے واسطے
استند، مخالف مدارج کے باہر کارگروں کی ضرورت پیش آتی ہے کہ
اُن کی اجرت دہائی اُنہ روز سے تین روپیہ روز تک ہوتی ہے اب ہم
کہتے ہیں کہ جو کارگر سب سے بڑی آسرت پاتا ہے اگر وہی سارے
عملوں کو سوئی بنانے کے انجام دے تو کچھ حصہ اس کے وقت کا نقصان
کے ساتھ صرف ہوگا اور بہت نقصان نائنز اُس فرق کے ہوگا جو تین روپیہ
اور دہائی اُنہ میں ہے اور بہت نقصان اس نقصان کے علاوہ ہے جو ہوجہ
مستدار میں کم پیدا ہونے کی مصنوعی کے ہر دے کا اُنیکا اگم محنت
کی کھاپل ہے کی جائے تو لامتناہی کل عمل اعلیٰ کاریگر کو انجام دینا
بڑے اور صرف پیدائش بد چھا زیادہ ہو جائے اور مستدار جنس مصنوعی
کی کم *

تقابل محنت کے ذریعہ سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ہر اور
محنت سے جس قدر تمتع تباہی ممکن ہوتی ہے اُنہی اُتھائی جانی ہے اور
اس کے علاوہ یہ ایک اور فائدہ ہے کہ آلات سے جتنا کام لیسکتے ہیں اُنہ
لہا جتنا ہی ایک اہل فن نے کیا خوب لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کے
ہاس وہ سارے آلات ہوں جو نئی پیشوں میں کام آتے ہوں تو کم سے کم
اُن میں سے تین دفع ہمیشہ بیکار رہینگے پس اگر کوئی جماعت ایسی ہو
کہ اُس نے ہر فرد نے ہاس بہت سارے آلات موجود ہوں اور ہر فرد ہی
باری سے اُن سارے حرفتوں کو انجام دینی ہو چہ میں یہ آلات کام آتے
ہیں وہ ہر ہوگا کہ کل جماعت مختلف کاریوں میں منقسم ہو کے ہر ایک
ایک ایک قسم کے آلات، ہمت لے اور ہر فنکاری ایک صداعت خاص کو
انجام دے اس انتظام سے کل جماعت اور ہر فرد کو جماعت کی نئی
طرح سے منفعت حاصل ہوگی اول چونکہ جمیع آلات ہمیشہ کام میں

مسئلہ مل ہونگے جو روپیہ ان کی فراہمی میں، صرف ہزار ہی آسکا عوض زیادہ ملیگا دوم اس افزودنی عوض کے ذریعہ بے مالک اپنے آلات کو کامل کر سکیں گے اور ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ واسطے فراہمی حاجات آبدہ اہل جماعت کے بہتر بندوبست ہو سکیگا *

۶ جمع اہل فن کا اس امر پر اتفاق ہی کہ تحلیل مہنت کی مانگ کی مقدار پر موقوف ہوا کرتی ہی اگر سوئی بنانے کے عمل مرکب کو دس عمل بسیط میں تحلیل کرنے سے ہر روز اڑتالیس ہزار سوئی طیار ہو سکیں تو عمل مذکور کی تحلیل اس غایت تک اسی صورت میں قابل صلاح اور باعث کفایت ہوگی کہ اڑتالیس ہزار سوئی روز فروخت ہو جائیں جو ملک صرف بقدر چوبیس ہزار کے ہو تو تحلیل مہنت اسی درجہ تک نافع ہوگی کہ جس سے چوبیس ہزار سوئی روز طیار ہوں پس یہ ایک اؤر طریق ہی کہ جس سے افزودنی مانگ کسی شی کی اس مہنت کو عمل میں زیادہ با اثر کر دیتی ہی جو شی مذکور کے بنانے میں صرف ہوتی ہی اور مانگ کی مقدار کئی سیڑیوں سے کم ہو سکتی ہی مثلاً فلٹ سے آبادی کے یا لوگوں کے متفرق مقاموں میں آباد ہونے سے یا سڑکوں اور دیگر وسائل آمد و رفت کی کمی سے یا لوگوں کے افلاس سے یعنی اس چہت سے کہ وہ اپنی مہنت مجموع کے وسیلہ سے کم پیدا کرتے ہیں اور زیادہ اجناس کے صرف کرنیکی استطاعت نہیں رکھتے سستی اور کالہی اور بے ہنوی اور عدم معاونت لوگوں کو صرف میں لانے سے اشیاء مصنوعی کے باز رکھتی ہی اور اسی سبب سے اشیاء مذکور کے پیدا کرنے والوں کو موقع نہیں ملتا کہ وہ اپنے کارخانوں کو بڑھائیں اور جہاں تک ممکن ہی مہنت کی تحلیل کریں پہلے زمانہ میں جن مقاموں میں مانگ تہوڑی تھی اُنہیں سے اسی مقام کے آدمیوں میں مہنت کی گرم ناراری ہوئی جو بوجہ آباد ہونے کے کبارہ ہر سمندر یا کسی دریائے عظیم کے اپنی اشیاء صنعت کو ملک

ہمارے دور و دراز میں گزارہ گزارہ بھڑ یا دریا کے فروخت کر سکتے تھے مگر جب دنیا میں دولت کی عموماً افزونی ہوتی ہی اور اُس کے ساتھ تجارت کی آزادی فوجہازانی کی اصلاح سڑکوں اور نہروں اور سڑک ہمارے آہنی کی برستی ہو روے کار اُنی ہی تب ہر قوم کی معیشت کی قوت و بدایش میں 'نزدی' ہوا کرتی ہی کیونکہ ایسے زمانہ میں ہر مدینہ اپنی صداقت ہمارے خاص کی اشیا کو دور دور کے مدینوں میں فروخت کر سکتا ہی اور اُن کے بنائے میں ضرورتاً طریقہ تحلیل معیشت کو وسعت دینی پڑتی ہی بہت سی ضرورتیں ایسی ہیں کہ خاصۃً صنعت کی چھت سے تحلیل معیشت کو اُنہیں بہت گنجائش نہیں مثلاً عمل کاشتکاری میں تحلیل معیشت کی اس قدر گنجائش نہیں جتنی کہ عمل ہمارے دستکاری میں کیونکہ ممکن نہیں کہ ایک آدمی ہمیشہ ہل چلایا کرے اور دوسرا ہمیشہ تخت ریزی کیا کرے اور تیسرا ہمیشہ کھیت کاٹنے میں مصروف رہ سکے جو مزدور کاشتکاری کے ایک ہی عمل مفرد کو انجام دیکر وہ لامتناہ سال میں گیارہ مہینے بیکار رہیگا ایک ہی آدمی جمع عاملوں کو کاشتکاری کے باری باری سے انجام دے سکتا ہی اور آسپر بھی سال بھر میں کئی مہینے بیکار رہ سکتا ہی واسطے وجود میں لانے کسی بڑی اصلاح کے کاشتکاری میں اس امر کی ضرورت پیش اُنی ہی کہ بہت سے آدمی ملکر کام کریں مگر اُن بہت سے آدمیوں میں سے سوائے چند اشخاص کے جو سر براہ ہوتے ہیں سابقہ عموماً ایک ہی کام کو انجام دیتے ہیں مثلاً نہر بے اسکے طیار نہیں ہو سکتی کہ بہت سے آدمی اُس کے بنانے پر اتفاق کریں مگر بجز منصرم کے اور سب کھودائی کا کام انجام دیتے ہیں ایسی صورت میں ایک جماعت معیشت کی ایک ہی قسم کے کام کے انجام دینے پر اتفاق کرتی ہی تحلیل معیشت کی ہر روے کار نہیں اُنی۔ "

باب نہم

در باب انجام پانے عمل پیدائش کے اور میزان کمپور و

صغیر کے

۱ باب ماسبق سے عظمت معونت یعنی اتفاق کرنے اشخاص متعدّد کے واسطے انجام دینے کسی کام کے ظاہر ہو چکی اب ہم کہتے ہیں کہ اسی عظمت کا یہ بھی ظاہری نتیجہ ہی کہ بہت سی صورتوں میں پیدائش بڑی میزان پر انجام پانے کی جہت سے عمل میں زیادہ با اثر ہو جاتی ہی درحالیکہ اتفاق کرنا بہت سے آدمیوں کا گو کہ یہ اتفاق مفرد ہی ہو واسطے خوب با اثر کرنے عمل معنت کے ضرورت سے ہی تو یہ بھی ضرور ہی کہ میزان اُس کام کی جسمیں معنت کی جارے استقدر بڑی ہو کہ اُسکے انجام دینے کے واسطے بہت سے معنت کرنے والے فراہم کیئے جائیں اور اس المال بھی استقدر کثیر المقدار ہونا چاہیئے کہ وہ اُن معنت کرنے والوں کی پرورش کے لیئے کفایت کرے اور اس میزان اور اس المال کے بڑے ہونے کی اُس صورت میں اور بھی زیادہ ضرورت ہی کہ جب ہوجہ وسعت مانگ اور صفت کام یعنی صناعت کے تحلیل کرنا معنت کا بدرجہ غایت ممکن ہو جسقدر زیادہ کام ہوگا استقدر معنت کی تحلیل ہوسکیگی اور کارخانوں کے عظیم ہوجانے کے اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہی جس صورت میں کارخانہ کے بڑھانے سے نسبت سابق کے معنت کی زیادہ تحلیل نہروے تاہم اُسکو اُس درجہ تک بڑھانے میں کفایت ہی کہ ہر عامل کو کارخانہ کے اُسکا کام مخصوص کرنے کے لیئے ہووا ملے ایک صاحب نے اس معاملہ کی خوب توضیح کی ہی وہ فرماتے ہیں قولہ ”اگر کلوں سے دن رات برابر کام لیا جائے اور یہی طریق اُن کو بہ کفایت استعمال میں لانے کا ہی تو ضرور ہی کہ کوئی آدمی خاص اس لیئے مقرر کیا جائے کہ بدلی کو مقصد

وہ مزدوروں کو کارخانہ کے اندر آئے اور وہاں سے باہر جانے دے اب چاہے ایک آدمی اندر آئے اور یا باہر جائے یا بیس آدمی دربان کے آرام میں تو دونوں صورتوں میں یکساں ہوج پڑیگا اور جو تکلیف اُسکو ایک مزدور کے سبب سے آتھانی پڑیگی وہی بیس کے سبب سے کبھی کہہی اِس امر کی ضرورت پیش آئیگی کہ کارخانے کی کلوں کو درست کیا جائے یا اُن کی مرمت کی جائے اور یہہ مرمت اور درستی بہ نسبت کل سے کام لینے والوں کے وہ کاریگر زیادہ اسلوبی سے کریگا جسکو کل بنانے میں مہارت ہوگی اور چونکہ بددرستی کام دینا اور دیو تک کام کے لاین بنا رہنا کلوں کا معروف ہئی اِسپر کہ جوہیں اُن میں نقصان راہ پائے وہیں اُس کی رخنہ بندی کیجائے اِس لیے اگر کارخانہ میں کوئی کاریگر نگرانی کے لیے حاضر بنا رہے اور نقصان کے ظاہر ہوتے ہی چشتی سے اُس کی اصلاح کر دے تو ظاہر ہئی کہ جو خرچ بوجہہ توتلے پھوٹنے اور گھسنے کلوں کے لاحق ہوتا ہی اُس میں بڑی کفایت ہوگی مگر جس کارخانہ میں ایکہی سبڈھی سادھی کل کام دیتی ہو اُس میں ایک کاریگر کو واسطے انجام دینے اِس کار خاص درستی اور مرمت کے مقرر کرنا باعث زبہاری ہی پس یہاں سے ایک اور صورت پیدا ہوئی جسکا یہہ میلان ہی کہ کارخانہ بڑھایا جائے یعنی اُس میں اتنی کلیں ہونی چاہئیں کہ جنکی مرمت اور درستی میں ایک کاریگر کا سارا وقت صرف ہو اور جو اِس مشدار سے تعداد کلوں کی زیادہ ہو جائے تو وہی خیال کفایت اِس ضرورت کی اِشارت کریگا کہ تعداد کلوں کی دو چند یا سہ چند کرنی چاہیئے تاکہ دو یا بیس کاریگر مرمت کے کام میں مصروف رہ سکیں جس صورت میں کسی کاریگر کے کام کا ایک حصہ صرف محنت جسمانی کے انجام دینے پر مشتمل ہوتا ہی جیسا کہ نساجی یا اُسی قبل کے دیگر عملوں میں تو اہل کارخانہ کے ذہن میں یہہ امر جلد خطور کرتا ہی کہ کار مذکور کے حصہ مستور کو کل دکانی سے انجام دلانا چاہیئے تاکہ وہی ایک پہلا کاریگر

یعنی نساج دو یا تین آلات نساجی کی گردآوری کر سکے اور چونکہ ہم فرض کرتے ہیں کہ اس کارخانہ دار نے ایک یا کئی عالمان یا عمل کو کلوں کے ملازم رکھا ہوگا پس اس کارخانہ میں اتنی کلبیں نساجی کی جاری ہو سکتی ہیں کہ سارا وقت ان عالمان یا عمل کا اُن کی اور کل دہانی کی مرمت اور درستی میں صرف ہو بتدریج کارخانہ اسقدر بڑا جاتا ہی کہ خرچ چراغان ایک رقم کثیر ہو جاتی ہی اور چونکہ کارخانہ سے ایسے آدمی تعلق رکھتے ہیں کہ وہ رات بھر جگتے رہتے ہیں اور علی الاتصال اسکی سربراہی کر سکتے ہیں اور عالمان یا عمل بھی کلوں کی درستی کے لیئے موجود ہوتے ہیں پس افزود کرنا ایک ایسی کل کا جس سے بذریعہ گاز کارخانہ روشن رہے اُس کی وسعت کا باعث ہونا ہی اور ہوجہ کم کرنے خرچ روشنی اور دور کرنے جونکھوں آتش زدگی کے افزودگی کل مذکور کی اشیاء مصنوعی کی لاگت گھٹانے میں مدد دیتی ہی قبل اس کے کہ کارخانہ اس درجہ کو ترقی کے پہنچ جائے اس امر کی ضرورت پیش آئی ہوگی کہ ایک دفتر محاسب اور محذروں کا قیام کیا جائے تاکہ مزدوروں کی اجرت صحت سے چوگاٹی جائے اور انکی حاضری غیر حاضری لکھی جائے اور کارخانہ کے گماشتگان خرید و فروخت سے خط و کتابت جاری رہے ان محاسبوں اور محذروں کو جو تکلیف اور محنت تہرے مزدوروں اور گماشتوں کے حساب کتاب رکھنے میں پڑتی ہی اُس سے کچھ ہی زیادہ محنت اور تکلیف سے وہ بہت سے مزدوروں اور گماشتوں کا حساب کتاب رکھ سکتے ہیں اگر کارخانہ دو چند ہو جائے تو شاید کچھ قدر تعداد محاسبوں اور محذروں اور گماشتوں کی بڑھانی پڑیگی مگر کسی حال میں دینی نہ کرنی ہوگی کارخانہ میں جس قدر افزائش کام کی ہوگی اتنا ہی کل کام سابق کی نسبت سے کم محنت سے انجام پائیگا اِنتھے کلامہ ” پس عموماً خرچ کارخانہ کا کسی نوع سے بمقدار افزودنی کام کے زیادہ نہیں ہوتا مثال کے لیئے ہم یہاں اُن

عملہ کے متعدد کا ذکر کرتے ہیں جنکو ہم ہر روز بذریعہ ایک بڑے کارخانہ کے جو ڈاک خانہ کے نام سے معروف ہے انجام پاتے دیکھتے ہیں فرض کرو کہ بڑے شہر کی ڈاک کا کل کام بجائے اسکے کہ ایک صدر کارخانہ میں انجام پائے پانچ یا چھ مقابلہ کی کمپنیوں میں تقسیم ہی اس صورت میں ہر کمپنی کو ضرورتاً تھمینا اسی قدر ملازم نوکر رکھنے پڑینگے جتنے فی الحال صدر کارخانہ میں کل کام کو انجام دے رہے ہیں چونکہ ہر کمپنی کو اس امر کا بندوبست کرنا پڑیگا کہ شہر کے ہر حصہ کی چٹھیاں مستحضرہ اور موصولہ ان میں جمع اور تقسیم کی جائیں اس لیئے انکو ہر کوچہ و بازار میں اپنے چٹھی رساں بھیجنے پڑینگے اور اگر اپنے کام کو درست سے انجام دینا چاہیں گے تو دن بھر میں انکو اتنی ہی دفعہ اپنے آدمی روانہ کرنے پڑینگے جتنی دفعہ فی الحال صدر کارخانہ سے جایا کرتے ہیں قطع نظر اس سے ان کمپنیوں کو شہر کے ہر حصہ میں اپنے اپنے دفتر معد عملہ کے واسطے فراہمی چٹھیاں کے کھولنے پڑینگے اور اسکے مزید ان بہت سے اعلیٰ درجہ کے کارپردازوں کی ضرورت پیش آئیگی جو مانتھ کے لوگوں کی نگرانی کریں اور اسمیں صرف یہی بات نہیں ہے کہ ان اعلیٰ درجہ کے کارپردازوں کی تنخواہ کا زیادہ خرچ اٹھانا پڑیگا بلکہ شاید یہہ ضرورت پیش آئیگی کہ بحالت مجبوری کم لیاقت کے کارپردازوں کے ملازم رکھنے پر قناعت کی جائے اور اس سبب سے مطلب اصلی یعنی کمال کارخانہ حاصل نہو بڑی میزان پر عمل پیدایش کے انجام دینے سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں انکا ہلہ بمقابل ان فوائد احتیاط کامل اور جزر سی کے جو چھوٹے کارخانوں میں مشاہدہ ہوتے ہیں گراں سنگ ہی یا نہیں اسکا تصفیہ بصورت بلا مزاحمت ہونے رقابت کے مابین پیدا کرنے والوں کے ایسی صحیح ترازو سے ہوسکتا ہے جو کبھی خطا نہیں کرتی جب ایک ہی کار کے چھوٹے اور بڑے کارخانے ہوں تو وہی کارخانہ انہی شی مصنوعی کو اوروں کی نسبت سے سمجھتا پہنچ سکتیگا جو بہت

کفایت اور وارے سے ہمل پیدایش کو انجام دیتا ہوگا اور قاعدہ مقرری ہی کہ سستا بیچنے کی قدرت ہمیشہ اس سبب سے حاصل ہوتی ہی کہ محنت اپنے عمل میں زیادہ بااثر ہو اور محنت کے عمل میں زیادہ بااثر ہو جانے سے جب وہ اس وجہ سے ظہور کرے کہ حرقت کی تحلیل زیادہ کی گئی یا ایسا عمدہ انتظام اختیار کیا گیا کہ جسکے ذریعہ سے کاریگروں کے ہنر سے تمتع وافی آتھ سکے یہہ مراد ہوتی ہی کہ اسی پہلی مقدار سے محنت کے اب زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہی اور نہ صرف یہہ کہ وہی پہلی مقدار پیداوار کی کم محنت سے پیدا ہو اور یہہ پیدا کرنے کی قابلیت کی افزونی جو محنت کو حاصل ہوتی ہی صرف پس انداز ہی کی مقدار میں افزونی نہیں کرتی بلکہ پیداوار خام کی مقدار کو افزوں کر دیتی ہی اگر کسی شے کی مقدار افزودہ کی طلب نہ ہو اور کچھ حصہ مزدوروں کا اس وجہ سے بیکار ہو جائے تو وہ حصہ بھی راس المال کا مستخلص ہو جاتا ہی جو ان مزدوران بیکار کی سابق پرورش کرتا تھا اور انکو کام سے لگائے تھا اور عام پیداوار ملک کی ہوجہہ ان لوگوں کے کسی اور کام میں لگنے کے زیادہ ہوجاتی ہی کارخانجات کے عظیم ہوجانیکے اسباب میں سے دوسرا سبب جاری کرنا ایسی ترکیب کا ہی جنکے لئے کل ہاے پیشقیمت کی ضرورت ہوتی ہی کل ہاے پیشقیمت کے لئے راس المال خطیر چاہیئے اور کوئی کارخانہ دار راس المال خطیر نہیں لگاتا الا بارادہ ہانے اور بامید بیچنے اس سارے مال اور سامان کے جو کل سے ہرے سکتا ہی پس ہوجوہ صدر جس جگہہ قیمتیں کلیں استعمال میں آئینگی اس جگہہ بالضرور عمل پیدایش ہوتی میزوں پر انجام پائیگا مگر معلوم رہے کہ سستا بیچنے کی قدرت اس صورت میں اتنی بے خطا کسوتی اس امر کی نہیں ہوسکتی جتنی پہلی صورت میں ہوتی تھی کہ کلروں کے استعمال کا نتیجہ باعتبار مقدار کل پیداوار جماعت کے اچھا ہو کیونکہ سستا بیچنے کی قدرت صرف اسی پر موقوف نہیں ہی کہ پیداوار

کی مقدار زیادہ ہو جائے بلکہ اس پر کہ اس کی مقدار کو جو نسبت لاگت سے ہی وہ زیادہ ہو جائے یعنی لاگت گھٹ جائے اور حسب بیان مندرجہ باب، باسابقہ ممکن ہی ہے کہ مقدار پیداوار کسی شے کی نسبتاً لاگت کے زیادہ ہو جائے مگر مجموعہ پیداوار ملک کی مقدار میں کمی راہ پائے کیونکہ ہر وقت استعمال میں آنے والوں کے ایک حصہ راس المال متعدی کا جو مدام خرچ میں آتا اور از سر نو پیدا ہوتا رہتا تھا راس المال مستقر میں بدل جاتا ہی اور اس کے بحال رکھنے کے لیئے خرچ سالانہ تھوڑا پڑتا ہی پس ظاہر ہی کہ تھوڑی ہی مقدار پیداوار کے واسطے کرنے جبکہ اس سالانہ خرچ اور اس باقی رہے ہوئی راس المال متعدی کارخانہ دار کے جو کام میں لگتا ہی کفایت کرے گی پس عیاں ہی کہ استعمال والوں کا کارخانہ دار کے حق میں باعث انتفاع ہو سکتا ہی اور اس کو سستا بیچنے کی قدرت دے سکتا ہی مگر ضرور نہیں کہ وہ خواہ مخواہ مقدار کو کل پیداوار اہل جماعت کی بڑھا دے بلکہ احتمال ہی کہ بجائے بڑھانے کے گھٹا دے یہہ سچ ہی کہ کل سے بنی ہوئی چیز سستی ہو جاتی ہی اور سستا ہو جانے کی جہت سے وہ مقدار میں زیادہ فروخت ہوتی ہی کیونکہ کل کے استعمال سے جو نقصان باعتبار مجموعہ مدینہ کے ہوتا ہی وہ صرف کاریگروں کے گردہ پڑ پڑتا ہی اور یہہ کاریگر بڑے خریدار اشیائے مصنوعی کارخانہ جات دستکاری کے نہیں ہوتے ہو چند شے خاص جو کل مستعملہ کے ذریعہ سے بنائی جاتی ہی اُسکے کارخانہ کو ترقی ہوتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ ترقی اسی وقت ہوتی ہی کہ مدینہ کی راس المال عام سے کچھ حصہ کہنچ کے اس کارخانہ خاص میں لگا ہی اور اس کمی راس المال متعدی کا بدلہ کر دینا ہی جو کل میں لگ کے متعدی سے مستقر ہو گیا اگر اس کارخانہ خاص کے کاریگر بیکار نہ ہو جائیں تو سبب اس کا یہہ ہوگا کہ ہلے بیکاری باقیماندہ کاریگروں میں مدینہ کے تقسیم

ہوجائیکی اور جو اس کارخانہ خاص کے کاریگروں میں سے کچھ کاریگر کچھ بھی پیدا نہ کریتے۔ اور خیرات سے پرورش پائینگے تو مقدار کل پیداوار ملک کی اُس زمانہ تک گھٹتی رہیگی کہ نئی پس انداز سے نیا راس المال فراہم آئے اور اُن کو کام سے لکائے اور جو کاریگران مدینہ کی حالت اس امر کی اجازت دے کہ وہ تھوڑے دنوں کے لیئے کم اجرت پر ہسر کریں اور جو کاریگر کل کے استعمال میں آنے سے بیکار ہوئے ہیں وہ سابقہ کارخانوں میں کام سے لگ جائیں تو اُن کی مہنت کچھ پیدا کریگی اور مدینہ کی مقدار پیداوار کل میں جو کمی ہوئی تھی اُسکا یہہ پیداوار جو کر دیگی مگر مزدوران مدینہ کو جو نقصان پہنچا ہی اُسکا کچھ بدل نہوگا + یہہ کیفیت ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہیں اور اُسکی تکرار سے اس جگہہ ہماری یہہ غرض ہی کہ راستی اس قول کی لوگوں کے دلوں پر جم جائے کہ یہہ امر لازم نہیں آتا کہ پیدایش کے کسی طریق خاص سے خواہی انکواہی کل مدینہ کی مہنت کا نمرہ بدینوجہہ مقدار میں زیادہ ہو جائے کہ اُس کے سبب سے کوئی شی خاص سستی بک سکتی ہی اکثر ایک نتیجہ دوسرے نتیجہ کے ساتھ ہوتا ہی مگر ایک کا دوسرے کے ساتھ ظہور کرنا لازم نہیں آتا یعنی یہہ ضرور نہیں ہی کہ جب کوئی شی خاص سستی بکی تو کل پیداوار ملک بھی اُس کے سبب سے خواہ مخواہ زیادہ ہو جائے نہ بڑھنا کل پیداوار ملک کا مقدار میں بوقت سسنا بک سکے کسی شی خاص کے ایک صورت احتمالی ہی اور عمل درآمد میں اُس کا وجوہ بہت کم اس مسئلہ کے قائم کرنے کے لیئے جو دلیلیں ہم دے چکے ہیں یا آگے کو بہ تفصیل دینگے اُن کی ہم نہ یہاں تکرار کرتے ہیں اور نہ اُن کی طرف اشارت *

کسی کام کو بڑی میزان پر انجام دینے کی جہت سے مہنت میں جو بچت ہوتی ہی اُس کا جزو کثیر اُس بچت کو مشتمل ہوتا ہی

جو خود اہل راس المال کی محنت میں ہوتی ہی مثلاً اگر سو پیدا کرتے والے قلیل قلیل راس المال سے جدا جدا ایک ہی حوت انجام دیں تو غالب ہی کہ ہر کارخانہ کی گردآوری میں ہر کارخانہ دار کا سارا وقت صرف ہو جائے اور اُسکو مہلت کافی کسی اور کام کی طرف توجہ کرنے کی نہ ملے بخلاف اس کے اگر ایک ہی دستکار ان سارے کارخانہ داروں کے راس المال پر قابض ہو تو باستعانت دس بارہ محکروں کے وہ سب کے کام کو انجام دے سکیگا اور اُس کو اور کاموں کی طرف توجہ کرنے کے لیے مہلت بھی ملے گی البتہ یہ سچ ہی کہ جو آدمی تھوڑا راس المال رکھتے ہیں وہ علاوہ گردآوری کے عموماً خود بھی کچھ حصہ اپنے کام کا انجام دیتے ہیں بخلاف ان کے جس شخص کے پاس راس المال کثیر ہوتا ہی وہ جمیع حصص کو اپنے کام کے اپنے ماتحت کے لوگوں پر چھوڑتا ہی مثلاً کم مایہ کاشتکار خود ہل چلاتا ہی تھوڑے سرمایہ کا دوکاندار آپ دوکان پر بیٹھ کر اپنے کام کو کچھ قدر انجام دیتا ہی اور نساخ قلیل البضاعت آپ ہی اُن نساخی سے کام لیتا ہی مگر معلوم رہے کہ اکثر صورتوں میں یہ جامعیت باعث عدم کفایت ہوتی ہی کیونکہ جب ایک شخص خاص کی ذات میں یہ دنوں کام گردآوری اور صنعت کے جمع آئینے تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اگر افسر کارخانہ کو گردآوری کی لیاقت ہوگی تو اس کا کچھ قدر وقت حرفت کے انجام دینے میں ضایع جائیگا اور جو اُس میں گردآوری کی لیاقت نہ ہوگی صرف استعداد حاملہ ہوگی تو وہ سربراہی کے کار کو اچھی طرح سے انجام نہ دے گا *

راقم اوراق اس بچت کو اتنا عظیم تصور نہیں کرتا جتنا اور لوگوں نے اُسے تصور کیا ہی مگر اِس میں کچھ شک نہیں ہی کہ تھوڑے تھوڑے متعدد راس المالوں کی گردآوری میں اس محنت کی نسبت سے زیادہ محنت لگتی ہی جو بڑے راس المال کی سربراہی میں پڑتی ہی اور بعوض اس محنت کثیر کے کم مایہ پیدا کرنے والوں کو البتہ یہ بدل کافی ملتا ہی

کہ وہ اپنے دل کے آپ مختار رہتے ہیں اور کسی کے ملازم اور تابع نہیں ہوتے *

مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ اس آزادی کو عزیز سمجھتے ہیں تو اُن کو اُس کے لیئے نقصان بھی اُٹھانا پڑیگا کیونکہ اُن کو اپنی اجناس کو اُس گری ہوئی قیمت پر بیچنا پڑیگا جو بوجہ رقابت بڑے بڑے کارخانہ داروں کے صورت ظہور کی پکڑتی ہی اور ممکن نہیں کہ یہہ لوگ ہمیشہ اپنی اجناس کو گری ہوئی قیمت پر بیچیں اور معاش پیدا کریں اِس ناکامیاب لواٹھی کے دیر تک قائم رکھنے سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ بتدریج اُنکا اس المال قلیل ضایع ہو جائیگا اور آخر کار یہہ لوگ یا تو اجرت پر کام کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے یا بھیک مانگیں گے اور اپنی پرورش کے لیئے اوروں کے دست نگر ہونگے غرض کہ مدینہ کی افراد باوقار کے جبرگہ سے زایل ہو جائیں گے *

۲ بڑی میزبان پر عمل پیدائش کے انجام دلانے میں اِس امر سے بڑی مدد ملتی ہی کہ چندہ کی چھوٹی چھوٹی رقموں کے ذریعہ سے ایک رقم کثیر اس المال کی فراہم لائی جائے یعنی ایک کمپنی ساچھے داروں کی قائم کیجائے جو فائدے اِس قسم کی کمپنی کے قائم کرنے سے حاصل ہوتے ہیں وہ بہت عظیم اور بے شمار ہیں *

اول تو بعض کاسوں کے انجام دینے کے لیئے اتنا اس المال کثیر المتقدار مطالب ہوتا ہی کہ بڑے سے بڑا دولت مند بھی اُس کے سرانجام کا متکفل نہیں ہو سکتا مثلاً ممکن نہیں کہ ایک شخص خاص اپنی ذات کے سرمایہ سے ریل کی سڑک کلکتہ سے لاہور تک بنالے بنانا تو دور رہا بعد طیاری اُس کو شاید جاری بھی نہ رکھ سکے البتہ سرکار یہہ دونوں باتیں کرسکتی ہی اور جس منک میں ہنوز باتفاق عمل کرنے کے قاعدہ کی ابتدا ہوتی ہی وہاں سرکار ہی ایسے کاسوں کو انجام دلا سکتی ہی کہ جن میں اس المال کثیر کے صرف کی ضرورت ہو کیونکہ سرکار لوگوں سے چھپرا

بذریعہ محصول کے روپیہ تحصیل کر کے سرمایہ مطلوب فراہم کرسکتی ہی اور اُس کو بڑے بڑے کاموں کے انجام دینے کی عادت بھی ہوتی ہی مگر باقتضای اُن اسباب کے جنسے اکثر آدمی تھوڑے بہت واقف ہیں اور جو بعد ازیں بہ تفصیل بیان کیئے جاوینگے سرکار کا دخل کاروبار محنت میں بصورت موجود ہونے کسی اور ذریعہ کارروائی کے ہرگز قابل پسند نہیں *

دوم بعض کام ایسے ہیں کہ افراد کے ہاتھ سے اُن کا سرانجام ہونا تو دشوار نہیں مگر افراد اُن کو اُس مداومت اور پہلاؤ کے ساتھ انجام نہیں دی سکتیں جسکی بوجہ روز بروز ترقی پکڑنے مدیذہ کے ہر دم زیادہ ضرورت پیش آتی ہی اشخاص فرداً فرداً اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ انگلستان سے ہر ولایت کو جہاز واسطے پہنچانے چٹھیات اور مسافروں کے روانہ کریں اور قبل از قیام ہونے کمپنیوں کے یہہ کام اسی طرح انجام پاتا تھا مگر جب بوجہ افزونی آبادی اور کاروبار اور بھی زیادہ ہوجانے و سایل آدائے خرچ کے عوام الناس گاہ گاہ کے مواقع روانگی ہر قناعت نکرہیں اور اِس امر کے خواہاں ہوں کہ بلا خطا کسی مقام کو دس میں دو دنہ اور کسی مقام کو ہفتہ میں ایک بار کاغذ روانہ ہوں اور کسی مقام کو جہاز دکانی بڑے قد و قامت اور لاگت کے تواریخ معین ہر ہر مہینے میں دوبار جایا کریں تو ظاہر ہی کہ اُن کو اِس امر کا اطمینان دلانے کے لیئے کہ سلسلہ ایسے عملہائے کثیرالخرچ کا بلا ہرج و مرج جاری رہیکا اتنا راس المال کثیرالمقدار چاہیئے کہ کوئی فرد خاص اُس کے سرانجام کی متکفل نہوسکے قطع نظر اِس سے اور صورتیں ایسی ہیں کہ ہر چند ایک کار خاص تھوڑی یا اوسط مقدار سے راس المال کے انجام پاسکتا ہی مگر جمع کرنا زر کثیر کا حصہ داروں سے واسطے سر انجام اُس کام کے اِس نظر سے مصلحت ہوتا ہی کہ زر مذکور بطور ضمانت کے کام دے اور عوام الناس کو اِس امر کا اعتبار رہی کہ روپیہ ادا کرنے کے اقرار بخوبی وفا کیئے جائینگے اور یہہ صورت خصوصاً اُس وقت پیش آتی ہی کہ کار مذکور اِس قسم کا ہو کہ

بہت سے آدمی اپنے رویہ کو کارخانہ کے حوالہ کرنے میں وسوسہ نکریں
جبکہ مہاجنی یا بیمہ کی کڑھی میں صورت پیش آتی ہی ان دونوں
کارخانوں کے لیے ساجھ کی پونجی سے کام چلانے کا طریق بہت موافق
ہی *

ساجھ کی پونجی کے کارخانہ کو جن مراتب میں کسی شخص کے
ذاتی سرمایہ کے کارخانہ پر شرف ہی اُن میں سے چند اور مذکور ہوئے
مگر جو اس معاملہ کی دوسری جانب پر نظر کی جاتی ہی تو معلوم
ہوتا ہی کہ جو شخص اپنا ذاتی کارخانہ رکھتا ہی اور اپنی ذات سے اُسکی
گردآوری کرتا ہی اُسکی کارروائی کو ساجھ کے کارخانہ کی کارروائی پر بہت
سی باتوں میں شرف ہی اور اُن میں سے بڑی بات یہہ ہی کہ کارخانہ
کے کامیاب ہونے میں خود منصرم کی بڑی غرض ہوتی ہی ساجھ کی
کمپنی کا کاروبار عموماً تنخواہ پانے والے نوکروں کے ذریعہ سے انجام پاتا ہی
حتیٰ کہ ارباب کمیٹی جو بدانتظام عوام انتظام کی سربراہی کرتے ہیں
اور جنکے اختیار میں واقعی منصومان کارخانہ کی بحالی و ہر طرفی ہوا
کرتی ہی اُن کی غرض بھی کارخانہ کی کامیابی سے صرف اسیقدر متعلق
ہوتی ہی جتنی کہ اُن کی ذات کی پاننی اُس میں ہوتی ہی اور یہہ
پاننی بلکہ اُنکے گھر کی ساری جمع پونجی بمقابل کل راس المال کارخانہ
کے بہت ہی قلیل ہوتی ہی اور اِس کے علاوہ اُن کو کارخانہ کی نگرانی
کے سوا اپنے نفع و نقصان کے خیال سے بہت سی اسی قسم یا اِس سے
زیادہ ضرورت کی مہمات میں توجہہ کرنی ہوتی ہی غرضکہ ملازمان
کارخانہ کے علاوہ کسی اور کی کوئی بڑی غرض کارخانہ کی بہتری سے متعلق
نہیں ہوتی اور تجربہ اور مثلوں سے کہ وہ بھی نظر حقیقت میں بیان
تجارب عوام الناس میں ناپت ہی کہ نوکروں کی کارروائی بمقابل ذاتی
سعی اور دلسوزی اور دردمندی اُن لوگوں کے جنکی غرض متعلق ہو
کچھہ قدر نہیں رکھتی اور کہ جب نوکروں سے کام لیا جائے تو

اس امر کی کمال ہی ضرورت ہی کہ مالک کی آنکھ کارخانہ پر برابر بنی رہی تاکہ کوئی کار و بار مستحکم ہکامیابی تمام انجام پائے دو صفات جداگانہ کا فراہم آنا ضروریات سے ہی اول وفاداری دوم گرم جوشی جب کسی کارخانہ کا کام خاص قواعد میں منضبط ہو سکتا ہی تو اُس کے منصرموں کو ہارفا رکھنا ممکن ہی کیونکہ توڑنا قواعد کا ایسا کام نہیں ہی کہ اُس کے ارتکاب میں آدمی کا ایمان نہ کانپے اور اُسکا دل اُسکو ملامت نکرے قطع نظر اِس سے خیال موقوفی منصرموں سے تعمیل قوانین کراسکتا ہی مگر واسطے جاری رکھنے کسی بڑے کارخانہ کے ہکامیابی صدہا باتوں کی ضرورت پیش آتی ہی اور چونکہ اُنکی پہلے سے تعریف کرنی محال ہی اِس لیئے ممکن نہیں کہ اُنکو قبل از وقوع داخل فرایض خاص اور واضح کے کیا جائے انہیں سے اول تو یہہ بڑی بات ہی کہ منصرم کا دل ہمیشہ کارخانہ میں لگا رہی اور وہ ہمیشہ ایسی تدبیریں سوچنا کرے جن سے نفع زیادہ یا خرچ کم ہو اب کیسے امید ہو سکتی ہی کہ تنخواہ پانیوالے ملازم دوسرے کے فائدہ کے لیئے انہی سعی اور دلسوزی اپنے اوپر گوارا کرینگے کار و بار انسانی میں بہت سی مثالیں واسطے قائم کرنے راستی اِس قول کے شاہد عادل ہیں ذرا ساری جماعت ہر خاکوں اور وزیروں کی نظر کرو جو کام اُنکو سپرد ہی سب کاموں سے نہایت دلچسپ ہی اور خاطر کو ہرانگیختہ کرنیوالا اُنکی حکمرانی سے ملک کو جو راجہ و راحت یا نفع و نقصان پہونچتا ہی اُس میں وہ خود بھی شریک ہیں اور اُنکا حصہ اِس رنج و راحت و نفع نقصان کا خفیف نہیں ہی اور عوام الناس کے بھلا یا بُرا کہنے سے جو نیک ناسی یا بدنامی پیدا ہوتی ہی اُس سے اُن کے دلوں پر برابر اثر پیدا ہوتا ہی مگر دنیا میں ایسے مدبر بہت ہی کم ہیں جنکی طبیعت میں سستی اور بے ہودائی کا غلبہ ان اغراض کے اثر کی نسبت سے زیادہ نہو ایسے آدمی بہت توڑے ہیں جو عوام الناس کی بہتری کی تجویز نکالیں یا اُن پر قبل اِس کے توجہ کریں کہ زیادہ بیکار رہنا خود اُنکے آزار کا سبب ہو جائے یا چنکے

پیش نظر اس سے زیادہ کوئی اثر مطلب عالی ہو کہ لوگوں کے دکھانے کے لیئے ظاہر میں ہاتھ پیر ہلانے جائیں تاکہ الزام عام سے بچے رہیں جس کسی نے سرانجام کار کے لیئے کبھی کسی آدمی کو نوکر رکھا ہوگا اسکو اس امر کا خوب امتحان ہوگیا ہوگا کہ ملازم اُجرت کی مقدار کے برابر محنت نکرنے میں وہاں تک سعی کرتے ہیں کہ موقوف نہ کیٹیجائیں ہر کذبہ دار خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا جسکے ہاں قواعد منضبط نہیں عموماً اس امر کی شکایت کرتا ہی کہ نوکروں کو مالک کے نفع و نقصان کا ہرگز خیال نہیں ہوتا ہر شخص یہی کہتا ہی کہ دنیا میں ایماندار نوکر نہیں ملتا نوکر کو مالک کے نفع و نقصان کا اُسپرقت خیال ہوتا ہی کہ جب بوجہ انجام دینے کسی خدمت خاص کے تا مدت مدید اور پھونچنے راحت کے فریتیں کو آقا اور نوکر میں ایک نوع کی گرویدگی اور اغراض کی وحدت پیدا ہو جاتی ہی *

ساجھ کے کارخانہ کی برائیوں میں سے ایک اور برائی جو عموماً سب بڑے کارخانوں میں مشاہدہ ہوتی ہی یہہ ہی کہ ایسے کارخانوں میں انتفاع قلیل اور بچت خفیف کا کچھ خیال نہیں رہتا راس المال کثیرالمتدار اور بڑے کاموں کی سربراہی میں خصوصاً اُسوقت کہ منصوروں کی ذاتی غرض چنداں متعلق نہو چھوٹی رقمیں بمنزلہ سفر کے تصور کی جاتی ہیں اور یہہ کہا جاتا ہی کہ وہ اس لایق نہیں کہ اُن کے لیئے وہ تکلیف اُٹھائی جائے جسکے بغیر اُنکی طرف توجہ کرنا ممکن نہیں پس فیاضی اور کشادہ دلی کی نیک نامی بہت سستے طریق سے عدم انتفاع کی جزئیات پر حاصل ہوتی ہی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ چھوٹی چھوٹی رقمیں انتفاع اور اخراجات کی جب بہ تکرار حساب میں آئینگی ایک رقم کثیر نفع و نقصان کی بن جائینگی مثل مشہور ہی کہ قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہی اور پھیوں پھیوں تالاب بھرنا ہی اس حال سے اہل راس المال عمل در آمد میں بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اسی

۳۔ جہت سے وہ اپنے کارخانوں کا ایسے قاعدہ سے انتظام کرتے ہیں کہ اگر منصوموں کی نظر اُسپر پڑی رہی تو وہ نقصان نہیں ہونے پاتے جو بڑے کارخانوں میں بصورت نہونے کسی قاعدہ کے ضرور ہررے کار آتے ہیں مگر ساجھے کے کارخانہ کے منصوم کو بذات خود اِسطرف بہت کم توجہ ہوتی ہی کہ ہر باب میں اُسکے کارخانہ کے واقعی کسی طریق پر کفایت و انتظام کے بلا خلل و زلل عمل کیا جائے *

ایدم ستمہ صاحب نے کہ انگریزوں میں موجد اِس فن کے تھے انہیں خیالوں سے یہ مسئلہ قائم کیا تھا کہ بجز مہاجنی اور بیمہ کی کوٹھی وغیرہ کارخانوں کے جنکے انتظام کے لیئے قواعد خاص مقرر ہوسکتے ہیں، کوئی اور کارخانہ ساجھے کا اُمید نہیں ہوسکتی کہ بلا پائے استحقاق خاص کے سرکار سے کبھی قائم رہ سکے مگر واضح رائے ناظرین اوراق رہے کہ ایسا کلمہ زبان پر لانا گویا ایک مسئلہ راست کو مبالغہ سے بیان کرنا ہی جیسا کہ اِس بزرگوار کے قول میں اکثر جگہ دیکھنے میں آنا ہی اُنکے زمانہ میں بجز اُن کارخانوں کے جنکی طرف اُنہوں نے اشارت کی چند ہی کارخانے ساجھے کے ایسے تھے کہ بلا ملنے استحقاق خاص کے سرکار سے بطور ٹھیکہ کے دیر تک قائم رہی اُنکے بعد اِس طرح کے کارخانے بہت وجود میں آئے اور جسقدر لوگوں میں اتفاق کرنیکا میلان زیادہ ہوتا جاویگا اور اُسکے وسیلے حاصل اُٹینگے اُسقدر ایسے کارخانوں کی تعداد میں افزونی ہوگی صاحب موصوف نے صرف اُسی توجہ کامل اور سعی مزید کی طرف توجہ فرمائی ہی جو اُن کارخانوں میں مشاہدہ ہوتی ہی جنہیں کل نفع اور کل نقصان اُنہیں لوگوں کی ذات خاص کا ہوتا ہی جو اُنکو چلاتے ہیں صاحب موصوف نے اُن امور کی طرف نظر نہیں ڈالی جو اِس سعی مزید اور توجہ کامل کے اثر کو پیکار کردیتے ہیں اور ان امور میں سے ہوا امر تو وہ ہی جو گرد اور کارخانہ کی صفات عقلی اور عملی سے تعلق رکھتا ہی یہہ سیج ہی کہ درمیان ہونا غرض

خاص کسی فرد خاص کا اس امر کا کفیل ہوسکتا ہے کہ کارخانہ میں سعی کیجائیگی مگر جو سربراہ ضعیف العقل ہو تو سعی مزید کیا فائدہ دے گی اور جن کارخانوں کو خود اہل غرض چلاتے ہیں انہیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مضموم کم عقل ہوتے ہیں جب کارخانہ بڑا ہو اور اتنی یہیں قرار طلب دینے کی گنجائش کہ اعلیٰ درجہ کے عقیدل بہ معنائے ملازمت آسمیں رجوع لائیں تو مقرر کرنا ایسے آدمیوں کا واسطے عام گوداروی اور انجام دینے دیگر خدمات کے ممکن ہے کہ جنگی لیاقت اور فہم و فراست اور کار دانی اور کار گذاری سے انکی کمی غرض کے نقصان کا بدل کافی ہو جائے ادنیٰ توجہ سے ان لوگوں کو وہ صورتیں نفع کی نظر آجاتی ہیں جو اوسط درجہ کی لیاقت والوں کو توجہ کامل سے بھی نہیں سوجھتیں اور بوجہ علویت علم اور راستی نظر اور درست فہم کے یہہ لوگ ایسی غلطیوں کے کرنے سے بچے رہتے ہیں جنکے دیکے مارے اور آدمی معمولی کار روائی کے باہر قدم رکھنے کی مبادرت اس احتمال سے نہیں کرتے کہ مبادا کارخانہ معروض خطر میں پڑ جائے یہہ بھی بیان کرنے کی بات ہے کہ اگر کارخانہ ساجھے کی پونجی سے قائم کیا جائے تو یہہ لازم نہیں آتا کہ سارے کار کے اُس کارخانہ کے خرواہ مخرواہ مقررہی تنخواہ کے ملازم ہوں بہت سے ایسے طریق ہیں کہ انکے ذریعہ سے کارکنوں کے نفع و نقصان کا تعلق خود کار خانہ کی کامیابی یا عدم کامیابی کے ساتھ تھوڑا یا بہت پیوند کھاسکتا ہے اپنی ذات کے لیئے آپ ہی کلیہ کام کرنے اور مقررہ روزانہ یا ماہانہ یا سالانہ اجرت پر کام لینے کے درمیان میں ایک طویل سلسلہ اور بھی مختلف صورتوں کا وجود رکھتا ہے حتیٰ کہ معمولی صورتوں میں محنت کی جنمیں ہنر کو چنداں دخل نہیں محنت کرنے والوں سے کام بانداز عدد یا کسی مقدار معین کے لیا جاتا ہے اور خوبی اس طریق کی اتنی عیاں ہے کہ صاحب تمیز کام لینے والے ہمیشہ اُسکو اُس صورت میں اختیار کرتے ہیں جب کام اس طرح کا

ہو کہ اُسکے حصص معین کام کرنے والوں کو دینے ممکن ہوں اور ضرورت اُٹھانے تکلیف نگہبانی کی اس خیال سے کہ کام نکما نہ بنے پیش نہ آوے ساجھے کے اور خانگی کارخانوں میں اکٹو ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ منصرموں اور سربراہوں کی اغراض کو کارخانہ کے نفع و نقصان کے ساتھ پیوند دینے کے خیال سے اُن کی اجرت کا کچھ قدر حصہ کارخانہ کے نفع سے بشرح فی صدی مقرر کیا جاتا ہی جو غرض نوکروں کی کارخانہ کی کامیابی کے ساتھ اس طرح پیوند پاتی ہی اُس کو ہر چند غرض سے مالک راس المال کے کچھ نسبت نہیں ہی تاہم وہ نوکروں کو کچھ قدر محتاط اور گر متجوش بنانے کے لیئے کفایت کرتی ہی اور جو یہ نوکر ذکی اور سلیقہ شعار ہوں تو بہر حال وہ اُس خدمت سے زیادہ بہتر خدمت انجام دیکے جو مالکان راس المال اپنے آپ انجام دیتے ہیں جن فروع میں آخرکار یہ قاعدہ اجرت کا پھیل سکتا ہی چونکہ وہ باعث کفایت اور بہتری اہل مدینہ ہیں اس لیئے اُن کے باب میں بعد ازیں پھر توجہ کی جائیگی ہس جیسا کہ برے کارخانوں کو چھوٹے کارخانوں کے ساتھ مقابل کرنے میں ہم عموماً بیان کر آئے ہیں ظاہر ہی کہ جب رقابت بلا مزاحمت ہو تو اُس کے نتائج سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہی کہ واسطے کسی صورت مفروض کے خانگی اور ساجھے کے سرمایہ کی کارروائی میں سے کونسی کارروائی نافع و سار کار ہی کیونکہ جو کارروائی زیادہ با اثر اور باعث کفایت ہوگی وہی آخرکار ہمیشہ سستا بیچنے میں کامیاب ہوسکیگی *

۳۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ ممکن ہونا اس امر کا کہ پیدائش کی چھوٹی میزان کی عوض میں بڑی میزان قائم کی جائے اول تو ماڈل کی وسعت ہو موقوف ہی کیونکہ بڑی میزان اُسی وقت نافع ہوتی ہی کہ کام مقدار میں زیادہ بنایا جائے اور کام اُس وقت زیادہ بنایا جانا ہی کہ یا تو مدینہ خود آباد اور مزروع التعلال ہو یا شی مصنوعی کے غیر مدینوں

کو ہر آمد کرنے کا موقع عملِ پیدائش کے طریق کے بدلنے میں اس سے بڑی اعانت ہوتی ہے کہ اس المالِ مدینہ روز در ترقی ہو کیونکہ جب مدینہ کا اس المال ہر سال مقدار میں بڑھتا جاتا ہے تب ہی اُسکی مقدار کثیر کسی کام میں لگنے کی طلب کار ہوتی ہے اور نیا کام نئے اس المال سے بہت جلد اور آسانی جاری ہو سکتا ہے یہ نسبت اس کے کہ اُسکے جاری کرنے کے واسطے جاری کارخانوں سے اس المال کھینچا جائے طریقِ پیدائش کی تبدیلی اس سے بھی آسان ہو جاتی ہے کہ چند اشخاص مدینہ کے ہاتھ میں اس المال بمقدار کثیر موجود ہو یہہ سچ ہے کہ تبدیلیِ طریق کے واسطے جتنا اس المال درکار ہو وہ ساجھے داروں کی چھوٹی چھوٹی رقموں کے ذریعہ سے فراہم آسکتا ہے مگر قطع نظر اس سے کہ فراہم لانا اس المال کا اس طریق سے محنت کے ہر کام کے لئے یکساں موافق نہیں ہے اس کا جمع آنا اُسی صورت میں ممکن ہے کہ اہل مدینہ میں بیوپار کی ہمت اور ساکھ زیادہ ہو اور یہہ دونوں باتیں اوایل میں نہیں ہوتیں وہ تو اُسی وقت صورتِ ظہور کی پکڑتی ہیں کہ بار بار محنتِ ترقی پائے *

چن ملکوں میں مانگ اور منتدیبوں کی کثرت ہوتی ہے اور ہمتِ بیوپار اور ساکھ یعنی اعتبار کی افزونی اور اس المال ہر سال بہت بڑھتا جاتا ہے اور تھوڑے آدمیوں کے ہاتھ میں بہت سا سرمایہ فراہم ہوتا ہے وہاں عموماً ہر قسم کی محنت کے کارخانوں میں ایک بعد دوسرے کے چھوٹی میزبان سے بڑی میزبان ہر کام انجام پانے لگتے ہیں انگلستان میں جہاں یہہ تینوں باتیں جمع آئی ہیں صرف دستکاری ہی کے کارخانوں میں روز بروز وسعتِ راہ نہیں پاتی بلکہ جس مقام میں تعداد کافی خریداروں کی جمع آئی ہے وہاں اسغرض سے کہ کارِ خوردہ فروشی بڑی میزبان ہر انجام پائے دکانیں اور گوداموں کی کثرت ہونے لگتی ہے اور اُن کے مالک دیگر خوردہ فروشان ذلیل البضاعت کی نسبت سے اپنی اشیاء کو سستا بیچ

سکتے ہیں کچھ تو اس سبب سے کہ وہ اپنے کام کو تحلیل مکتبت سے انجام دیتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ مکتبت یا ہنر سے کام نہیں لیتے اور کچھ بلا اشتیاء بایں وجہ کہ بڑی میزبان ہو کام کے انجام دینے سے مکتبت میں بچت ہوتی ہی کیونکہ تھوڑے مال کے خریدنے میں جو وقت صرف ہوتا ہی اس سے کچھ زیادہ وقت بہت مال کے خریدنے میں صرف نہیں ہوتا اور نہ کچھ زیادہ سعی کرنی پڑتی ہی بلکہ اجلاس متعدد کی تھوڑی تھوڑی مقدار کے خرید کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہی اس سے کم وقت میں بہت مال خرید ہو سکتا ہی *

یہ تبدیل طریق صرف باعتبار پیدائش اور باعتبار اس کے کہ مکتبت عمل میں بعایت یا اثر ہو کلیہ نافع و سارگار ہی بعض صورتوں میں اس سے ایک نوع کا نقصان بھی ہوتا ہی مگر معلوم رہے کہ یہ نقصان عدم کفایت کو مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اور امور کو جنکی طرف اشارت ہو چکی ہی اور جو اہل مدینہ کی حالت سے تعلق رکھتے ہں چھوٹی میزبان سے بڑی میزبان کی طرف رجوع لانے میں بالعرض کچھ ہی نقصان ہو رہے گا آتے ہوں مگر وہ بڑی میزبان سے زیادہ بڑی میزبان کی طرف رجوع لانے میں ظہور نہیں کرتے *

جب چھوٹے چھوٹے خورد سر پیدا کرنے والوں کے طریق کار روائی ہو کسی کارخانہ میں عمل در آمد ہونا ممکن نہو یا اسکی عون دوسرا طریق جاری ہو گیا ہو اور ایک شخص واحد کے ہاتھ کے نلے بہت سے کاریگروں کے کام کرنے کا طریق قائم ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں میزبان پیدائش کو وسیع کرنا سراسر باعث مہفمت ہی مثلاً ظاہر ہی کہ اگر بجائے متعدد کمپنیوں کے ایک ہی کمپنی کل شہر میں لندن کے کار کی روشنی اور پانی پہونچانے کا کام انجام دے تو مکتبت میں بڑی بچت ہوگی اگر در کمپنی ہوں تو بھی دوہرے ملازم ہر قسم کے رکبنے پڑینگے مخالف اسلئے اگر ایک کمپنی ہو تو سب ہی کہ وہ تمام باسعادت چند

افزودہ ملازموں کے سارے کام کو اُسی خوبی سے انجام دے سکتی جس خوبی سے دو جداگانہ کمپنیاں انجام دینکی قطع نظر ملازموں کے بصورت ہونے دو کمپنیوں کے دوہری کلیں اور ہمارتیں اور نل وغیرہ درکار ہونے بصورت ہونے ایک کمپنی کے وہ سستے نرخ پر کام آب رسانی اور چراغاں کا انجام دے سکتی ہی اور باوجود ارزانی نرخ کے نفع آتا ہی پیدا کر سکتی ہی جتنا دو کمپنیوں کی صورت میں پیدا ہونا ہی اگر کمپنی نرخ بھی نہ گھٹائے تو بھی اہل مدینہ باعتبار مجموع فائدہ سے رہینگے کیونکہ اہل کمپنی بھی تو اہل مدینہ ہی سے ہوتے ہیں طالبان آب و روشنی تو پہلی ہی شرح ادا کرینگے مگر حصہ داران کمپنی کو زیادہ نفع ہوگا *

یہ سمجھ لینا کہ کمپنیوں کی رقابت کی جہت سے قیمت اشیا کی برائے دوام گھٹتی رہتی ہی غلطی ہی کیونکہ جب رقیب ہوتے ہوں تو وہ آخر کار اس امر پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ رقابت سے قیمت نہ گواٹیں اور جو کوئی نیا رقیب پیدا ہونا ہی تو اُسکے پیٹھا دینے کے لیئے وہ سستا بیچنے لگتے ہیں مگر جب وہ اپنے پانوں جما لیتا ہی تو یہ اُس سے بھی معاملہ کر لینے ہیں پس جو کام اپنی ذات سے حق میں مدینہ کے چلیل ہو اور کفایت سے اُسی صورت میں انجام پا سکتا ہو کہ اپنی بڑی میزبان پر انجام دیا جائے کہ دوسروں کو اُسکے سرانجام کا حوصلہ نہ رہے تو قائم رکھنا متعدد پر خرچ کارخانوں کا واسطے انجام دلانے اُس کام کے گویا اہل مدینہ کے سرمایہ کو فضولی میں ضائع کرنا ہی اسے کام کو داخل فرایض سرکار قرار دینا عین مصلحت ہی اور جو سرکار اُسکو آپ بہ کفایت انجام نہ دے سکے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اُسکو کلیہ کسی ایسی کمپنی کو سپرد کر دے جو عوام کے لیئے اُسی کفایت سے انجام دے مثلاً جن دو مقاموں کے بیچ میں ریلوے جاری ہو اُنہیں کے بیچ میں دوسرے ریلوے کے بنانے سے جو نقصان کثیر راس المال اور زمین کا

ہوتا ہی اول تو وہ ہی کسی کو پسند نہیں دوسرے جس اسلوبی سے ایک کارخانہ کام کو انجام دے سکتا ہی اس سے زیادہ اسلوبی سے دو کارخانہ انجام نہ دے سکیں گے اور اگر دوسرا کارخانہ جاری بھی ہوا تو غالب ہی کہ کچھ دنوں کے بعد دونوں ایک ہو جائیں گے پس سرکار کو لازم ہی کہ ایک ہی ریلوے بنانے کی اجازت دے اور کسی حال میں بجز ضرورت شدید کے اسکی نگرانی سے کفارہ کش نہو *

۴ کشتکاری کے کام میں ہری میزان پیدائش کی نافع ہی یا چھوٹی بہت معاملہ عام معاملہ سے چھوٹے اور بڑے کارخانجات دستکاری کے بالکل مختلف ہی اور وہ جداگانہ بنیاد پر قائم ہوتا ہی اسکی کیفیت مدنی اور اسکے دخل کو تقسیم دولت میں ہم بعد ازیں بیان کریں گے یہاں صرف اسکے اثر کو باعتبار پیدائش کے بیان کرتے ہیں واضعہ کے ناظرین اوراق دیکھ کر جسد عملہ کے دستکاری میں باعتبار پیدائش کے خوبی اور سود مدنی ہری میزان کی ثابت ہوئی ہی اتنی عملہ کے دستکاری میں ثابت نہیں ہوتی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عملہ کے دستکاری میں تحلیل مہضت کی گنجائش کم ہی اسمیں شک نہیں ہی کہ ایک ہی آدمی گردآوری مویشی اور خرید و فروخت کے کام اور تردد زمین کی نہیں کر سکتا ہی مگر اس سے زیادہ کشتکاری میں مہضت کی تحلیل نہیں ہو سکتی کشتکاری کے کام میں جو معونت ہو سکتی ہی وہ صرف معونت مفرد ہی یعنی بہت سے آدمی ایک ہی کام کو ایک ہی مقام اور ایک ہی زمانہ میں انجام دینے کے اندر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک بہت معونت اتنی فحیم نہیں ہی جتنی اور لوگ اسکو تصور کرتے ہیں کیونکہ اگر بہت سے آدمی باتفاق ایک ہی کھیت کو جوڑیں یا اس میں تنخم ریزی کریں یا بصورت نہونے کسی ضرورت شدید کے اسکو کاٹیں تو اس سے کوئی فائدہ خاص مقرب نہوگا ان کاموں کے انجام دینے کے لئے جتنی معونت درکار ہی اسکے لئے ایک ہی کنبی کے آدمی کفایت کر سکتے

ہیں اور جن کاموں کے انجام دینے کے لیئے واقعی مردمان متعدد کی اعانت درکار ہوتی ہی انہیں بشرط چھوٹے ہونے کھیتوں کے اعانت مطلوبہ کے سرانجام ہو جانے میں چنداں دقت پیش نہیں آتی کھیتوں کو بہت چھوٹا چھوٹا کر دینے کے سبب سے پیدا کرنیکی قوت بہت ضایع جاتی ہی مگر یہہ صورت اسی وقت پیش آتی ہی کہ تقسیم زمین کی ہدرجہ غایت کیجائے اور کاشتکار کے پاس اتنی زمین نہو کہ آسکا سارا وقت اُسکے قردن میں صرف ہو جن اصول پر کارخانہاے دستکاری بڑھائے اور وسیع کیئے جاتے ہیں انہیں کے بموجب کھیتوں کو بھی اس غایت تک بڑھانا چاہیئے کہ کاشتکاروں کا سارا وقت اُن کے قردن اور سربزاہی میں صرف ہو اور اپنے آلات اور مواشی اور افراد کنیے کی استعانت سے جتنا پیدا کرسکتے ہیں اُس کی مقدار میں بوجہہ کم ہونے زمین کے نقصان راہ نہ پائے مگر وسعت ایسے کھیتوں کی چنداں بڑی نہیں ہوتی بڑے کاشتکار کو عمارات اور آلات کے خرچ میں بچت ہوتی ہی کیونکہ بہت مویشی کو ایک مکان میں رکھنے کے اندر خرچ کم پڑتا ہی بہ نسبت اُسکے کہ تھوڑے تھوڑے مواشی کو مکانات متعدد میں رکھا جائے چھوٹا کاشتکار قیمتی آلات پر کشتکاری کے دسترس نہیں رکھ سکتا مگر آلات کشتکاری کے گو عمدہ بوی ہوں اکثر چنداں گراں قیمت نہیں ہوتے اور جو گراں قیمت ہو اُسکو چند کاشتکار شراکت میں مہیا کرسکتے ہیں یا کوئی اہل راس المال آلہ مذکور کو ہکرایہ اُنکو دیسکتا ہی بڑے کاشتکار کو بہ نسبت چھوٹے کاشتکار کے خرچ باربرداری میں کفایت ہوسکتی ہی کیونکہ تھوڑی جنس کو کھیت سے بازار تک یا بازار سے کھیت تک پہونچانے میں جو خرچ پڑتا ہی آنے ہی یا اُس سے کچھہ قدر زیادہ خرچ سے مقدار کثیر اجناس کی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل ہوسکتی ہی اور اِس کے علاوہ جب کوئی جنس بمقدار کثیر مول لیجانی ہی تو کچھہ قدردارے سے ملتی ہی پس اِن جمیع مدات سے بچت کی ایک رقم پیدا ہوگی مگر وہ کسی حال میں ایک رقم کثیرالمقدار نہوگی ایک صاحب جنکو کشتکاری کے

کام زمین بہت تجربہ حاصل تھا اور جنہوں نے اصلاحیں بکامیابی تمام زمین میں کی تھیں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک جن کاشتکاروں کے پاس دس بارہ بیگھہ زمین ہو وہ بہ آسانی اپنی بے کسکتی ہیں اور جتنا زیادہ لگان کوئی اور کاشتکار ادا کرے اتنا وہ بھی دے سکتے ہیں وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس چھوٹے کاشتکار کے پاس اپنے گھر کا ہل ہو اور جو بذاتِ خود اپنی زمین کا تردد کرتا ہو اگر وہ بدل بدل کر مناسب فصل بوئے اور اپنے مویشی کو اپنے گھر میں چرائے تو وہ اپنی جس کو بڑے کاشتکار کی نسبت سے سستا بیچ سکیگا اور وہ شرح لگان کی دیکھ کے گا جو بڑے کاشتکار سے ادا نہوسکیگی *

انگلستان میں جس کرساں کے پاس چودہ ہندہ سو بیگھہ زمین ہوتی ہی وہ شریف کرساں کہلاتا ہی اور اُسکو ایک گھوڑا اور ایک بگی رکھنی ہوتی ہی اور شاید مزدوروں کی گردآوری کے لیئے اُسکو ایک گردآور یا منصورم بھی رکھنا پڑے کیونکہ اِس میں شک نہیں کہ وہ بذاتِ خود اُن مزدوروں کی سربراہی نہیں کوسکتا جو چودہ ہندہ سو بیگھہ پر زمین کے کام کرتے ہوں بعد بیان کرنے چند اور باتوں کے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ علاوہ اِن مداتِ خرچ کے جن سے چھوٹے کاشتکار آشنا نہیں بڑے کاشتکار کو خرچ کثیر ہونچانے بیچ و کھا کا گھر سے کھیت تک بفاصلہ بعید اور نقل کر نے پیداوار زمین کا کھیت سے گھر تک اُٹھانا پڑتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایک ہی گھوڑا اُنہی زمین کی پیداوار کو کھا جائے گا چٹنی زمین کی پیداوار واسطے بسر ایک کاشتکار اور اُس کی بی بی اور دو بچوں کے کفایت کرتی ہی قطع نظر اِس سے بڑا کاشتکار اپنے مزدوروں کو کہتا ہی کہ تم اپنے کام پر جتاؤ بخلاف اِس کے جب چھوٹے کاشتکار کو مزدوروں کے ملازم رکھنے کی ضرورت پیش آئی ہی تو وہ اُن سے کہتا ہی کہ آؤ میرے ساتھ کھیت کو چلو اور اِن دونوں صورتوں میں جو فرق ہی اُسکو صاحبان نکتہ فہم خود ہی سمجھ سکتے ہیں *

چھوٹے کھیتوں کے چو نقصان اکثر لوگوں نے بیان کیئے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ چھوٹے کھیتوں پر اتنی مواشی پرورش نہیں پاسکتی جتنے بڑے کھیتوں کی زمینیں پر کہ وسعت میں چھوٹے کھیتوں کی زمین کے برابر ہو پرورش پاتی ہی یعنی اگر سو بیکہ کے کھیت ہو بیس چاروا پرورش پائیں گے تو دس بیکہ زمین پر دو چاروا پرورش نہیں پاتے اور کمی مواشی کے سبب سے کھاد کی اتنی قلت ہوتی ہی کہ چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی زمین ہمیشہ کم پیداوار ہو جائیگی مگر حین مشاہدہ دریافت ہو جائیگا کہ کھیتوں کے وسعت میں کم ہو جانے سے یہ صورت نقصان کی اسی وقت پیش آئیگی کہ اراضی ایسے کم مایہ کاشتکاروں کے ہاتھ لگے کہ وہ موافق مقدار اپنے کھیت کے مواشی نہ رکھ سکے چھوٹا کھیت اور کم مواشی رکھنے والا کھیت کلمات مترادف نہیں ہیں تاکہ ان دونوں صورتوں مذکورالصدر کا مقابلہ براہ واجبی کیا جاوے ہم کو یہ بھی فرض کرنا چاہیئے کہ جتنی راس المال بڑے کاشتکار کے پاس ہوتا ہی اتنا ہی چھوٹے کاشتکاروں میں حصہ رسد تقسیم ہی جب تقسیم راس المال کی یہ صورت ہوگی اور مواشی کو تھان پر غذا دینے کے طریق ہو عمل تو تجربہ سے معلوم ہو جائیگا کہ چھوٹے کھیتوں کی کار روائی کا طریق بجائے اس کے کہ مائع افزائش تعداد مواشی ہو قطعی اُس کی افزائش کا سبب ہونا ہی جیسا کہ ملک فیلمنڈرز میں دیکھنے میں آتا ہی کہ وہاں چھوٹے کھیتوں میں مواشی اور کھاد کی بڑی افراط ہی حتی کہ دیکھنے والوں کو یہ کثرت باعث حیرت اور تعجب ہوتی ہی † *

† واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ انگلستان میں کوسان فقط کھیتی ہی نہیں کرتے بلکہ مریخی بھی پالتے ہیں اور اُن کی خرید و فروخت سے روزیہ پیدا کرتے ہیں اُس ملک میں زمینیں سرکار کی نہیں ہی زمینداروں کی ہی کوسان زمینداروں سے زمین لیتے ہیں اور اُس کے عوض میں لگان دیتے ہیں بعض کوسان فقط کھیتی کرتے ہیں بعض کھیتی بھی کرتے ہیں اور مریخی بھی پالتے ہیں اور مواشی کے واسطے غذا

بے مایہ تہذیبی زمین کے تردد کرنے والوں کی کارروائی میں بمقابلہ مالدار کاشتکاروں کی کارروائی کے اگر کبھی کچھ نقصان ہو تو وہ کمی علم و ہنر کو عموماً مشتمل ہو سکتا ہے مگر عمل درآمد میں عموماً ایسی کمی علم و ہنر کی پائی نہیں جاتی۔ کیونکہ تجربہ سے ظاہر ہے کہ ممالک اٹلی اور فیلینڈرز میں جہاں طریقہ چھوٹے کھیتوں کی کارروائی کا جن کو بے مایہ کاشتکار تردد کرتے ہیں جاری ہے وہاں انگلستان سے کہیں پہلے اچھی کشتکاری نے وجود پایا تھا اور شاید بنظر مجموعہ وہاں ساری دنیا سے بہتر کشتکاری وجود رکھتی ہے جو ہنر بلا دستگاہ علمی کے روزانہ مشاہدات اور تجارب سے حاصل ہو سکتا ہے وہ کم مایہ کاشتکاروں کو بہت حاصل ہوتا ہے مثلاً جن ملکوں میں انگور کی بہترین قسم پیدا ہوتی ہے وہاں کے کرساںوں کو جو علم از روئے روایت اُس کی کاشت کا حاصل ہے وہ نہایت باعث استعجاب ہوتا ہے البتہ یہ بات تو ہے کہ ایسے ملکوں میں آموں عامہ علم کے قائم نہیں کیئے جاتے اور وہاں کے لوگوں میں ہذیرتہ جاری کرنے نئی تراکیب کی اصلاحوں کے برزورے کار لانے کی ہمت بھی کچھ قدر کم ہوتی ہے اور نہ وہاں کے لوگوں کو اس امر کے وسیلہ حاصل ہوتے ہیں کہ وہ نئی تراکیب کی آزمائش کریں کیونکہ ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ بجز دولتمند زمینداروں اور سرمایہ داروں کے کوئی اور نئی تراکیب کی آزمائش بحصول تمتع کر سکے اور نہ چھوٹے کرساںوں سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ عموماً ایسی باقاعدہ اصلاحیں برزورے کار لائینگے جن کا عمل ایک ہی زمانہ میں بڑے قطعان

کھیت سے پیدا کرتے ہیں اور اُن کو تھان پر چراتے ہیں جن کھیتوں کی زمین قابل زراعت ہوتی ہے اُن پر مواشی اس کثرت سے ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کو جسے غذا پیدا کرنے کے طریق کے حال سے اطلاع نہیں حیثیت ہوتی ہے جو گائے تھان پر غذا پاتی ہے وہ بے نسبت اُس گائے کے کہ فقط کھیت میں گھاس چرے زیادہ دودھ دیتی ہے اور اس دودھ سے مکھن بھی زیادہ نکلتا ہے اور پیس ڈائیس پیگھ کا کرساں پآسانی چار پانچ گائے پال سکتا ہے

ہر زمین کے مثل تدابیر آبپاشی وغیرہ کے ہوتا ہی یا جن میں بدیکر وجوہ واقعی اس امر کی ضرورت ہی کہ بہت سے مزدور ملکہ کام انجام دیں گو یہ بات نہیں ہی کہ اُن میں ایسے کاموں کے انجام دینے کے لیئے ایسا اتفاق مطلق نہوتا ہو بلکہ اُمید ہوسکتی ہی کہ جتنی فہم و فراست اُن میں زیادہ نشورنما پائیکہ اتنا ہی اس اتفاق کے کرنے کا میل اُنہیں زیادہ ہوگا ان نقصانوں کے سامنے اُس گرم جوشی کو بکار مصنفت مقابل کرنا چاہیئے جو بصورت حسب دلخواہ ہونے صیغہ قبض و تصرف زمین کے ظہور کرتی ہی اور جو کسی اور صورت میں طریقہ کشتکاری کے ظاہر نہیں ہوتی اور جو لوگ شہادت دینے کے قابل ہیں اُن کی گواہی اس باب میں بلا اختلاف ہی چھوٹے چھوٹے کھیتوں کی کارروائی کے طریق کے فائدہ کا قیاس ہوا واجبہ ہم اُس صورت میں نہیں کرسکتے جہاں کاشتکار صرف چوتا ہو اور جوت کا اختیار بھی شرایط مقرری پر نہکھتا ہو یعنی جتنے بڑے لگان دینے کی گنجائش ہو وہ مالک زمین لیتا ہو اس معاملہ کو سمجھنے کے لیئے اُس صورت پر نظر ڈالنی چاہیئے جہاں کاشتکار یا تو خود مالک زمین ہو یا مالک نہو تو کاشتکار موروثی تو ہو یعنی جہاں پیداوار اور قیمت زمین کے بڑھانے میں جو مصنفت کیجاتی ہی اُس سے یا تو کلیہ یا جزئیہ خرد کاشتکار اور اُسکی اولاد فائدہ اُٹھاتی ہو دوسرے مقام پر ہم اِس معاملہ فحیم کو صیغہ ہائے قبض و تصرف زمین کے بہ تفصیل بیان کریں گے اور اُسی وقت ازروے شہادت بتلاویں گے کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکار جو مالک زمین بھی ہوں کتنی حیرت انگیز مصنفت کیا کرتے ہیں یہاں صرف اِننا بیان کرنا کفایت کرتا ہی کہ اُس مقدار کثیر پر خام پیداوار کے نظر ڈالنی چاہیئے جو مزدوران انگلستان باوجود نہکھنے حقوق دایمی کے زمین مزدور پر اپنے جوت کی زمین قلیل المقدار سے پیدا کرتے ہیں یہہ پیداوار اتنی کثیر المقدار ہوتی ہی کہ اُسکے سامنے بڑے کرساں کی پیداوار کو کچھ نسبت نہیں ہوتی بڑا کرساں نہ اتنی زمین سے اتنی پیداوار

پیدا کرتا ہے اور نہ اتنی پیدا کرنیکی اسکو غرض ہوتی ہے اور میرے نزدیک یہی ہے سبب حقیقی اس امر کا کہ واسطے حصول نفع کے بڑی زراعت میں روپیہ لگانا عموماً زیادہ سود مند ہے کیونکہ جس زمین پر بڑا مستاجر قابض ہوتا ہے اس کے لگان کی شرح ایک لحاظ میں اتنی بڑی نہیں ہوتی جتنی چھوٹے کاشتکار کی زمین کی اور اس زمین پر ممکنات بھی اتنی زیادہ نہیں کی جانی جتنی چھوٹے کاشتکار کی زمین پر کی جاتی ہے اور کمی ممکنات کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ عمل بانفاق یعنی معونت کی چہت سے اسکی مقدار میں کفایت ہوتی ہے بلکہ اس لیے کہ تھوڑی ممکنات سے بمناسبت خرچ کے زیادہ عوض ملتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی آدمی اجرت پر ممکنات کرنے والوں کو اس خیال سے خاطر خواہ اجرت دے کہ وہ مثل مزارع یا تھوڑی زمین رکھنے والوں کے اتنی دل جان سے ممکنات کرینگے جتنی کہ یہ لوگ یعنی تھوڑی زمین والے بہت خوشی سے اس صورت میں کرتے ہیں کہ جب انکو یہ امید ہوتی ہے کہ ہم اپنی ممکنات کے ثمرہ سے کلیہ تمتع اٹھارینگے تاہم جو ممکنات اجرت پانے والے کرتے ہیں وہ غیر پیداوار نہیں ہوتی وہ بہر حال پیداوار خام کی افزونی کا باعث ہونی ہے اور باوجود یکساں ہونے علم و ہنر کے بڑے مستاجر کو زمین سے اتنا عوض نہیں ملتا جتنا چھوٹے زمیندار یا چھوٹے مستاجر کو جو ممکنات کرنے کی غرض کافی رکھتا ہو ملا کرتا ہے اسکا عوض گو کم ہوتا ہے مگر اسکے ساتھ یہ بھی تو ہے کہ اسکو نسبتاً کم ممکنات صرف کرنی پڑتی ہے اور چونکہ اسکو اپنے مزدوروں کو اجرت دینی پڑتی ہے اس لیے وہ زیادہ مزدوروں سے کام نہیں لیتا ہرچند چھوٹے چھوٹے کھیتوں کے طریقہ کی صورت میں زمین سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ہرچند بوجہ صدر ایسے انتظام کی صورت میں ملک زیادہ آدمیوں کی پرورش کر سکتا ہے مگر انگلستان کے مصنف عموماً یہ بات فرض کر لیتے ہیں کہ بڑی پیداوار یعنی وہ فاضل مقدار پیداوار کی

جو بعد پوروش مزارع کے بیچ رہتی ہی ایسے نظام کی حالت میں تھوڑی ہوتی ہی اور اس لئے تعداد اُن لوگوں کی جو کارہائے دستکاری و تجارت و جہاز رانی و حفاظت ملک و تعلیم و تدریس و نوشتہ خواند و مہمانت ملکی و مالی وغیرہ کو انجام دیں اور جنگی پوروش کا حصر اسی پس انداز پر ہی لامحالہ زیادہ نہیں ہو سکتی پس قطع نظر حالت سے کاشتکاروں کی مدینہ لامحالہ باعتبار ارکان اعظم سطوت و قوت ملکی کے اور بہت سی باتوں میں باعتبار فراغ بالی لوگوں کے کم مایہ ہوگا مگر واضح رہے ناظرین اوراق رہے کہ ان صاحبوں نے اس امر کو بلا خوض کامل کے فرض کر لیا ہی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ کشتکاری کی چھوٹی میزبان کے طریقہ میں نسبت بڑی میزبان کے طریقہ کے مدینہ کی وہ آبادی جو کاشتکاروں کو مشتمل نہیں ہوتی آبادی سے کاشتکاروں کے کم ہوتی ہی مگر کم ہونا اُس کا بجائے خود یعنی بلا لحاظ نسبت کے نتیجہ لازمی نہیں ہی یعنی اگر مجموع آبادی کاشتکاروں اور غیر کاشتکاروں کا بڑا ہو تو ممکن ہی کہ وہ جزو اُس کا جو غیر کاشتکاروں کو مشتمل ہی باعتبار خود عدد میں بڑا ہو مگر باعتبار یعنی بمناسبت کل آبادی کے کم اگر خام پیداوار زیادہ ہو تو ہو سکتا ہی کہ ہکی پیداوار باعتبار خود زیادہ ہو مگر بمناسبت کل پیداوار کے کم باوجود اس کے وینگ فیلڈ صاحب ان دونوں تصورات کو کہ جداگانہ ہیں مخلوط کر دیتے ہیں حساب کیا گیا ہے کہ ملک فرانس میں کل آبادی میں سے دو ثلث کاشتکار ہوتے ہیں اور انگلستان میں زیادہ سے زیادہ ایک ثلث اس صورت میں چونکہ ملک فرانس میں دو کاشتکاروں کی محنت سے صرف تین آدمیوں کی غذا طیار ہوتی ہی اور انگلستان میں انہیں دو کی محنت سے چھ آدمیوں کی اس سے وینگ فیلڈ صاحب یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کشتکاری انگلستان کی بہ نسبت کشتکاری ملک فرانس کی اس وجہ سے دو چند پیدا کرتی ہی کہ عمل باتفاق یعنی معرفت کے ذریعہ سے طریقہ مستحضر

میزان کبیر اپنے عمل میں زیادہ با اثر ہی لیکن اول تو ان واقعات کے بیان ہی میں مبالغہ ہی کیونکہ ملک انگلستان میں دو آدمیوں کی مستحنت سے چھ آدمیوں کی غذا پیدا نہیں ہوتی یا بیوقوفانہ کہ وہاں غیر ملکوں سے غلہ کچھ کم نہیں لایا جاتا اور ملک فرانس میں بھی دو آدمیوں کی مستحنت تین آدمیوں کی غذا سے زیادہ پیدا کرتی ہی کیونکہ ان تین آدمیوں کی غذا کے علاوہ مستحنت مذکور گاہ گاہ غیر ملکوں کے خرچ کے لیئے سن اور ریشم اور نیل اور تماکو اور شکر پیدا کرتی ہی اور یہہ اجناس انگلستان میں کلیہ غیر ملکوں سے لائی جاتی ہیں ملک فرانس میں چٹنی لکڑی عمارات وغیرہ کے کارخانوں میں صرف ہوتی ہی وہ اُسی ملک کی پیداوار ہوتی ہی بخلاف اس کے انگلستان میں وہ اور ملکوں سے لائی جاتی ہی ملک فرانس میں جو بڑی سے بڑی آگ جلانے کی چیز ہی اُس کا سرانجام کرنا اور فروخت کی جگہ تک پہنچانا کاشتکاروں کا کام ہی انگلستان میں جو آدمی اس کام کو انجام دیتے ہیں وہ کاشتکاروں کے چرگہ میں داخل نہیں *

مسود اوراق چوسوں اور آون وغیرہ اجناس کو حساب میں نہیں لیتا کیونکہ یہہ جنسیں دونوں ملکوں میں برابر پیدا ہوتی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس شراب انگوری و برانڈی کو جو خود ملک فرانس کے اندرونی خرچ کے واسطے بنائی جاتی ہیں کیونکہ ان کے مقابل انگلستان میں بیر وغیرہ اقسام شرابوں کی اُسی غرض سے بنائی جاتی ہیں انگلستان سے وہاں کے خاص اقسام کی شرابوں کا نکاس نہیں ہوتا بخلاف اس کے ملک فرانس سے شراب انگوری و برانڈی سارے ملکوں کو روے زمین کے ہر آمد کی جاتی ہی راقم پہلوں اور اندوں اور دیگر اجناس کا جو ہر آمد ہوتی ہیں ذکر نہیں کرتا مگر اس خیال سے کہ یہہ اسباب کمی ہوا غیر واجبی سببوں تصور نہ کیئے جائیں ہم اُن سے قطع نظر کر کے صرف قول مذکور الصدر پر بحث کرتے ہیں یعنی فرض کرو کہ فی الحقیقت

انگلستان میں دو آدمی چھہ آدمیوں کی غذا پیدا کرتے ہیں اور ملک فرانس میں اسی کام کے انجام دینے کے واسطے چار آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے پس ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے کیا بہہ امر لازم آتا ہے کہ انگلستان کو زیادہ پس انداز پر واسطے پورورش اُن لوگوں کے جو کاشتکار نہیں ہیں دست رس ہوگی جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہہ امر لازم نہیں آتا اسکا صرف یہہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ ملک کی کل پیداوار میں سے انگلستان اس کام میں بجائے ایک ٹلٹ کے دو ٹلٹ صرف کر سکتا ہے فرض کرو کہ ملک فرانس کی کل پیداوار انگلستان کی پیداوار سے دونی ہے تو ظاہر ہے کہ وہاں کی کل پیداوار کا پس انداز جو ایک ٹلٹ ہے انگلستان کی پس انداز کی مقدار میں کہ دو ٹلٹ ہے برابر ہوگا یعنی اگر کل پیداوار کو انگلستان کے نوے کے عدد سے تعبیر کریں تو ملک فرانس کی کل پیداوار ایک سو اسی ہوگی دو ٹلٹ نوے کا یعنی ساٹھ ایکسز آہی کے ایک ٹلٹ کے برابر ہے یعنی پس انداز دونوں ملک کا برابر ہوگا دونوں ملک کی پیداوار میں شاید دوٹے کی نسبت نہو شاید صورت واقعی یہہ ہو کہ ملک فرانس میں بوجہ زیادتی چھہ و سعی کے جو وہاں کی کاشتکاری کے طریقہ میں کی جاتی ہے اُٹنی ہی زمین سے بارہ آدمیوں کی غذا پیدا ہوتی ہے جتنی زمین سے انگلستان میں چھہ آدمیوں کی اور جو نفس الامر میں ایسا ہوتا ہو تو گو ملک فرانس میں آٹھ آدمیوں کی محنت سے بارہ آدمیوں کی غذا پیدا ہوگی اور انگلستان میں دو آدمیوں کی محنت سے چھہ آدمی پورورش پائینگے تاہم دونوں ملکوں میں تعداد اُن آدمیوں کی جو کھیتی نکریں اور اُڑ کاموں میں مصروف ہوں یکساں رہیگی راقم یہہ نہیں کہتا کہ صورت واقعی یہی ہے راقم جانتا ہے کہ باعتبار کل اوسط پیداوار فی بیگہ ملک فرانس کی بہ نسبت اوسط پیداوار فی بیگہ ملک انگلستان کے بہت کم ہے اور بناسبت وسعت اور زر ریزی دونوں ملکوں کے انگلستان میں غیر کاشتکاروں

کی آبادی بہت زیادہ مگر بالتحقیق جو سادہ پیمانہ وینگ فیلڈ صاحب نے مقرر کیا ہے اُس سے اس عدم مناسبت مقدار کا انداز نہیں کر سکتے یونائٹڈ سٹیٹس یعنی ممالک متفقہ امریکا میں حال کی خانہ شماری سے یہہ بات پائی گئی ہے کہ وہاں ہر پانچ گھروں میں آبادی کے چار گھر کاشتکاروں کے ہوتے ہیں پس اگر پیمانہ وینگ فیلڈ صاحب کا صحیح مانا جائے تو یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ملک مذکور میں محنت کاشتکاری بمناسبت محنت کاشتکاری ملک فرانس کے اور بھی کم پیدا کرتی ہے *

باعبار کل ملک کے فرانس کی کاشتکاری واقعی کچھ قدر غیر کامل ہے مگر اس میں کسی سبب خاص کو اتنا دخل نہیں ہے جتنا غالباً اس امر کو کہ وہاں کے لوگوں کی لیاقت اور چستی کاروبار محنت کا اوسط کم ہے اور جو یہہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کھیتوں کے بہت چھوٹا چھوٹا ہونے کو اُس میں کچھ قدر دخل ہے تو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ میزان صغیر کی مستاجری کا طریقہ سودمند نہیں ہے وہ صرف یہہ بات کہ ایک امر واقعی ہے ثابت کرتا ہے کہ ملک فرانس میں قطعات زمین کے جو مستاجروں کو دیئے جاتے ہیں بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں اور تعداد میں بے شمار اور متفرق و پریشان اب تک اس امر کا تصفیہ نہیں ہوا کہ باعتبار پکی پیدارار کے بڑی یا چھوٹی میزان کا طریقہ خصوصاً جب چھوٹا مستاجر ممالک زمین بھی ہو نافع ہے فی الحال اس معاملہ کی نسبت معتبر اور مستند لوگوں کی رائے میں اختلاف ہے اہل انگلستان میزان کبیر کے طرفدار ہیں اہل فرانس و دیگر اقوام فرنگستانی کی رائے دوسرے طریقہ کے رجحان کی طرف جھکتی ہے پروفیسر رو صاحب کہ اہل فن میں سے بڑے نامی اور معتبر ہیں یہہ مسئلہ قائم کرتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے اوسط درجہ کے کھیتوں سے صرف پیدارار خام ہی زیادہ حاصل نہیں ہوتی بلکہ پکی پیدارار بھی زیادہ حاصل ہوتی ہے گو کہ ان کے نزدیک ہونا کچھ قدر بڑے مالکان اراضی

کا واسطے جو روے کار لانے اصلاحوں کے ضروریات سے ہی مگر راقم کے نزدیک پیسی صاحب کی رائے اسباب میں بہت صائب اور متین ہی وہ ہمیشہ متعلق پکی پیداوار کے ارشاد کرتے ہیں کہ غلے اور چارہ کے لیئے بڑی میزبان نافع ہی اور چرن چیزوں کے پیدا کرنے کے لیئے زیادہ محنت اور توجہ کرنی پڑتی ہی آفکی زراعت کی واسطے چھوٹی میزبان باعث انتفاع ہی اور ان چیزوں میں وہ سوائے انکور اور زیتون کے جنکے ایک ایک درخت پر محنت مزید کرنی پڑتی ہی بہت سی قراچیوں کو مثل مٹو اور لوبیا اور آلو اور آروپی اور ادرک وغیرہ کے اور ایسے نباتات کو جنسے مصلحتہ دستکاری کا طیار ہوتا ہی داخل کرتے ہیں غرضکہ بموجب قول جمیع مستعمل مصنفوں کے چھوٹے چھوٹے کھیت واسطے بافراط پیدا کرنے چھوٹے چھوٹے اقسام پیداوار کشتکاری کے نافع ہیں یہہ بات ظاہر ہی کہ جو محنت کرنے والا اپنی اور اپنے کنیہ کی ضرورت سے زیادہ غذا زمین سے پیدا کرتا ہی وہ اُن لوگوں کی پرورش کے وسایل کی افزونی کا باعث ہوتا ہی جو کھیتی نہیں کرتے بالفرض جو اُس کی پیداوار کا پس انداز اتنا ہی ہو کہ اُس سے وہ صرف اپنے اور اپنے کنیہ کے لیئے کھڑا بہم کرسکے تو بھی کھڑا بنانے والے جو مزارع نہیں ہیں اُس کی پیدا کی ہوئی غذا زاید سے پرورش پائینگے پس ہر کھیتی کرنے والا کنیا جو اپنی حاجیات ضروری کا سامان پیدا کرتا ہی وہ پکی زراعتی پیداوار میں ملک کی افزونی کرتا ہی اور یہی ہی حال ہو آدمی کا جو اپنے وطن کی زمین پر محنت کرکے کچی پیداوار ملک میں بمناسبت اپنی کھائی ہوئی غذا کے زیادہ افزونی کرتا ہی اِس امر میں ہنوز جائے گفتگو ہی کہ آیا اُن اضلاع فرنگستانی میں بھی کہ جہاں اراضی بہت ہی چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوئی ہی اور جہاں مالکان اراضی خود اپنی ذات سے کھیتی کرتے ہیں افزونی تعداد مزارع کی اوپر زمین مذکور کے اِس غایت کے قریب پہنچتی ہی یا نہیں قریب پہنچتا تو محال ہی یہہ کہیئے کہ ہنوز اُس سے کچھ قدر دور رہی ہی یا نہیں واسطے ثبوت اِس امر کے شہادت واقعی موجود ہی کہ ملک فرانس

میں جہاں سب مانتے ہیں کہ اراضی بہت ہی چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوئی ہی کثرت مزارعین کے اس درجہ پر پہنچنے سے بہت بعید ہی کہ اُس کی جہت سے آبادی غیر مزارع کی پرورش کی استعداد میں کمی راہ پانے لگے اور یہ امر ایک تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ملک مذکور میں تعداد شہریوں کی بہت زیادہ ہوگئی ہی حتیٰ کہ حال میں افزونی شہری آبادی کی بمناسبت کل آبادی ملک کے کہیں زیادہ ہی چنانچہ سنہ ۱۸۵۱ع سے تا سنہ ۱۸۵۶ع جو افزونی آبادی کی شہر پیرس میں کہ دارالخلافہ ہی ہوئی ہی وہی تعداد میں کل افزونی سے آبادی سارے ملک کی کہیں زیادہ ہی اگر فارغ البالی میں شہریوں کے خلل نہ آنا ہو اور ظاہراً خلل کے راہ پانے کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی تو اس کثرت افزونی سے صاف یہ لازم آتا ہی کہ جو نسبتوں کے پیمانہ سے کہ غیر واجبی ہی اور برتنے کے قابل نہیں انداز کیا جائے تو بھی عمل کشتکاری میں قوت پیدا کرنے کی زیادہ ہوتی جانی ہی سوائے ازیں یہ اور کافی شہادت ہی کہ زیادہ اصلاح پائے ہوئے اضلاع میں ملک فرانس کے اور اُن اضلاع میں جو کچھ روز ہوئے کہ غیر اصلاح پائے ہوئے تھے پیداوار ملک کی تصبیاتوں کے خرچ میں بہت زیادہ صرف ہونے لگی ہی *

اس امر کے ذہن نشین ہونے کی جہت سے کہ جو خطائیں مصنفان عام سیاست مدنی سے سرزد ہوتی ہیں اُن میں سے مبالغہ اور ادعا بلا اثبات اسے قبیح ہیں کہ اُن سے بہت بچنا چاہیئے راقم نے اوایل کے نسخہ میں اس کذاب کے اُسی بیچ بیچ کے بیان پر قناعت کی جو اوپر ہوچکا ہی راقم کو اُس زمانہ میں یہ معلوم نہ تھا کہ بلا تجاوز کرنے کے روداد واقعی سے اسباب میں زیادہ سنگین طریق سے گفتگو کرسکتے ہیں اور کہ نفس الامر میں فن کشتکاری کے اندر ملک فرانس میں میرے بیان سے کہیں زیادہ ترقی ہوچکی ہی *

از روے اُس تحقیقات کے جو موسیرولی اونس صاحب نے حسب ایماء جلسہ علمائے سیاست مدنی و علم اخلاق ملکہ فرانس کے فرمائی ہی یہہ اُس ثابت ہوا کہ بعد غدر سنہ ۱۷۸۹ع کے ملک فرانس میں مقدار زراعتی پیداوار اور اُجرت اور نفع کی دوگنی ہوگئی ہی اور زمین کا لگان تو دوچند سے بھی کہیں زیادہ ہوگیا ہی اُس مستحق میں یہہ ہوا وصف ہی کہ جانب داری اُس کے پاس نہیں پھٹکتی اور چونکہ وہ صرف اسی امر کے اظہار میں سعی نہیں کرتا ہی کہ طریقہ فرانس کی کشتکاری کا کیا نتیجہ دے چکا ہی بلکہ اُس میں بھی کہ ہنوز اُس کو کیا کچھ اور کرنا باقی رہا ہی اُس صورت میں اُس کی نسبت یہہ شک پیدا نہیں ہو سکتا ہی کہ وہ اپنے قول کو کہینچ کے قیام کرتا ہی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ واسطے تردد میں لانے پچاس لاکھ ایکڑ اقتادہ زمین کے اور کم کرنے مقدار ہنچر زمین کے بقدر نصف اور دوگنا کرنے مقدار زراعتی پیداوار کے اور بڑھانے آبادی کے بشرح فیصدی تیس نعر اور دو چند کرنے اُجرت کے اور قہائی گنا کرنے لگان زمین کے ہمکو ۷۰ ہوس لگے اُس حساب سے ہمکو ابھی اور پچھتر برس تک انتظار کرنا چاہیئے تاکہ ہم اُس درجہ پر پہنچیں جہاں انگلستانی* فی الحال پہنچ چکے ہیں *

بعد سننے اُس شہادت کے کون کہہ سکتا ہی کہ چھوٹی جائدادوں اور چھوٹے کھیتوں کے طریقہ کی صورت میں زراعت کے کام میں اصلاح نہیں ہو سکتی البتہ صرف اتنی بات تنقید طلب رہی کہ بڑی اور چھوٹی میزان کے طریقہ میں سے کس طریقہ کے اندر اصلاح جلد اور بہت ہوتی ہی اور جو درنوں طریقوں سے بخوبی واقف ہیں اُن کی عموماً یہہ رائے ہی کہ ترقی اُسی صورت میں بہت ہوتی ہی کہ اُن درنوں طریقوں کے میل اور اختلاط واجبی سے کار روائی کیجائے *

اِس باب میں ہم نے چھوٹی اور بڑی میزان پر زراعت کے صرف باعتبار پیدائش اور با اثر ہوجانے محنت کے نظر ڈالی ہی کسی اور

مقام پر پھر اُن کی طرف توجہ کرینگے اور بتلائینگے کہ اُن کو تقسیم پیداوار اور بھبود میں کاشتکاروں کے کیا دخل ہی اور اِس لحاظ میں وہ اِسکے مستحق ہیں کہ اُنہو' خوص اور فکر کامل کی جائے *

باب دہم

در باب قوانین افزائش محنت کے

۱۔ جمیع عاملان یا لوازم پیدائش کی کیفیت کو ہم نے یہاں تک الگ الگ بیان کیا ہی اور یہہ بھی بتلا دیا ہی کہ اِن مختلف عاملوں کی قوت عملیہ کن وسایل سے تقویت پاتی ہی تاکہ بیان جمیع امور کا جو عمل پیدائش سے تعلق خاص رکھتے ہیں ختم ہو جائے ہمکو ابھی ایک اور امر فحیم بیان کرنا باقی رہا ہی *

واضح ہو کہ پیدائش ایک شی قائم نہیں ہی بلکہ وہ ایک ایسی شی ہی کہ جس میں روز بروز افزونی ہوتی ہی اگر توجہ دے ہونے قوانین ملکی اور کامل نہونے فنون معاش کے مزاحمت نہو تو پیدائش محنت کا میلان ہمیشہ افزونی کی طرف ہوتا ہی اور اِس میلان افزونی کی تقویت کچھ صرف اسی جہت سے نہیں ہوتی کہ پیدا کرنے والے اپنے وسایل عیش و آرام کے بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں بلکہ توجہ افزونی تعداد صرف کرنے والوں اشیاء مصنوعی کے علم سیاست مدنی میں کوئی اور امر اِس سے زیادہ فحیم نہیں ہی کہ اُس قانون کی تلاش کیجائے جسپر یہہ افزونی پیدائش کی موقوف ہی اور اُن قیود کو تحقیق کیا جائے جنکی افزونی مذکور بابت ہی اور یہہ بھی دریافت کیا جائے کہ عمل درآمد میں اِس افزونی کے کچھ حدود معین ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو وہ کیا ہیں سیاست مدنی کے مقدمات میں سے یہی مقدمہ ایسا ہی کہ اُس کو عوام کم سمجھتے ہیں اور جو غلطی اُس میں سرزد ہو جاتی ہی وہ آخر کو بڑی خرابی پیدا کرتی ہی *

• ہم اردو بیان کر آئے ہیں کہ ضروری لوازم پیدائش تین ہیں یعنی
 محنت راس المال اور عاملان طبیعی راس المال اُن جمیع لوازم بیرونی
 اور مادی کو حادی ہی جو ثمرہ محنت ہیں اور عاملان طبیعی اُن
 لوازم کو جو ثمرہ محنت نہیں مگر عاملان طبیعی میں سے ہمکو آئیں۔
 حساب میں نہ لینا چاہیئے جو بوجہ ہونے کے مقدار میں غیر محدود
 اور نہ آسکنے قبضہ میں کسی شخص خاص کے اور نہ تغیر پانے کے صفات
 میں ہمیشہ واسطے برابر مدد دینے عمل پیدائش کے جو کسی میزان پر
 بھی انجام دیا جائے آمادہ ہوں مثل ہوا اور روشنی آفتاب چونکہ اب ہم
 اُن امور کی تحقیق کرتے ہیں جو ہارج پیدائش ہیں نہ اُن کی جو
 مدد ہیں اِس لیے ہمکو بجز اُن عاملان طبیعی کے اور کسی کی طرف
 اشارت نہ کرنی چاہیئے جنکی مقدار یا جنکی قوت پیدائش میں احتمال
 نقصان ہو اور یہ سب نام سے زمین کے موصوم ہو سکتے ہیں جب زمین
 کو فقط اُس کے معنی متعارف میں مختزن پیداوار کشتکاری تصور کرتے
 ہیں تب بھی وہ اُن جمیع عاملان طبیعی میں سے سب سے بڑی عامل
 ہی اور جو اُس کے معنی کو وسعت دی جائے اور اُس کے مفہوم میں
 جمیع معدنیات کی کانوں اور مچھلیوں کی شکار گاہوں کو داخل کر لیا جائے
 یعنی جو کچھ اُسکی سطح پر پیدا ہوتا ہی اور اُسکے جرم کے اندر سے
 نکلتا ہی اور پانی میں جو کہیں کہیں اُسکو دھکے ہوئے ہی ملتا ہی
 اِن سب کو جو پیداوار زمین قرار دے لیں تو زمین کی مفہوم
 میں وہ سب چیزیں داخل ہو جائیں گی جن سے فی الحال ہماری
 غرض متعلق ہی پس بلا زیادہ کہینچا تانی کرنے کے معنی الفاظ میل ہم
 کہہ سکتے ہیں کہ محنت اور راس المال اور زمین لوازم پیدائش ہیں
 اور افزونی پیدائش کی انہیں کے خواص و صفات پر موقوف یہہ افزونی
 یا تو خورد انہیں تینوں چیزوں کی افزونی مقدار کا نتیجہ ہوتی ہی یا
 اُنکے پیدا کرنیکی فوٹ کی افزونی کا پس فانونی افزایش پیدائش لامحالہ

نتیجہ ہونا چاہیئے انہیں تینوں چیزوں کے قوانین کا اور افزائش پیدا کی کی حدود بھی کہ وہ کچھ ہی ہوں انہیں قوانین سے قائم ہونگی اب ہم ان تینوں چیزوں کا ذکر علی الترتیب متعلق قانون افزائی پیدا کی کرینگے یعنی قانون مذکور کی کیفیت کو باعتبار اُسکے انحصار کے اوپر محنت اور اس المال اور زمین کے علی الترتیب بیان کرینگے *

۲ افزوں ہونا محنت کا حقیقت میں افزوں ہونا آبادی کا ہی قوت تکثیر جو جمیع موجودات ذی حیات کی ذات میں وجود رکھتی ہے اُسکو غیر محدود تصور کر سکتے ہیں حیوانات اور نباتات کے انواع میں سے کوئی نوع ایسی نہیں ہے کہ اگر کل روے زمین اُسکے اور اُسکی غذا کے لیئے وقف کیجائے تو کچھ زمانہ میں وہ ایسے سارے قطعات کو زمین کے اپنے وجود سے نہ بھر دے جنکی آب و ہوا اُسکی نشو و نما کے لیئے سازگار ہو البتہ اس سرعت تکثیر کے مدارج مختلف قسم کی موجودات میں مختلف ہیں مگر ہر قسم میں سرعت تکثیر اُس قدر ہے کہ وہ واسطے بھر دینے روے زمین کے تھوڑی ہی مدت میں کافی ہے نباتات کی اقسام میں سے بہت سی قسمیں ایسی ہیں کہ اُن کا ایک ہی درخت ایک سال میں ہزار درخت کا تخم پیدا کرنا ہی اگر ان میں سے فقط دو ہی بیج پختگی پر آکر نشو و نما پائیں تو چودہ سال میں ان بیجوں سے سولہ ہزار اور کچھ زیادہ درخت ہو جائینگے اگر تعداد حیوانات کی مدت ایک سال میں چوگنی ہو جایا کرے تو یہ ہزاروں درجہ اعتدال سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی تاہم جو تعداد مذکور صرف پچاس سال میں چوگنی ہو تو بھی دس ہزار حیوان دو سو برس کی مدت میں بڑھتے بڑھتے تعداد میں پچیس لاکھ سے بھی کچھ اور زیادہ ہو جائینگے پس لامتناہی افزائی ضرب کے سلسلہ میں بڑھتی جاتی ہے نسبت عددی صرف مختلف ہی اس خاصہ موجودات ذی اعضا سے نوع انسانی مستثنیٰ نہیں ہے اُسکی قوت افزائش غیر محدود ہے اور جو یہ قوت اپنا

کامل عمل کرے تو اُسکی توفیر اُس سرعت سے ہو کہ باعث استعجاب ہو جائے باوجود اِسکے کہ یہہ قوت کبھی اپنا عمل کامل نہیں کرنے پاتی تاہم صورت حال سارکار میں جو اِس امر کو مشتمل ہی کہ زمین زرخیز ہو اور مردمان معتمدی اور دانشمند اُسپر بستے ہوں آبادی بلا لحاظ اُن لوگوں کے جو غیر ملک سے آکر آباد ہوتے ہیں کئی پشتوں تک تخمیناً بیس سال میں برابر درگنی ہو جانی ہی جہاں کی آب و ہوا موافق ہوتی ہی اور جہاں اوایل عمر میں کٹختا ہوئے اِکی رسم جاری ہی وہاں دیکھیئے کہ ایک ہی کنبے میں کنبے زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں اور بحال کی حالت میں علم حفظ صحت کی بصورت ہوتے آب و ہوائے موافق اور مہیا ہونے وسایل معاش کے اِن بچوں میں سے کتنے کم قبل از پہنچنے سن بلوغ کے ضایع ہوتے ہیں اِن امور پر نظر کرنے سے اظہر ہی کہ نوع انسانی میں استعداد افزایش اندازہ مذکور المصدر سے بھی زیادہ ہی اور جو ہم صرف یہہ فرض کریں کہ جس مقام میں حفظ صحت کا اچھا بندوبست ہوتا ہی وہاں ہر پشت کے آدمیوں کی تعداد تعداد سے پشت پیوستہ کے دو چند ہوئی ہی تو یہہ اندازہ بھی استعداد افزایش کا بہت ہی کم ہوگا بیس تیس ہوس ہوئے کہ اِن تفسیوں کے قائم کرنے کے لئے ضرورت پیش کرنے دلیلوں اور مثالوں کی تھی مگر بوجہ اپنی راستی اور استقامت کے وہ جمیع حاجتوں اور اعتراضوں پر غالب آئے اور اِس زمانہ میں تو اُنکو مسائل بدیہی میں داخل کرسکتے ہیں گو کہ بہ ارادہ نہ تسلیم کرنے اُن کی صداقت کے گاہ گاہ نئے نئے قیاس متعلق قانون افزایش گہرے جاتے ہیں مگر یہہ قیاس دیر پا نہیں اور اُنکو عوام الناس جلد بھول جاتے ہیں اسمعاملہ کی حقیقت واقعی کے سمجھہ لئے میں کچھہ اِن قیاسوں کے سبب سے دقت اور مشکل پیش نہیں آتی بلکہ بسبب نہ سمجھنے اُن اسباب کے بہ صفائی تمام جنکے اثر سے مسا اوقات اکثر مقاموں میں افزونی حقوقی نوع انسانی کے بہ نسبت اُسکی استعداد کی بہت کم ہر روز کار آئی ہی *

۳۔ گو تفہیم میں ان اسباب کے الجھاؤ ہو تاہم وہ بعیدالہم اور مستتر نہیں کیا سبب ہی کہ نسل خرگوشوں کی ساری سطح کو روے زمیں کے اپنے وجود سے نہیں بھر دیتی اس کا سبب کچھ فقدان قوت تولید نہیں ہی بلکہ اس سے بالکل مختلف یعنی کثرت عدد اور نہونا غذا ۷ کافی کا یعنی نرکھنا خوراک کا بقدر ضرورت اور بن جانا غذا اوروں کا نسل انسانی گو عموماً اس آفت نانی سے محفوظ ہی مگر اُسکے عوض میں آفات عوارض جسمانی اور کشت و خون جنگ پیکار اُس کے پیچھے لگے ہیں اگر افزائش انسان کی مثل افزائش دیگر حیوانات کے فقط تقاضے شہوت نفسانی پر مآل اندیشی جس کے نزدیک ہرگز نہیں پھٹکتی مہنی ہوتی تو اُس کے محدود ہونے کا بھی طریق ہونا جو دیگر حیوانات کی افزائش کے محدود ہونے کا ہی یعنی اولاد تو بمقدار قوت جسمانی انسان کے پیدا ہوتی اور اموات سے آبادی کی افزائش رکی رھتی مگر افعال میں انسان کے تھوڑا بہت مآل اندیشی اور دور بینی کو دخل ہوتا ہی اور یہی سبب ہی کہ وہ مثل دیگر حیوانات کے اپنی نسل نہیں بڑھاتا ہر شخص بہ تفاوت مدارج بتقاضے حزم اور دوراندیشی اور بتحریک دردمندی و خدا ترسی وجود میں لانے سے ایسی اولاد کے باز رھتا ہی جو بوجہ مصیبت و فقدان معاش صرف اِس لیئے وجود پائیں کہ قبل از وقت طعمہ اجل بنیں جس انداز سے انسان منزل حیوانیت سے درجہ اعلیٰ پر چڑھتا جاتا ہی اُسی انداز سے افزائش آبادی کی بوجہ خوف احتیاج احتمالی رکتی ہی اور جن صورتوں میں بھوکا مرنے کا خوف نہیں ہوتا اُن میں بھی اکثر آدمی بایں خوف تامل و تفاسل سے باز رھتے ہیں کہ مبادا ہماری مہیبت ظاہری بکترجائے اب تک سوائے ان دوسببوں مذکور الصدر کے کوئی اور ایسا سبب قوی تحقیق نہیں ہوا جو عموماً نوع انسانی کی میلان افزائش کو روکے غربا اور اوسط درجہ کے لوگوں میں سے اکثروں کا یہ

شیوہ ہی کہ جب کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اوایل عمر میں کٹنڈا ہوتے ہیں اور نسل کو بڑھاتے ہیں مگر وہیں تک کہ معاش کی جس حیثیت میں وہ خود پیدا ہوئے ہیں یا جس کو وہ اپنے رتبہ کے لائق جانتے ہیں اُس میں بسر کر سکیں یعنی تامل اور تفاسل کو اپنی حیثیت سے زیادہ بڑھنے نہیں دیتے اور اوسط درجہ کے آدمیوں میں سے بعض بعض اِس خیال سے کہ اپنی حیثیت و طریقہ معاش کو بہتر کریں اور بھی تامل اور تفاسل سے کھچے رہتے ہیں مگر ایسی خواہش مزدوروں کی جماعت میں بہت کم وجود رکھتی ہی اگر اُن میں اتنی گنجائش ہو کہ جس حالت، معیشت میں اُنہوں نے پرورش پائی ہی اُسی میں وہ اپنے عیال و اطفال کی پرورش کر سکیں تو اُن میں کے دور اندیش بھی اس حالت پر قانع ہو کر تامل و تفاسل اختیار کرتے ہیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ اُنکو اِس بات کا بھی پس و پیش نہیں ہوتا فقط قسمت پر بھروسہ کرتے ہیں یا یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر زندگی ہوگی تو خیرات سے بہت بھرتیئے مدینہ کے زوال کی حالت میں مثل اُس حالت کے جس میں فونگلستان زمانہ اوسط میں تھا اور بہت سے حصص میں ملک ایشیا کے فی الحال گرسنگی کی چہت سے آبادی میں افزائش نہیں ہونے پائی معمولی سالوں میں آدمی بھوکے نہیں مرتے بلکہ خشک سالی اور گرانی میں اور ایسے زمانے اُن حالتوں میں مدینہ کے اکثر واقع ہوتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں ایسے زمانوں میں بہت سے آدمی بوجہ نہ میسر آنے غذا اور حقوق عوارض جسمانی کے جو فقدان غذا کی چہت سے پیدا ہوتے ہیں مروجاتے ہیں اور اُس کے بعد چند اچھے سالوں میں پھر آبادی بڑھتی ہی اور پھر اُسی عذاب سے اُسکا دسواں حصہ تخریباً تلف ہو جاتا ہی جہاں مدینہ نسبتاً بہتر حال میں ہوتا ہی وہاں غربا میں سے شاید چند ہی ایسے ہونگے کہ چنکے پاس وجہ معاش بقدر سد رمق ہو ایسے مدینوں میں آبادی کی

انفرایش کثرت اموات سے نہیں رکتی بلکہ قلت تولید سے اور قلت تولید کئی طریق سے بزرے کار آتی ہی بعض ملکوں میں تو وہ اس کا نتیجہ ہوتی ہی کہ وہاں کے آدمی براہ دور اندیشی اپنے نفس کو روکتے ہیں اور لذات شہوانی سے پرہیز کرتے ہیں محنت مزدوری کرنے والے ایک خاص حالت میں بسر اوقات کے عادی ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اہل و عیال کی کثرت کی جہت سے وہ اُس حالت سے بدتر حالت میں ہوجائینگے یا اُن کی اولاد اُن کی حالت میں بسر نکرسکیگی اور اِس لیے وہ اِس بدتر حالت میں گرفتار ہونا قبول نہیں کرتے ناروے اور سوئیٹزرلینڈ ایسے ملک ہیں کہ وہاں کے باشندے مدت دراز سے اِس دوراندیشی اور نفس کشی کے عادی ہیں اُن دنوں ملکوں میں آبادی بہت کم ہوتی ہی اور اُس کی افزونی میں رکارت کچھ کثرت اموات سے نہیں ہوتی بلکہ قلت تولید سے وہاں تولید اور اموات دونوں نسبتاً آادی کے بہت کم ہیں فنلستان میں اوسط زمانہ حیات کا اور سب ملکوں سے زیادہ ہی یہاں کی آبادی میں تعداد بچوں کی کم اور تعداد جوانان چاق اور تندرست کی بہ نسبت تعداد جوانان چاق اور تندرست دیگر بلاد روم زمین کے کہیں زیادہ بوجہ قلت تولید آدمیوں کے مدت عمر طویل ہوتی ہی کیونکہ وہ فارغ البال اور اِس لیے مرفہ الحال ہوتے ہیں جس دور اندیشی سے اسباب افلاس سے کفارہ کشی کی جاتی ہی وہی دور اندیشی بلاشبہ اِس کے بھی مقتضی ہوتی ہی کہ اسباب عوارض جسمانی سے پرہیز کیا جائے اور یہ بھی بیان کرنے کے لائق ہی کہ یہی دنوں ملک مذکورالصدر جو دور اندیشی اور عاقبت بینی کے لیے ممتاز ہیں وہی اسلئے بھی مشہور ہیں کہ وہاں کے زمیندار چھوٹی چھوٹی جائدادوں کے مالک ہیں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ اہل مدینہ بذات خود شاید کاربند دور اندیشی اور احتیاط نہیں ہوتے مگر سرکار اُن کی طرف سے بنظر دوراندیشی اور عاقبت بینی یہ قاعدہ جاری

گردیتی ہی کہ جب تک زن و مرد یہہ ثابت نہ کریں کہ وہ بے آسائشی و آسودگی بسر کر سکیں گے تب تک بدوند مناکحت انہیں نہونے پائے۔ مذکور ہی کہ ایسے قوانین کے مانکحت اہل مدینہ اچھی حالت میں بسر کرتے ہیں اور اولاد حرام کی بھی اُنہی کثرت نہیں ہوتی جتنی کی توقع ہوسکتی ہی بعض مقاموں میں پڑھیزگاری افران کی آبادی کی افزایش کے روکنے میں اُنہی با اثر نہیں ہوتی جتنی کوئی عادت عام یا شاید کوئی عادت خاص اہل ملک کی *

آٹھارویں صدی سنہ عیسوی میں انگلستان کے کرسائی پرگنات میں افزایش آبادی کی اس سبب سے بطریق کامل رکھی رہی کہ وہاں کے کشنکاروں کو مکان رہنے کے واسطے نہیں ملتے تھے اُس زمانہ میں ان پرگنات کے اندر یہہ رسم جاری تھی کہ ناکتخدان مزدور اپنے آقا کے ساتھ رہتے اور کھانا کھاتے فقط مزدوران کتخدان قریات میں مکان بڑا کر بستے اور چونکہ قوانین مساکین کے عمل در آمد کی جہت سے ہر اہل محلہ پر فرض تھا کہ اپنے محلہ کے محتاجان ہیکار کی پرورش کرے اس لیے اہل چنڈاد تروبیج میں رسم کتخدانی کے سنگ رہا ہوتے آٹھارویں صدی کے ختمہ پر جب لڑائیوں اور دستکاریوں کے انجام دینے کے لیے آدمیوں کی ضرورت پیش آئی اسوقت بوہانا آبادی کا حب الوطنی میں داخل ہوا اور اُسی زمانہ میں چونکہ مستاجران زمین کو یہہ منظور ہوا کہ ہم بھی مثل اہل دولت کے بسر کریں اور چند سال کی ارزانی متواترہ نے اس خواہش کی تقویت کی اس لیے اُنہوں نے اپنے مزدوروں کو اپنے پاس سے دور پھینکا چاہا اور مساکین کے قوانین کی تعمیل میں جو بددیانتی برروے کار آنے لگی اس لیے بخیمال کفایت روپیہ کے اُنہوں نے اپنے مزدوروں کو قریات میں بھیجتنا شروع کیا اور زمینداروں نے بھی اس امر کی اجازت دی کہ یہہ لوگ قریات میں مکان بنائیں بعض ملکوں میں یہہ رسم ہی کہ جب

تک لڑکیاں اپنے ہاتھ کی سعی سے بذریعہ قاتنے اور بننے کے سامان چھڑ
 بمقدار کافی طیار نکالیں شادی نکریں اور مذکور ہی کہ اس رسم نے ملک ہائے
 مسطور میں افزائش آبادی کو بہت روکا فی الحال انگلستان میں دور
 اندیشی کا اثر افزائش آبادی کے روکنے میں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
 جس زمانہ میں تجارت کی کساد بازاری ہوتی ہے اس زمانہ میں
 ایسے پرگنات کے اندر کہ جہاں دستکار حرقوں کو انجام دیتے ہیں
 کٹھنڈائی کی شادیاں بہت کم ہوتی ہیں آبادی میں افزونی بمقدار
 قلیل ہونے کے کچھ ہی اسباب ہوں مگر یہ ثابت ہے کہ جب تامل
 اور تناسل سے باز رہنے کے اسباب میں کمی راہ پاتی ہے افزائش فوراً
 سریع ہونے لگتی ہے ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ جو مزدوروں کی
 حالت معیشت میں اصلاح کی جائے تو انکو بجز چند روز کی آسودگی
 کے کوئی اور نفع پہونچے یہ آسودگی چند ہی روز میں بوجہ افزوں
 ہوجانے انکی تعداد کے معدوم ہوجاتی ہے مزدوروں کو جب آسودگی
 حاصل ہوتی ہے تو وہ اس سے عموماً اس طریق سے تمتع اٹھاتے ہیں کہ
 لامحالہ آبادی زیادہ ہوجائے اور اس لیئے نئی نسل کو وہ آسودگی حاصل
 نہیں رہتی *

جب تک یا تو بذریعہ تعلیم و تہذیب اور یا عادت ڈالنے اس امر
 کے کہ بہتر طریق سے باسائش بسر کیا کریں مزدوروں کو یہ نہ سکھایا جائے
 کہ مرفع الحالی سے بہ بہترین طریق فائدہ اٹھائیں تب تک ممکن نہیں
 کہ ان کے حق میں کوئی اصلاح دائمی کی جائے نہایت پر امید تدبیریں
 صرف یہ نتیجہ دیتی ہیں کہ تعداد آدمیوں کی زیادہ ہوجاتی ہے مگر
 انکی آسودگی اور فارغ البالی میں کچھ اصلاح نہیں ہوتی جتنی ترقی
 علم اور تہذیب میں بروزے کار آئی ہے اتنا ہی طریق معیشت بہتر
 ہوتا جانا ہے اور کچھ شبہ نہیں ہے کہ فرنگستان غریبی میں یہ
 طریق روز بروز گہر بتدریج بہتر ہوتا جائے گا غذا اور چاکری کی جستجو

کثرت چالیس سال گذشتہ میں ہوئی ہے اس قدر پہلے کہی نہیں ہوئی تھی مگر سنہ ۱۸۲۱ ع سے ہر بار کی خانہ شماری سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر سال نسبت سال پیدوار کے افزایش آبادی کی کم ہوتی ہے ملک فرانس میں پیدوار کشتکاری اور محنت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے مگر ہر پانچویں سال کی خانہ شماری سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کل آبادی کی نسبت سے تولید کم ہوتی ہے *

معاملہ آبادی کا متعلق حالت معیشت مزدوروں کے دوسرے مقام پر شرح و بسط سے بیان کیا جائیگا یہاں ہسکو اُس سے صرف اتنی غرض ہے کہ اسباب پیدایش میں سے وہ بھی ایک سبب ہے اور اس اعتبار میں ہسکو اس بات کا ظاہر کرنا لازم آیا کہ آبادی میں قوت افزایش بے حد و غیر نہایت ہے اور اُن اسباب کو بھی بیان کرنا پڑا جنکے سبب سے صرف ایک جزو قلیل اس قوت کا عموماً اپنا عمل کرنے پاتا ہے اس مختصر بیان سے قوت افزایش آبادی اور اسباب مذکور الصدر کے فراغت پاکر اب ہم باقی لوازم پیدایش کے بیان کی طرف توجہ کرتے ہیں *

باب یازدہم

مہرباب قانون افزایش راس المال کے

”محنت اور راس المال اور زمین لوازم پیدایش ہیں باب ماسبق میں ہم یہ امر دریافت کرچکے کہ ان لوازم کے رکن اول سے موانع افزونی پیدایش وجود نہیں پاتے یعنی محنت کی طرف سے کوئی مانع افزونی پیدایش کہ کتنی ہی وسیع اور سریع ہو وجود نہیں رکھا آادی میں یہ قوت ہے کہ برابر و بسرعت سلسلہ ضرب میں بڑھتی جاتی ہے اگر پیدایش کا حصر صرف محنت پر ہوتا تو پیدوار بھی اُسی نسبت سے بڑھتی جس نسبت سے کہ آبادی بڑھا کرتی ہے اور جب تک بوجہ باقی نرہنے زمین کے تعداد نوع انسانی کی قائم نہولیتی تب تک

اُسکی افزونی کسی حد سے محدود نہ تھی مگر محنت کے علاوہ پیدائش کے اور بھی لوازم ہیں اور انہیں سے جس قدر فی الحال اس باب میں بحث کی جائیگی وہ اس المال ہی ظاہر ہی کہ کسی ملک خاص میں یا کل سطح پر روے زمین کے اُن کے آئندہوں سے زیادہ آدمی نہیں ہو سکتے جتنی پیدوار زمانہ سابق سے تا حاصل آنے پیدوار سال حال کے پرورش پاسکتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہی کہ کسی ملک خاص یا کل دنیا میں اُن سے پیدا کرنے والے مزدوروں سے زیادہ مزدور نہ ہونگے جتنے کہ اُس حصہ سے پیدوار محنت زمانہ سابق کے پرورش پاسکتے ہیں جسکو مالکان پیداوار نے بغرض آئندہ کو انجام دلانے عماہائے پیدائش کے اپنے صرف سے بچایا اور جسکو اس المال کہتے ہیں اس لئے ہم کو اب اُن اسباب کو تحقیق کرنا چاہئے جنہر افزونی اس المال کی موقوف ہی اور جن سے برکت اُس افزونی کی متعین ہوتی ہی اور یہ بھی دریافت کرنا چاہئے کہ اس افزونی کی حدود ضروری کیا ہی چونکہ سب اس المال پیداوار بچت ہوتا ہی یعنی نتیجہ اجتذاب کا صرف حالیہ سے بمراد فائدہ آئندہ کے پس اُسکی افزونی دو امر پر موقوف ہوگی یعنی ایک تو مقدار پر اُس ذخیرہ کے جس سے بچت کی جائے دوم قوت پر اُس میزانِ خاطر کے جو انسان کو بچا رکھنے یعنی پس انداز کرنے پر برانگیختہ کرتا ہی *

ذخیرہ جسمیں سے پس انداز کر سکتے ہیں پیدوار محنت کا وہ حصہ فاضل ہوا کرتا ہی جو پیدوار مذکور سے بعد سر انجام کر دینے حاجات ضروری اُن جمیع اشخاص کے جو عمل پیدائش کے انجام دینے سے سرکار رکھتے ہیں باقی رہجاتا ہی اور ان اشخاص میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو مصالحہ صرف شدہ کی تجدید اور اس المال مستقر کی مرمت کرتے ہیں کی صورت میں اس حصہ فاضل سے پیدوار محنت کے زیادہ پس انداز نہیں ہو سکتا ہر چند عمل درآمد میں اتنا بھی پس انداز نہیں ہونے پانا مگر اس قدر حصہ پیدوار کا پس انداز ہوندا

ممکن ہی اسی ذخیرہ سے پیدا کرنے والوں کا سامان تعینش یعنی وہ سامان جو حاجات ضروریہ سے زیادہ اور اُن کے علاوہ ہوتا ہی سوانجام پاتا ہی اُسی سے اُن لوگوں کی پرورش ہوتی ہی جو بذات خود عمل پیدائش انجام نہیں دیتے اُسی مخزن سے راس المال میں افزایش کیجاتی ہی وہی گویا پکی پیدادار ملک کی ہوا کرتی ہی پکی پیدادار کے معنی اکثر وسیع نہیں لیئے جاتے اُس سے فقط وہ نفع اہل راس المال یا لگان مالک زمین اِس خیال سے مراد لیجاتی ہی کہ راس المال کی پیدادار میں سوائے اُس شی کے کوئی اور شی داخل نہیں ہوسکتی جو مالک راس المال کو بعد مجزا دینے جمیع اخراجات کے باقی بیچ رہے مگر یہہہ معنی ہرے تنگ ہیں کیونکہ مزدوروں کو کام سے لگانے والے کا راس المال مزدوروں کی آمدنی کا مخزن ہی اور جو یہہہ آمدنی اُن کی حاجات ضروریہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو حصہ فاضل کو اپنی آمدنی کے وہ لوگ یا تو فراہمی سامان تعیش میں صرف کرینگے یا اُس کو بچا رکھینگے پس واسطے ہر امر کے جسکے بامیں پکی پیدادار محنت کی بچست کی ضرورت پیش آتی ہی اِس حصہ فاضل کو یہی اُس میں شامل کرنا چاہیئے اور جب اُسکو شامل کرلیا جائیگا تبھی پکی پیدادار ملک کی اُسکی قوت عملی کا پیمانہ ہوسکیگی اسی مقدار کو خواہ سرکار خواہ اہل مدینہ کارہائے نفع عام کے انجام دلانے یا تعیش و کامرانی میں صرف کوسکتے ہیں مدینہ کی پیدادار میں سے یہی حصہ ایسا ہی کہ اُسکو جس طرح چاہو صرف کرو چاہے کھاؤ اوراؤ چاہے انتفاع آئندہ کے لیئے پس انداز کرو پس یہہہ ذخیرہ یعنی یہہہ پکی پیدادار یا یہہہ فاضل حصہ پیدادار ملک کا جو بعد رفع کرنے حاجات ضروری اہل پیدائش کے بیچ رہنا ہی ایک رکن ہی اُن ارکان سے جو مقدار پس انداز کا تعین کرتے ہیں بعد پرورش اور ہوداخت محنت کرنے والوں کی محنت سے جتنی زیادہ پیدادار حاصل آئیگی اتنی زیادہ پس انداز کرنے کے لیئے جنس موجود ہوگی یہی امر کچھ قدر اِستلزام

کی بھی اعانت کرتا ہی کہ کسقدر پس انداز کیا جائیگا اُمید حاصل کرنے آمدنی کی پس انداز کے ذریعہ سے ایک جزو ہی اُس غرض کا جو آدمی کو پس انداز کرنے پر آمادہ کرتی ہی یعنی جب راس المال پیدائش کے عمل میں لگایا جاتا ہی وہ عمل کے پورا ہونے پر اپنی تجدید ہی نہیں کرتا بلکہ کچھ قدر اپنی مقدار میں افزونی کرتا ہی اور جسقدر یہہ افزونی یعنی نفع زیادہ ہوتا ہی اتنی ہی راس المال کے جمع کرنے کی غرض زیادہ ہوتی ہی جو شی پس انداز کرنے کی ترغیب کو مشتمل ہی وہ بالمشبہہ اُس کل ذخیرہ کو مشتمل نہیں ہی جس سے پس انداز ہو سکتا ہی یعنی کل پکی پیدوار کو زمین اور راس المال اور محنت ملکی کے بلکہ اُس کے صرف ایک جزو کو جو اہل راس المال کا نفع ہوتا ہی اور جسکو اصطلاح میں اِس فن کے ہونجی کا نفع کہتے ہیں پس اُن توضیحات کے ماقبل جو بعد ازیں کیپٹائینگی یہہ امر پاسانی ذہن میں آسکتا ہی کہ جب پیدا کرنے کی قوت محنت اور راس المال کی عموماً بڑی ہوگی تب غالب ہی کہ اہل راس المال کو بھی عوض زیادہ ملیگا اور عموماً کوئی نسبت جو گو ہمیشہ شاید ایک سی نہ رہی عوض محنت اور عوض میں راس المال کے قائم ہو جائیگی *

۲ مگر معلوم رہے کہ پس انداز کرنے کی خواہش کلیہ خارجی ترغیب یعنی مقدار پر اُس نفع کے موقوف نہیں ہوتی جو پس انداز مذکور سے حاصل ہو سکتا ہی ؛ و نہ دیکھنے میں آتا ہی کہ باوجود یکساں ہونے ترغیب مذکور کے مختلف آدمیوں اور مختلف بستوں میں مدارج اِس خواہش کے مختلف ہوتے ہیں مال جمع کرنے کی خواہش یا اثر اپنی قوت میں صرف بمناسبت اختلاف صفات ذاتی ہر متفلس کے ہی غیر مساوی نہیں ہوتی بلکہ بمناسبت حالت عامہ اہل مدینہ اور اُن کے علم و دانش کے مثلاً دیکر صفات اخلاقی کے وہ بھی ایک ایسی صفت ہی کہ اُس کے مدارج و مراتب نوع انسانی میں بمطابق

اختلاف صورت حال اور درجے اُس کی ترقی کے مختلف ہوتے ہیں *

جن معاملات کی بحال تطویل اُس کتاب میں شرح و بسط سے تحقیقات کرنے کی گنجائش نہیں اُن کی نسبت بہت خوشی کا مقام ہے کہ ہم اور کتابوں کی طرف جن میں اُن کی کیفیت مفصل اور مشرح دج ہی اشارت کر سکتے ہیں مثلاً بمعاملہ آبادی یہہ خدمت مشہور اور نامی مصنف مالتھس صاحب نے اپنی کتاب سیاست مدنی میں انجام دی ہے جس معاملہ سے ہمارے حال کی بحث تعلق رکھتی ہے اُس کے باب میں ہم باعتبار تمام توجہ کو ناظرین اور اُن کے ایک اور کتاب کی طرف جو گو اُنہی مشہور نہیں ہی مدعطف کر سکتے ہیں یعنی بطرف نئے اصول سیاست مدنی مولفہ رائی صاحب کے مؤلف کی نظر سے کسی اور کتاب میں تشریح اُن اسباب کی جن سے فراہمی اور اجتماعِ راس المال کا تعین ہونا ہی اُنہی بسط سے نہیں گذری جتنی بسط سے کہ اس کتاب میں ہر قسم کا جمع کرنا مال کا اس کو مشتمل ہے کہ فلاح حالہ سے بحال فلاح آئندہ اجتناب کیا جاوے مگر مصلحت ایسے اجتناب کی مختلف صورتوں میں مختلف ہوا کرتی ہے اور خوشی سے اجتناب کرنے کے مدارج اور بھی مختلف ہوتے ہیں مستقبل کو جب حال سے مقابل کیا جانا ہی تو بے ٹہنائی ہونا جمیع معاملات مستقبل کا ایک رکن اعظم ہو جاتا ہے اور اُس بے اعتباری کے مدارج مختلف ہوتے ہیں پس جمیع اسباب جو اُس یقین کو بڑھائیں کہ جو بندوبست ہم آگے کے لیئے کرتے ہیں اُس سے ہم اور ہمارے متوسل فائدہ اٹھائیں گے وہ مال جمع کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کو براہِ راجحی ریاہ کرتے ہیں مثلاً آب و ہوائے سازگار یا تندرستی دینے والی حروف بوجہ افزوں کرنے احتمالِ درازی عمر کے خواہش مذکور کو بڑھاتی ہے چہ اُن میں بیخطر شغلوں میں مصروف ہوتے

ہیں یا تندرستی بخشنے والے مقامات میں ہوں و باطن رکھتے ہیں تو وہ زیادہ جز رس اور کفایت شمار ہوتے ہیں بہ نسبت اُس زمانہ کے کہ شغلِ ہاے ہر خطر میں مصروف ہوں اور آب و ہواے متخالف و مضر میں کہ باعثِ زوالِ حیات ہو تو طعن رکھے ہوں ملاح اور سپاہی فضولی کرتے ہیں اخراجات باشندگانِ ہند اور ویسٹ انڈیز و ندو اور لیونز کے بے اندازہ ہوتے ہیں اور جب بھی لوگ فرنگستان کے تندرستی دینے والے اضلاع میں آکر آباد ہوتے ہیں اور گردابِ خوشِ وضعی اور میزِ مہنشی میں نہیں پھنستے تو وہ کفایت سے بسر کرنے لگتے ہیں جنگ و پیکار و امراض و بوائی کے زوال کے بعد جو جو برائیاں اور خرابیاں ظہور کرتی ہیں اُن میں فضولی اور عیاشی بھی داخل ہیں جو امرِ کار و بارِ مدینہ کو صورتِ قیام اور بیخطرگی کی دیتا ہی وہ انہیں سببوں کی چھت سے ہس انداز کرنے کی خواہش کو تقویت دیتا ہی اس لحاظ میں اُمید کو قیام امنِ امن کے اور اچھے انتظام اور اجراءِ قوانین کو بہت دخل ہی جتنی امنیت اور بیخطرگی زیادہ ہوگی اتنی ہی خواہش ہس انداز کرنے اور مالِ جمع کرنے کی اپنے عمل میں زیادہ با اثر ہوگی چہاں مال کی حفاظت کم ہوتی ہی اور ایسے انقلاب کہ باعثِ زوالِ قیامت ہوں متواتر برروے کار آتے ہیں وہاں چند ہی آدمی ہس انداز کرتے ہیں اور یہہ چند بھی جب تک اپنے اس مال سے زیادہ انتفاع حاصل کرنے کی اُمید نہیں رکھتے تب تک تعیشِ حالیہ سے بامید نفعِ موعودِ آئندہ باز نہیں دھتے یہہ ایسے خیالات ہیں کہ اُن سے مصلحتِ اس امر کی متاثر ہوتی ہی کہ آئندہ کے فائدہ کے لیئے حال میں تعیش سے اجتناب کرنا چاہیئے نلاح اور تعیشِ حالیہ سے اجتناب کرنے کا میلان کلیہ اُس کی مصلحت یعنی مناسب ہونے پر موقوف نہیں کیونکہ کبھی تو وہ اُس حد سے کہیں کم اور کہیں اُس حد سے بدرجہہ زیادہ ہو جانا ہی جو عقلِ دور اندیش مقرر کرتی ہی ۔

دولت جمع کرنے کی خواہش کی قوت میں یا تو بوجہٴ سرور تدبیر اور کوتاہ اندیشی کے کمی راہ پاتی ہی یا اس وجہ سے کہ دوسروں کے نفع و نقصان کا خیال نہیں ہوتا سرور تدبیر اور کوتاہ اندیشی اسباب عقلی اور اخلاقی پر مبنی ہوسکتی ہی جماعتوں کی جس افراد میں دانش و ذکا بہت ہی کم ہوتی ہی وہی ہمیشہ کوتاہ اندیش و بد تدبیر ہوتی ہیں تاکہ انسان کی قوت متخیلہ اور ارادہ پر خیال امور مستقبل اہنا کچھ اثر پیدا کرے ضرور ہی کہ اُس کے قوائے عقلی نے کچھ قدر نشو و نما پایا ہو جس قدر پس انداز فی الحال اس خیال سے جمع کیا جاتا ہی کہ اُس سے اوروں کو فائدہ حاصل ہو مثلاً واسطے تعلیم اور آسودگی اولاد کے یا واسطے آئندہ کی آسودگی رشتہ داروں کے یا واسطے تقویت دینے ایسے امور کے جن سے عوام یا خواص کا فائدہ ہو اگر اُس کی مقدار پر نظر کیجئے تو تسلیم کیا جائیگا کہ اوروں کے نفع و نقصان کے خیال کے نہونے کو اجتماع مال کی کمی میں بڑا دخل ہی اگر نوع انسانی کے دل کا عموماً وہی حال ہوتا جو کچھ قدر روپیوں کا اُن کی سلطنت کے زوال کے زمانہ میں تھا یعنی جو وہ اپنے وارثوں و دوستوں و خویش و اقارب اور عوام الناس اور ایسی چیزوں کا جو اُن کے بعد باقی رہیں کچھ بھی خیال اور فکر نہ رکھتے تو ظاہر ہی کہ وہ پس انداز کرنے کے خیال سے کسی بھی تعیشِ حالیہ سے باز نہوتے اور اپنی آمدنی سے صرف اُس قدر بچا رکھتے کہ واسطے اُن کی بسرِ آئندہ کے ضرور ہوتا اور اس پس انداز کو یا تو وہ خرید میں وظیفہ خیالی کے مصرف کرتے یا کسی ایسے کام میں لگاتے جس سے رقم مذکور اُن کی حیات تک قائم رہتی *

۴ ان مختلف عقلی و اخلاقی اسباب کی جہت سے مختلف حصص میں نوع انسانی کے بمعاملہ ماں جمع کرنے کی خواہش کی قوت کا اثر کے اُس اختلاف کی نسبت سے زیادہ بڑا اختلاف ہی جو عموماً

لوگوں نے بیان کیا ہے بہ نسبت اور اسباب کے جنگی طرف توجہ زیادہ مائل ہوتی ہے اس خواہش خاص کی کمی کو علم و دانشمندی کے ہیں پا رکھنے میں زیادہ دخل ہے مثلاً قوم شکاری کی صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آدمی بالضرور کوتاہ اندیش ہونکے اور اُن کو امور مستقبل کا خیال نہ ہوگا کیونکہ ایسی حالت کے اندر زمانہ استقبال میں کوئی شے اس طرح کی پیش نظر نہیں ہوتی جو صحت اور تصدیق کے ساتھ مشہور ہو یا جسکا ہندوبست ہو سکے علاوہ فقدان ایسی اغراض کے جو استعداد حالیہ کی استعانت سے لوگوں کی طبایع کو واسطے ہندوبست حاجات آئندہ کے رغبت دلائیں اُنہیں وہ عادتیں دیکھنے اور عمل کرنے کی وجہ نہیں رکھتیں جو نفس ناطقہ میں اُن امور بعیدہ کو پیوند دینے والے سلسلہ سے واقعات کے ربط دائمی دیتی ہیں پس اگر کافی غرضیں واسطے ظہور میں لانے اُس جہد و سعی کے پیدا بھی کیجائیں جو اُس پیوند کے دینے کو واسطے درکار ہیں تو بھی ضرورت اُس تعلیم کی باقی رہتی ہے جسکے سبب سے نفس ناطقہ اس نہج سے فکر و عمل کیا کرے کہ پیوند مذکور قائم ہو جائے مثلاً کنارہ پر دریائے سینٹ لارنس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں اصل باشندگان ملک کے موجود ہیں ان گاؤں کے گرد و پیش عموماً بہت سی زمینیں واقع ہیں جسپر سے ظاہراً مدت دراز سے جہازی پاک و صاف کی گئی ہے علاوہ اِس پاک و صاف کی ہوئی اراضی کے دیہات مذکور سے قطعات وسیع جنگلوں کے متعلق ہیں مگر صاف کی ہوئی زمینیں پر کبھی تردد نہیں کیا جاتا اور نہ جنگلی قطعات کیطرف کبھی بارانہ کشتکاری رخ کیا جاتا ہے اول تو زمینیں خود ہی زرخیز ہی اور اگر زرخیز نہ تو بھی ان دیہاتیوں کے گھروں کے گرد و پیش کھاد کے انبار پڑے رہتے ہیں اگر ہر کذبہ بعد احاطہ کر لینے کے ایک بیگہ بھی اِس زمین کا جوتے بوٹے اور اُس پر آو وغیرہ اچلاسن پیدا کرے تو اِس بیگہ بھر زمین سے اتنی جنس پیدا ہو کہ چھ مہینے کے صرف کے لیے سارے کنبہ کے کھیت کرے

یہہ لوگ کبھی کبھی غایت احتیاج کی جہت سے تکلیف شدید اٹھاتے ہیں بلکہ اس احتیاج اور گاہ گاہ کی بے اعتدالی کے سبب سے ان کی تعداد گہٹتی جاتی ہی یہہ کھلی جو ہمکو باعث استعجاب ہوتی ہی کچھہ اس وجہہ سے وجود نہیں پاتی کہ ان لوگوں کو معذرت کرنے سے تنفر ہی بخلاف اس کے جب ان لوگوں کو جلد عرض ملنے کی توقع ہوتی ہی تو وہ کمال ہی سعی سے معذرت کرتے ہیں مثلاً ملاوہ شغل خاص شکار کرنے اور مچھلی مارنے کے جسموں مصروف ہونے کو وہ ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں یہہ لوگ دروازے مذکور پر کار ملاحی اور کشتی بانہی میں ہمہ تن سرگرم رہتے ہیں ان کو بڑی بڑی کشتیوں میں چڑھ مارتے اور بانس لکاتے دیکھا ہی بڑوں کو ایسے مقامات سے نکال لیجانے میں کہ جہاں دریا کی رو تیز ہوتی ہی انہیں لوگوں سے مدد لیجانی ہے اور نہ معذرت کشتکاری سے تنفر باعث امتناع زراعت ہی ان لوگوں میں بلاشبہ یہہ تعصب تو ہے کورے تعصب دور ہوسکتے ہیں مگر اصول عمل پیدا نہیں ہوسکتی جب کشتکاری کی معذرت کا عوض جلد اور مقدار میں کثیر ملتا ہی تو یہہ لوگ کاشتکار بھی بنتجاتے ہیں چنانچہ بعضے چاروئے جزائر بحر سینٹ فرانسس کے جو متصل سینٹ ریجس کے کہ جنہیں اصلی باشندے ملک کے بوند و باش رکھتے ہیں، واقع ہیں واسطے زراعت جوار ہاجرہ کے خصوصیت رکھتے ہیں اور اس قسم کا غلہ بمناسبت مقدار تخم کے اپنی مقدار میں سو گنا پیدا ہوتا ہی اور نیم ختم حالت میں بھی فائزہ کے ساتھ کھانے میں آتا ہی اور تغذیہ پہنچانا ہی اور اسی سبب سے یہہ لوگ ان جزائر کے بہترین قطعات ہر زمین کے ہر سال تردد کرتے ہیں اور چونکہ یہہ قطعات ایسے مقاموں پر واقع ہوتے ہیں کہ موشی کو ان تک رسائی نہیں ہوتی اس لیے ان لوگوں کو حفاظت کے خیال سے قطعات مذکور کے گرد بار لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی اور جو بلز لگانیکے خچہ کی ضرورت پدش آئے تو میرے نزدیک یہہ لوگ مثل اپنے دیہات

کے گرد پیش کی چراگاہوں کے ان قطعات پر بھی تردد نہ کریں ایک زمانہ میں یہ چراگاہیں بھی ظالم و ستم تھیں مگر فی الحال جو باز سے انکی حفاظت نیکمچائے تو اس پاس کی آبادیوں کی مویشی اُن کے اوپر کی زراعت کو برباد کر ڈالے اور یہی خروچ مزید باز لگانے کا اُن کے تردد میں نہ آنیکا باعث ہوتا ہی اور ان لوگوں کو مستحضر کرتا ہی کہ وہ ایسے آلات کی طرف رجوع لائیں جن سے عوض اُس سرعت سے حاصل نہیں ہوتا جس سرعت سے اُسکو بمناسبت مال جمع کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کے حاصل ہونا چاہیئے اس مقام پر یہ امر بھی بیان کرنیکے لائق ہی کہ جس آلات کو یہ لوگ بناتے ہیں وہ کامل طریق سے بنائے جاتے ہیں مثلاً جن چھوٹے قطعات پر زمین کے کہ وہ بھی ایک قسم کی آٹھ ہی یہ لوگ اناج بوتے ہیں اُنکو نکمی گھاس سے کلیہ پاک و صاف کرتے ہیں اور گھود کر متکھل کر ڈالتے ہیں کیونکہ اگر اُن عملوں کے انجام دینے میں ذرا بھی غفلت کی جائے تو مقدار پیداوار کی بہت گھٹ جاتی ہی تجربہ نے اس اصل سے اُن کو بخوبی واقف کر دیا ہی اور اس لیئے اُس پر اُنکا عمل اتنی ہی یہاں سے ظاہر ہی کہ سرعت کے ساتھ زراعت نہ ہونے کا سبب کچھ کمی محنت مطلوبہ نہیں ہی بلکہ دیر میں حاصل ہونا عوض کا اُس محنت سے رائی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہمو یقین ہی کہ جو قومیں انڈین یعنی اصلی باشندگان ملک کے دور کے قطعات میں ملک کے بستے ہیں بعض اُن میں کے فرنگستانی بستی والوں سے کہیں زیادہ محنت کرتے ہیں چونکہ وہی زمین بلا افتادہ رہنے کے بار بار تردد میں آتی ہی اور اُس میں کھاد نہیں دیکھاتی اس صورت میں اگر زمین مذکور ہاتھ اور کودالی اور پہاڑ وغیرہ سے باحتیاط تمام پہاڑی اور پہوڑی نچائے تو اُس سے کچھ پیدا ہو ایسی صورت میں فرنگستانی مزارع نئی زمین پہاڑے اور اُٹھائیگا پہلے سال شاید اُسکی محنت کا عوض نملے مگر وہ سالہاے مابعد میں

اُس کی توقع کریگا مگر انڈین کے نزدیک سالہائے مابعد اتنی مدت بعید ہوتی ہی کہ وہ اُس کے دل پر کچھ اثر پیدا نہیں کرتی گو واسطے حصول اُس شی کے جو دو چار مہینے میں محنت سے حاصل ہو جائے وہ بمناسبت فرنگستانی مزارع کے کمال ہی سعی اور جہد سے محنت کرتا ہی تجربہ سے چیرواٹس کے کہ نصارا کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہی اور جس نے اصلی باشندگان پیریگوا کے دانشمند بنانے میں کمال ہی سعی کی ہی بیان صدر کی تصدیق ہوتی ہی اِس فرقہ کے آدمی اِن وحشیوں کے محل اعتبار تھے اور اُن کے مزاج پر اتنا دخل رکھتے تھے کہ اُنہوں نے اُنکے طریقہ معاش کو بالکل بدل دیا اور اُنکو اپنا مطیع اور رام کر لیا اور ملک میں امن قائم کیا اِن لوگوں نے اُن کو جمیع عمل زراعت کے سکھائے اور فنونِ مشکلہ سے بھی بعض اُن کو تعلیم دیئے اُنہیں کی تعلیم کئی بدولت حسب بیان چارلی ووکس صاحب کے ہر طرف کارخانہ ملمع سازوں اور زرگروں اور گھڑی سازوں اور مصوروں اور بت تراشوں اور رنگریزوں اور نجاروں وغیرہ کے مشاہدہ ہوتے تھے اور لطف یہہ ہی کہ یہہ پیشے کچھ واسطے انتفاع ذاتی کاریگروں کے انجام نہیں دیتے جاتے تھے کیونکہ اہل فرقہ مذکورالصدر اِن پیشوروں پر بطور حاکمان خود سر کے حکومت کرتے تھے اور اُنکی پیدا کی ہوئی چیزوں پر اختیار کلی حاصل رکھتے تھے پس جمیع موانع و مشکلات جو تنفر محنت سے پیدا ہوتی ہیں دور ہو گئی تھیں مگر کوتاہ اندیشی و مال کار پر نظر نہ رکھنی نفس الامر میں سخت مشکل تھی زمانہ استقبال کے معاملات پر فکر کرنے کی استعداد اِن وحشیوں میں نہ تھی اور اسی سبب سے اُنکے معلوم کو ہر دم ذرا ذرا سی باتوں پر نظر رکھنی پڑتی تھی مثلاً ابتداء میں جو یہہ معلم اُن کو اپنی کشتکاری کے بیلوں کی حفاظت سپرد کرتے تو شاید بے فکری کی جہت سے یہہ لوگ اُنکو شام کو بھی ہل سے جدا نہ کرتے اِس سے بھی زیادہ خراب معاملے پیش آتے یعنی اِن بیلوں کو یہہ

لوگ ذبح کر کے کھا لیتے اور اپنے دل میں ایسا سمجھتے کہ اگر کوئی ہمیں ملامت کریگا تو یہہ عذر کافی ہوگا کہ ہم بھوکے تھے الوا صاحب لکھتے ہیں کہ ان معلموں یعنی علمائے دینی کو گہرے ان وحشیوں کے اس غرض سے دیکھنے پڑتے تھے کہ ان میں درحقیقت کس چیز کی ضرورت ہی کیونکہ جب تک اس امر کا التزام نہ کیا جائے تو یہہ لوگ یعنی انڈین کسی چیز کی بھی حفاظت نہ کریں ان صاحبوں کو بذات خود ہر وقت ذبح کرنے حیرانوں کے نہ صرف اس خیال سے موجود رہنا پڑتا کہ گوشت سب میں برابر تقسیم کیا جائے بلکہ اس خیال سے کہ آسمیں سے کچھ ضایع نہ ہو باوجود اس احتیاط و خبرگیری اور نگرانی کے بقول چارلی ووکس صاحب کے یہہ علمائے دینی اکثر کمال ہی دقت میں مبتلا ہو جاتے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ یہہ انڈین بدمعہ تک کے واسطے اپنے پاس کافی مقدار غلہ کے نہیں رکھتے اور چر ان کی اچھی طرح سے خبر نہ لیجائے تو تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھوکے مرنے لگیں *

پس انداز کرنے کی خواہش با اثر کی قوت کے معاملہ میں بطور اوسط درجہ کی مثال کے مابین دونوں غایتوں یعنی صورت حال مذکور الصدر اور حال کے فرانکستانی لوگوں کی حالت کی کیفیت اہل چین کی توجہ کرنے کے لائق ہی مختلف بانوں سے ان کی ذاتی عادات اور ان کی آپس کی رسم و راء کے اس امر کی امید ہوسکتی ہی کہ بمناسبت اور اہل ایشیا کے وہ زیادہ عاقبت اندیش ہوں اور اپنے نفس کو زیادہ روک سکتے ہوں اور شہادت ذیل اس مراد سے پیش کی جاتی ہی کہ نفس الامر میں کیا صورت ہی اجتماع مال کی خواہش با اثر کو نشان دینے والی بڑی صفات میں سے ہائذاری بھی ایک صفت ہی اور سیاحوں کا بیان ہی کہ چینوں کے بنائے ہوئے آلات اُسی قسم کے آلات سے اہل فرنگ کی ساخت کے کم پایدار ہوتے ہیں *

سنا گیا کہ عوام کے مکانات عموماً کچی اینٹوں یا گارے یا گلاؤں کی ہوئی تکیوں کے ہوتے ہیں چھتیں بڑنکوں سے کتے بچھا کر بناتے ہیں

اُن سے اور کیا زیادہ غبر پائیدار اور جلد زوال پذیر عمارات ہوسکتی ہیں
مکانات کی اندرونی دیواریں کاغذ کو مشتمل ہوتی ہیں جو ہر سال بدلا
جانا ہی یہی کیفیت اُن کی آلات کشاورزی اور دیگر اوزاروں کی ہی
عموماً یہہ اوزار لکڑی کے ہوتے ہیں جنکی ساخت میں دھات کو بہت
ہی کم دخل ہی اور اسی سبب سے وہ جلد گھس جاتے ہیں اور اُنکے
تجدید کی بار بار ضرورت پیش آتی ہی اجتماع مال کی خواہش جو
زیادہ قوی ہو تو اُن اوزاروں کو ایسے مادہ سے ترتیب دیا جائے کہ جسمیں
گو فی الحال زیادہ خرچ پڑے مگر زیادہ دیر پا ہو اسی سبب سے جو زمین
اور ملکوں میں تردد میں آتی ہے اسلامک میں پڑی رہتی ہے جمیع سیاح
پڑے پڑے اقطاع کو زمین کے خصوصاً اُن کو چنیر چھیلوں واقع ہیں
قدرتی حالت میں مشاہدہ کرتے ہیں دلدلوں کو زراعت میں لازماً عموماً
ایک ایسا عمل ہی کہ جسکے پورا کرنے کو سالہا سال لگتے ہیں اول تو
نالیوں بنا کے اُنہیں سے پانی خارج کرنا پڑتا ہی پھر اُن کی سطح کو مدت
دراز تک آفتاب کی حرارت سے خشک ہونا چاہیئے بعد اسکے عملہاے
متعدن اُن پر ہولینے چاہیئیں تاکہ وہ کچھ پیدا کرسکیں ہرچند جو
مکنیت اِس زمین پر کی جاتی ہی اُس کا عوض دانی و کافی ملتا ہی
مگر یہہ عوض قبل از گذرنے مدت دراز کے حاصل نہیں ہوتا تردد میں لانا
ایسی زمین کا حادی ہی اِس تصور کو کہ اُس کے ترد کرنے والوں میں
مال جمع کرنے کی خواہش اپنے عمل میں اُس خواہش کی نسبت سے
زیادہ قوی ہی جو چینیزوں میں رجود رکھتی ہی *

پیداوار فصل کی جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں ہمیشہ کسی نہ کسی
قسم کا آہ ہوا کرتی ہی وہ آئندہ کی حاجت کے لیئے ذخیرہ ہوتی ہی
اور اُس کا بندوبست بھی آئیں قوانین سے ہوتا ہی جنسے اسی قسم کے
دوسرے مطالب حاصل کرنے کے وسایل کا چاول چین کی بڑی پیداوار ہے
اُس کی دو فصلیں ہوتی ہیں ایک جون میں دوسرے اکتوبر میں پوس

مابین اکتوبر اور جون کے "جو آٹھ مہینے کی مدت ہی اُس کے لیئے ہر سال بندوبست کرنا پڑتا ہی اور جو مختلف انداز آج کا اور آج سے آٹھ مہینے بعد کا یہہ لوگ کرتے ہیں وہ اُس اجتناب اور نفس کشی سے واضح ہوگا جو یہہ لوگ فی الحال اِس خیال سے کرتے ہیں کہ اُس زمانہ بعد میں احتیاج سے بچیں مقدار اِس اجتناب کی کم ہی پیر میں صاحب جو جزراتس کے فرقہ میں بنے بڑی ذکی تھے اور جنہوں نے ایک عمر چینیوں کے ہر فریق کی صحبت میں بسر کی تھی بیان فرماتے ہیں کہ اِس اعتبار میں چینی عاقبت اندیش اور کفایت شعار کم ہیں اور یہی سبب ہی کہ اُس ملک میں گرانی اور قحط سالی اکثر واقع ہوتی ہی یہہ امر کہ محدود ہونا پیدائش کا نتیجہ ہی نا عاقبت اندیشی کا نہ ثمرہ کمی محنت کا چینیوں کی صورت میں انہیں کی صورت سے واضح تو ہی جس صورت میں عوض جلد ملتا ہی اور آلات جو بنائے جاتے ہیں وہ اُس مقصود کو جسکے لیئے وہ بنائے گئے ہوں جلد ہو روے کار لاتے ہیں تو انہیں سب جانتے ہیں کہ ہوجہہ اُس بڑی ترقی کی جو بمناسبت کیفیت ملک ازر حاجات لوگوں کے قانون میں کی گئی ہی محنت کمال ہی جہہ سے انجام دی جاتی ہی اور وہ اپنی اثر میں زیادہ قوی ہوتی ہی ہوجہہ گرمی آب و ہوا اور قدرتی زر ریزی ملک اور علم کشتکاری کے جو اِس ملک کے لوگوں نے حاصل کیا ہی اور تعلیم اور عمل اِس اصل کے کہ ہر قسم کی مفید اور کار آمد نباتی پیداوار ہو قسم کی زمین سے پیدا ہو سکتی ہی یہہ لوگ بہت جلدی ہر حصہ سے زمین کی سطح کے وہ مقدار پیداوار کی حاصل کر لیتے ہیں جسکو وہاں کے آدمی بمناسبت اُس محنت کے جو ہونے اور کاتنے میں اُٹھائی جاتی ہی کہیں زیادہ عوض تصور کرتے ہیں وہاں ہمیشہ دو اور بعض اوقات تین فصلیں ہوا کرتی ہیں اور اگر وہ چاول سے غلہ کی ہوں جو افراط سے پیدا ہوتا ہی تو یہہ لوگ اُن سے بلا خطا بذریعہ اپنے ہنر کے کسی بھی قسم کی زمین سے جو تردد

میں آسکتی ہی عوض کافی حاصل کرتے ہیں یہی سبب ہی کہ کوئی بھی قطعہ زمین کا جو محنت سے جلد تردد میں آسکنا ہو ایسا نہوگا کہ افتادہ رہے یہہ لوگ کوچہ و پہاڑوں پر چڑھ کے وہاں کی زمینوں کو مثل کھیتوں کے ہموار بناتے ہیں اور پانی کو جو اُس سلک میں بڑا پیدا کرنے والا عامل ہی ہر جگہ بذریعہ نالیوں کے پہونچاتے ہیں اور اُسکو بلند یوں پر بذریعہ سیدھے سادھے آلات کے جو اِس متخارق عجیب میں زمانہ قدیم سے مروج ہیں چڑھاتے ہیں چونکہ ایسے کوہی مقامات میں بھی زمینیں یعنی اُس کی مٹی کی تہ عمیق اور خاک سے سڑی ہوئی نباتات کی بھری ہوتی ہی اِس لئے یہہ لوگ اِس کام کو بہ آسانی انجام دے سکتے ہیں مگر جو امر اس سے بھی زیادہ آسادی کو اِن لوگوں کی واسطہ اُٹھانے محنت کے ایسے آلات کے مشکل مصالحوں سے بناتے ہیں کہ چو جلد اپنے مقصود کو حاصل کر سکیں ظاہر کرتا ہی وہ اکثر اُن کے قلابوں پر دیکھنے میں آتا ہی یعنی یہہ لوگ مثل پرودین اور اعلیٰ کشمیر کے پانی پر تیرنے والے کھیت بناتے ہیں تختوں سے بیڑے بناتے ہیں اور اُنہو مٹی بچھا کے غلہ وغیرہ اجناس بوتے ہیں اور یہہ کھیت پانی پر تیرتے پھرتے ہیں اِس طریق سے محنت اُس مصلحہ سے جس پر وہ صرفہ ہوتی ہی ایذا عوض بہت جلد حاصل کرتے ہیں جب افتادہ کی حرارت سازگار کثرت رطوبت کے سانہہ شامل ہوکر زر ریز زمین پر ایذا اثر کرتی ہی تو نباتات غایت افراط سے نشوونما پاتی ہی مگر جب شوش گو افراط سے مگر بعد زمانہ بعید کے حاصل ہوتا ہی تو زراعت کی انہی کثرت نہیں ہوتی فرنگستانی مسافران تیرنے والے کھیتوں کو جھیلوں کے کنارے کنارے دیکھکر متعجب ہوتے ہیں اِن جھیلوں کو جو سرریوں کے ذریعہ سے صرف خشک کر لیا جائے تو وہ زراعت کے قابل ہو جائیں اور مسافروں کو جو حیرت ہوتی ہی اُس کا سبب یہہ ہی کہ وہ اپنے دلوں میں سوچتے ہیں کہ اِن لوگوں نے ایسی سریع الزوال عمارات پر محنت

کرنے کے بجائے خود زمین پر محنت کیوں نہ کی کہ اُس کا اثر دیر تک قائم رہتا مگر ان لوگوں کو زمانہ استقبال کا اتنا خیال نہیں ہوتا جتنا زمانہ حال کا مال جمع کرنے کی خواہش کا اثر کی قوت ایک ملک والوں میں مناسبت دوسرے ملک والوں کے بہت مختلف ہی فرنگستانی کے خیالات استقبال کے زمانہ بعید میں جاتے ہیں اور وہ چینوں کے حال کو جو ناعاقبت اندیشی اور سود ندید کی چہت سے محنت دائمی کی بلا میں کہ اُس کے نزدیک سخت مصیبت ہی مبتلا ہیں دیکھ کے متعجب و متعیر ہوتا ہی اہل چین کی نگاہ دور نہیں جاتی اُس کے نزدیک جو دن بسر ہو گیا وہی غنیمت ہی وہ محنت اور جفا کشی کی زندگی کو نعمت عظمیٰ تصور کرتا ہی *

جب کوئی ملک پیدائش کے عمل کو اُس درجہ تک پہنچا دے کہ جس تک بذریعہ علم مروج پہنچنا ممکن ہو اور اُس کے ساتھ عرض بھی اسقدر حاصل آتا ہو کہ اُس ملک کے لوگوں کی خواہش کا اثر کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو تو عمل مذکور درجہ سکون کو پہنچ جاتا ہی یہ ایسا درجہ ہی کہ جب تک یا تو طریقہ پیدائش میں کچھ اصلاح کی جاوے یا مال جمع کرنے کی خواہش کی قوت میں افزونی نہر تب تک اس المال میں پھر افزونی نہوگی حالت سکون میں ہر چند باعتبار مجموع اس المال نہیں بڑھتا مگر ہمیشہ فردیں زیادہ دولت مند ہو جاتی ہیں اور بعض زیادہ کم مایہ اور مفلس جن لوگوں کی تدبیر و دور اندیشی اور عاقبت بینی کا مرتبہ درجہ معمولی سے کمتر ہوتا ہی وہ مفلس ہو جاتے ہیں اُن کا اس المال ضایع جاتا ہی اور وہی اس المال اور اس کا پس انداز بقا ہی کہ جو اوسط درجہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی خواہش کا اثر رکھتے ہیں اور یہی لوگ ناعاقبت اندیشوں اور بد تدبیروں کی اراضی اور آلات و کارخانجات کے خریدار بن جاتے ہیں بعد ازیں صفائی سے دریافت ہو جاوے گا کہ وہ کونسی

اسباب ہیں جنکی چھت سے ایک ملک میں بمناسبت دوسرے ملک کے عوض راس المال کا زیادہ ملتا ہی اور کہ بعض صورتوں میں زیادہ راس المال بلا گھٹانے مقدار عوض کے کام میں نہیں لگ سکتا اگر واقعی جیسا کہ لوگ تصور کرتے ہیں ملک چین سکون کی حالت پر پھونچ گیا تو وہاں جمع ہونا مال کا ایسی حالت میں بند ہوا کہ عوض راس المال کا اتنا کثیر ہی جتنا کہ قانونی شرح سے سو فیصدی بارہ روپیہ کے نشان دیا جاتا ہی اور لوگ تو یہہ کہتے ہیں کہ گو قانونی شرح سو کی بارہ روپیہ سیکڑہ ہی مگر عمل درآمد میں وہ اٹھارہ روپیہ سے چھتیس روپیہ تک بدلتی رہتی ہی اس سے یہہ قیاس کیا جاتا ہی کہ جتنا راس المال اس ملک میں فی الحال موجود ہی اس سے زیادہ کام میں لگ کے اتنی بڑی شرح نفع کی نہیں دے سکتا اور اس شرح سے کوئی کمٹی شرح نفع کی اہل چین کے لئے توغیب کافی نہیں ہی کہ انکو تعیش حالیہ سے باز رکھے اس لحاظ میں اگر ملک ہولند کو چین سے مقابل کیا جائے تو بڑا اختلاف نظر آئے نہایت بڑی آسودہ حالی کے زمانہ میں ملک ہولند کے اندر گورنمنٹ کو دو روپیہ سیکڑہ سو رو رو اور اہل ملک کو بصورت تین روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض مل سکتا ہی چونکہ ملک چین ملک برما یا ریاستہائے ہندوستانی کے موافق نہیں ہی کہ خواہ مخواہ بعرض اس جونکھوں کے جو قرض دینے والا بوجہہ بددیانتی لوگوں یا خستہ حالی ریاستوں کے اپنے اوپر اٹھاتا ہی یہاری شرح سو کی مقرر ہو پس اگر باوجود کثیرالمقدار ہونے نفع راس المال کے واقعی اس کی افزایش موقوف ہوگئی تو یہہ موقوف ہونا افزایش کا اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ بمناسبت بہت سی قوموں فرنگستانی کے اہل چین میں مال جمع کرنے کی خواہش بااثر بہت کم ہی یعنی ان کے نزدیک زمانہ استقبال کی قدر بمقابلہ زمانہ حال کے کم ہی ہے

۴ یہاں تک ہم نے اُن ملکوں کا ذکر کیا ہی جن میں مال جمع کرنے کی خواہش کا اوسط اُس انداز سے کم ہی جس کو بصورت اوسط درجہ کی امنیت کے عقل مصلحت اندیش معتول تصور کرتی ہے اور محتاسب باہوش و تمیز پسند کرتا ہی اب ہم کو اُن ملکوں کا حال بیان کرنا ہی جن میں اوسط مذکور بالتحقیق انداز مسطور سے زیادہ ہے زیادہ آسودہ حال ملکوں میں فرنگستان کے فضول خرچوں کی افراط ہے اور اُن میں سے بعض کے اندر اور انگلستان میں سب سے زیادہ معمولی درجہ کفایت اور دوا دیشی کا اُن لوگوں میں جو اپنے ہاتھ کی محنت سے بسر اوقات کرتے ہیں کسی صورت میں زیادہ نہیں ہی مگر چونکہ کل جماعت کا ایک حصہ کثیر جو پیشہ وروں اور دستکاروں اور تاجروں کو مشتمل ہی بمناسبت اور فریقوں کے پس انداز کرنے کے وسائل اور اغراض زیادہ رکھتا ہی اس لئے شوق مال جمع کرنے کا اتنا غالب ہی کہ آثار چاند تھنے والی دولت کے ہر طرف نمودار ہیں اور مقدار کثیر اُس راس المال کی جو کام میں لگنے کا منلاشی ہی اُس وقت باعث تحسیر اور تعجب ہوتی ہی کہ جب اُس کی عظمت و کلانی بوجہ لگنے اُس کے جزو کثیر کے کسی کار خاص میں مثال ریلوے وغیرہ کے ثبوت کو پہنچ تی ہی انگلستان میں بہت سے ایسے امور ہیں کہ جن کے سبب سے اس میلان اجتماع مال کو قوت خاص حاصل ہوتی ہی مثلاً ملک مذکور مدت دراز سے آفات اور تباہیوں سے جنگ و پیکار کے درامان رہا ہی اور بمناسبت اور ملکوں کے اس ملک میں سب سے پہلے حفاظت اور سلامتی مال کی لوت مار سے اہل سپاہ اور حاکمان خود سر کے حاصل ہوئی ہی اُن اسباب کی چہمت سے اس امر کی ساکھ مدت دراز سے موردی ہو رہی ہی کہ اہل راس المال کا رویہ اُن کی جیب سے باہر جانے کے بعد بھی محفوظ رکھنا یہہ ساکھ اور بہت سے ملکوں میں حال ہی میں قائم ہوئی ہی جغرافی اسباب کی چہمت سے

انگلستان کو شرف و اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ محکمت سے حاصل ہی نہ جنگ و پیکار سے اور بہ تقاضے انہیں اسباب کے بہت زیادہ دل چلے اور صاحبِ ہمت آدمی اس ملک کی دستکاریوں اور تجارت میں مصروف ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات و حاجات کا سرانجام و سربراہی بذریعہ پیدا اور پس انداز کرنے کے کرتے ہیں نہ ذریعہ تصرف کرنے کے اُن اشیاء پر جن کو اوروں نے پیدا اور پس انداز کیا ہی انتظام ملکی کے بہتر ہونے کو اس میلان کی تقریت میں زیادہ دخل ہی چونکہ طریقہ مذکور سے انگلستانیوں کو آزادی عمل کی حاصل ہی اس لیے اُن میں چالاکی اور اپنی ذات کی بھی پروردگار کرنے کی صفت قوی ہو گئی ہے اور چونکہ قوانین ملکی سے اس امر کی اجازت ہے کہ لوگ آپس میں اتفاق کریں اور جماعتیں بنائیں اس لیے اُن کو کار و بار محکمت کو بڑی میزان پر انجام دینے کی آسانی حاصل ہی بھی قوانین و ضوابط ایک اور لحاظ میں دولت حاصل کرنے کی خواہش کو ایک تحریک صریح و قوی دیتے ہیں اس ملک میں چونکہ بہت پہلے زمانہ سے بوجہ زائل ہو جانے طریقہ قیود لازم کے فرق مابین اصلی فرقہ بیوپاریوں اور اُس فرقہ کے جو اُن کو حقیر و ذلیل سمجھتا تھا مت گہا ہے اور اگر کلیہ متا نہیں ہے تو کم تو بہت ہو گیا ہے اور انتظام ملکی کا ایسا تغنگ پڑ گیا ہے کہ جس کے سبب سے اقتدار ملکی کا حصر واقعی دولت پر ہو گیا اس لیے دولت کے لیے علاوہ اُس کی ذاتی قدر کے ایک فرضی منزلت لوگوں کے ذہن میں سما گئی ہے یعنی وہ دولت کو اقتدار کے ہم معنی سمجھتے ہیں اور چونکہ عوام الناس کے مزاج پر دخل ہونے سے اقتدار حاصل ہوتا ہے اس لیے دولت امتیاز و اقتدار حاصل کرنے کے لیے بڑی ذریعہ بنی ہے اور کاسیانی کا سکھ اُنسی سے جمتا ہے انگلستانی شہری اور قصبانیوں کی یہ بڑی تمنا ہے کہ اپنے مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں اور حاصل کرنا دولت کا اس صہود کا ذریعہ ہے۔

اور چونکہ بے محنت کیلئے دولت مند بنا رہنا سلسلہ مراتب میں اب تک ایک مرتبہ شرافت و بزرگی کا آن لوگوں پر قرار دیا جاتا ہے جو محنت کے ذریعہ سے دولت مند ہیں اس لئے بلند نظروں کی طرف بھی تمنا نہیں ہے کہ جب تک کاروبار میں مصروف رہیں تب ہی تک ان کے پاس آمدنی بیشمار ہو بلکہ یہہ چاہتے ہیں کہ اپنا کچھ جمع کر لیں کہ جب کار و بار سے الگ ہوئے گوشہ اختیار کریں تب بھی فراہم کی ہوئی دولت کے ذریعہ سے ہمیشہ و کائنات ہر چیز کی فراوانی کے ساتھ بسر کریں انگلستانی تعین ذاتی کی مطلق استعداد نہیں رکھتے اور یہہ بے استعدادی ان ملکوں کا خاصہ ہے جن پر سے سیل پوریٹزم کی گذر گئی ہے اور اسی بے استعدادی نے ملک انگلستان میں اسباب مذکور العذر کی بڑی اعانت و تقویت کی ہے مگر جو ایک جانب ہوجہ فقدان مذاق تعیش اجتماع مال کے لئے آسانی ہوئی تو ویسی ہی دوسری جانب ہوجہ موجود ہونے ذوق خرچ کے مال کا جمع رہنا زیادہ دشوار ہو گیا وقر و امتیاز ذاتی اور ظاہری آثار میں دولت کے لوگوں کے ذہن میں ایک ایسا پیوند مستحکم قائم ہو گیا ہے کہ اُس کے سبب سے بے عقلی کی خواہش ظاہری خرچ کے ہوا رکھنے کے عشق کے مرتبہ پر بڑی جماعتوں میں اس قوم کی پہونچ گئی ہے اور لطف یہہ ہے کہ شاید بمناسبت اور قوموں کے اس قوم کو بمقابل اس خرچ زائد کے کم خوشی اور کم راحت حاصل ہوتی ہے بخلاف اس کے ملک ہولڈ میں دولت مند کھل کوش و سستی پیشہ نہیں تھے تاکہ اور لوگ اُس ملک کے اُن کے قدموں پر چلتے اور ناعاقبت اندیشی سے خرچ بیہودہ کرتے اور چونکہ قائم کرنا طریق معاش و بسر کا اور مقرر کرنا عیار مناسب وغیر مناسب کا خود جماعت ہاے تجارت پیشہ پر جو اہل مدینہ میں واقعی صاحب وقر و اقتدار ہوتے ہیں موقوف تھا اس لئے وہاں کے آدمی اپنی عادتوں میں کفایت شعار رہے اور فصاحت ظاہری کے طالب و خواستگار نہ ہوئے *

انگلستان و ہولنڈ میں مدد دراز سے اور بہت سے اور ملکوں میں فرنگستان کے جو انگلستان کے قدموں پر قدم رکھتے ہیں فی الحال دولت جمع کرنے کی خواہش کو با اثر کرنے کے لئے اُس عوض مفروضہ کی ضرورت نہیں ہے جس کی ضرورت ایشیا میں پیش آنی ہی بلکہ نفع کی کمی شرح سے خواہش مذکور کو انڈی تحریک ہوتی ہے کہ اجتماع مال میں بجائے کمی راہ ہانے کے ایسی زیادتی ہوتی ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی پس ظاہر ہے کہ افزونی پیدائش کے ہر سہ لوازم میں سے دوسرے لوازم یعنی افزونی راس المال کا میلان کمی کی طرف نہیں ہے بلکہ جہاں تک افزونی مذکور میں اُس کا دخل ہے پیدائش بلا کسی حد خاص کے بڑھنے کی استعداد رکھتی ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر عوض راس المال کا مقدار حالیہ سے کم ہو جائے تو اجتماع مال کی ترقی بہت روکے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جہاں تک راس المال کا افزوں ہونا ممکن ہے اگر وہاں تک اُس کی مقدار بڑھ جائے تو اس سے نتیجتاً صدر کس واسطے پیدا ہو یہ سوال خاطر کو اُس رکن کی طرف مایل کرتا ہے جو ہنوز ہر سہ لوازم مذکور الصدر سے بیان کرنا ہائی رہا ہے چونکہ محدود ہونا پیدائش کا کسی ضروری حد پر افزونی ممکن اور راس المال کے موقوف نہیں ہے تو لا محالہ اُس کو خواص پر صرف اُسی ایک رکن کے موقوف ہونا چاہیئے جو خود اپنی ذات اور مقدار میں محدود ہے یعنی پیدائش کی محدودیت زمین کی صفات اور خواص پر موقوف ہونی چاہیئے *

باب دوازدہم

در باب قاعدہ افزونی پیدوار کے جو زمین سے

حاصل ہوتی ہے

۱ زمین پیدائش کے دیگر ارکان یعنی محنت اور راس المال سے اس اعتبار میں مختلف ہے کہ وہ غیر منتہا درجہ تک افزوں ہونے کے قابل

نہیں اُس کی وسعت محدود ہی اور اُس کے زیادہ پیدا کرنے والی اقسام کی وسعت اِس سے اور بھی زیادہ محدود یہہ بھی ظاہر ہی کہ مقدار پیداوار کی جو کسی خاص قطع سے زمین کے حاصل ہوسکتی ہی غیر محدود نہیں ہی یہہ محدودیت زمین کی وسعت کی اور اُس کے پیدا کرنے کی قابلیت کی پیدائش کی افزونی کی اصلی حدود ہیں آخری حدود ہرن ان دونو رکن کا ہر شخص پر ظاہر اور باہر ہوگیا ہوگا مگر چونکہ کسی صورت میں بھی ان آخری حدود تک پہنچنا نہیں ہوتا اور چونکہ کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہی کہ جس میں ساری غذا پیدا کرنے والی زمین اسقدر کثرت سے نرد میں آجائے کہ پھر اُس سے زیادہ مقدار پیداوار کی حاصل نہوسکے اور چونکہ جزو کثیر زمین کی سطح کا پھر بھی بے تدریج رہتا ہی اِس لیے اکثر یہہ تصور کیا جاتا ہی اور دھلہ اول میں ایسا تصور کرنا واجبی بھی ہی کہ محدودیت پیدائش کی یا اُس کے ذریعہ سے محدودیت آبادی کی هنوز بعید تر ہی اور ایک زمانہ دراز هنوز گذر جانا چاہیئے تاکہ عمل درآمد میں کرئی ضرورت اِس امر کی پیش آئے کہ محدودیت کی اصل پرسنگینی سے فکر کی جائے ہمارے زندک یہہ صرف غلط فہمی ہی نہیں ہی بلکہ سیاست مدنی کے جمیع معاملوں میں سے یہہ غلطی نہایت سنگین ہی یہہ معاملہ جمیع اور معاملات سے زیادہ فہم اور بنیادی ہی وہ دولت مند اور مستثنیٰ مدینہ کے افلاس کے جمیع اسباب کو حاوی ہی اور جب تک اُس کی کیفیت کو اچھی طرح سے سمجھ نہ لیا جائے تب تک اِس تحقیقات میں زیادہ قدم بڑھانا محض بے فائدہ *

۲ جو محدودیت پیدائش کو زمین کی صفات و خواص سے حاصل ہوتی ہی وہ کچھ دیوار کی طرح کی روک نہیں ہی کہ ایک مقام خاص پر بے حس و حرکت قائم رہا کے حرکت کی نلیہ مانع و مزاحم آتی ہی اور اُس کو مطلق روک دیتی ہی ہم اِس محدودیت

کو ایک لچکدار اور تیزوالے کمر بند سے مشابہہ کر سکتے ہیں جو گو-
اندا سختی سے تانہ نچاے کہ پھر زیادہ نہ ترے سکے تاہم تذاؤ کی غایت
تک پھر ٹپچنے کے بہت پہلے ہی اُس کی داب منکسوس ہونے لگتی ہی
اور چٹنا وہ اپنے تذاؤ کی غایت کے قریب پھونچتا ہی اُتنا ہی زور اُسکے
دھاؤ کا زیادہ سختی سے منکسوس ہوتا ہی *

فن کشتکاری کی ترقی کے ایک خاص درجہ میں جو چنداں بڑا
نہیں ہوتا یعنی نفس الامور میں جب انسان کھیتی کے کام میں کچھ قدر
چہرہ کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہی اور اُس کے انجام دینے میں آلات
مناسب سے مدد لینے لگتا ہی اُسی زمانہ سے باقتضائے قانون پیدائش
از اراضی یہ بات ہونے لگتی ہی کہ خاص حالت میں علم و ہنر کشتکاری
کے مقدار پیداوار کی افزونی بمطابقت افزائش مقدار محنت کے نہیں
ہوتی یعنی مثلاً اگر مقدار محنت کی دو چند کر دی جائے تو مقدار پیداوار
کی دو چند نہیں ہوتی یعنی کسی قدر افزوں پیداوار حاصل کرنے کے لیے
محنت میں اُس قدر افزونی کی نسبت سے زیادہ افزونی کرنی پڑتی
ہی *

سیاست مدنی میں یہ قانون اُم محنت کشتکاری کا ایک مسئلہ
فخیم ہی اگر یہ قانون اور طرح کا ہوتا تو قریب قریب جمیع آثار
پیدائش و تقسیم دولت کے جداگانہ ہوتے بہت سی بنیادی غلطیاں جو
اب تک اِس معاملہ کی نسبت لوگوں کے ذہن میں ہیں اِس سبب
سے وجود پاتی ہیں کہ دیکھنے والوں کی نظر عمل پر اُس قانون کے جو اثر
ظاہری عاملوں کے تلے کہ جنکو لرگ غور سے دیکھتے ہوں اپنا کام کرتا ہی
نہیں پڑتی اِن ظاہری عاملوں کو براہ مغالطہ سبب آخری اُن نتائج کا تصور
کر لیتے ہیں جنکی صورت یا طریق پر شاید اُنکا دخل ہوتا ہو مگر جنکی
اصلی حقیقت کا تعین صرف اُسی قانون مذکور الصدر پر موقوف ہی
جب واسطے حاصل کرنے زیادہ مقدار پیداوار کے ناقص زمین کی

طرف رجوع کی جاتی ہی تو ظاہر ہی کہ مقدار پیداوار کی بمناسبت مقدار محنت کے افزوں نہیں ہوتی معنی حقیقی ناقص زمین کے یہی ہیں کہ اسی مقدار محنت سے جو اچھی زمین پر کی جاتی ہی زمین مذکور سے اتنی پیداوار حاصل نہیں ہوتی جتنی کہ اچھی زمین سے زمین کا نقص ہونا دو امر کو مشتمل ہوسکتا ہی یعنی یا تو اس کو کہ خرد زمین زر ریزی میں ناقص ہو یا اس کو کہ باعتبار اُس کے مقام کے اُس میں نقص ہو ایک نقص کے سبب سے پیداوار کے حاصل کرنے کے واسطے زیادہ محنت درکار ہوتی ہی دوسرے نقص کی وجہ سے پیداوار مذکور کو بازار یعنی فروخت گاہ تک پہنچانے میں زیادہ محنت لگنی ہی اگر ایک خاص قطعہ زمین کا جس کو حرف (ا) سے تعبیر کریں بعد صرف ہونے ایک رقم خاص اجرت و کھان وغیرہ کے ہزار من گیہوں پیدا کرتا ہو اور واسطے پیدا کرنے دوسرے ہزار من کے ایک اور قطعہ مثلاً (ب) کی طرف جو یا تو کم زریز ہی یا فروخت گاہ سے فاصلہ بعید واقع ہی رجوع کی جائے تو مجموعہ دو ہزار من گیہوں کے پیدا کرنے میں اُس محنت کی نسبت سے جو اول ہزار من کے پیدا کرنے میں پڑتی ہی دو چند سے زیادہ محنت کرنی پڑیگی اور پیداوار زراعت کی بمناسبت افزونی محنت کے کم افزوں ہوگی *

بجائے تودن کرنے زمین (ب) کے زمین (ا) کو بذریعہ بہتر طریق کشتکاری کے اس طرح سے کمانا ممکن ہی کہ وہ زیادہ پیدا کرے مثلاً بجائے ایک ہار کے دو ہار یا بجائے دو ہار کے تین ہار اُس ہر ہل چلایا اور بکھر پھیرا جائے یا بجائے ہل چلانے کے اُس کو کھود کے زیر و زبر کیا جائے یا بعد ہل چلانے کے بجائے بکھر پھیرنے کے تھیلوں کو تور کے اُس کے اجزا کو باریک کیا جائے یا نلائی کا عمل چند بار کامل طریق سے انجام دیا جائے یا آلات زیادہ اعلیٰ قسم کے استعمال میں لائے جائیں یا زیادہ یا قیمتی کھان ملائی جائے یا بعد قائلے کھان کے زمین کو بہت احتیاط سے زیر و زبر کیا جائے تاکہ

کھاد اُس میں بخوبی پیوست ہو جائے غرضکہ اُن عملوں سے پہلے چند عمل ہیں جنکے ذریعہ سے وہی پہلی زمین زیادہ مقدار پیداوار کی بار لاتی ہی اور جب زیادہ پیداوار کے حاصل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہی تو انہیں عملوں کی طرف واسطے برآمد مدعا کے رجوع کی جاتی ہی مگر اِس زیادہ پیداوار کا نسبتاً زیادہ خرچ سے حاصل آنا اِس سے عیاں ہی کہ ناقص زمین تردد میں آتی ہی ناقص زمینیں یا وہ زمینیں جو فروخت گاہ سے فاصلہ پر ہوں کتنی عوض دیتی ہیں اور مانگ افزوں کا اِن اراضی نا قصہ سے سرانجام ہونا ممکن نہیں اِلا اُس صورت میں کہ خرچ کی افزونی یعنی قیمت اجناس کی گرانی ہو اگر سرانجام فاضل مانگ کا اعلیٰ قسم کی زمین سے بذریعہ لگانے زیادہ محنت اور راس المال کے مگر اُسی نسبت سے کہ جس سے پہلی مقدار پیداوار کی حاصل آتی تھی ہوتا رہے تو مالکان زمین مذکور اپنی اجناس کو اوروں کی نسبت سے سستا بیچ سکیں گے اور کل منقہ اُنہیں کے ہاتھ میں رہے گی ناقص یا فروخت گاہ سے بعید مقاموں کی اراضی کا تردد اُن کے مالک کے واسطے حصول وجہ معاش یا آزاد رہنے کے خیال سے بلاشبہہ کریں گے مگر اِن اراضی کو بغرض فائدہ اُٹھانے کے مستاجری میں لینا سود مند نہ ہوگا حاصل ہونا اِس قدر نفع کا اِن اراضی سے کہ لوگوں کو اُن پر اپنا روپیہ لگانے کی ترغیب حاصل ہو جائے صاف اِس امر پر دلالت کرتا ہی کہ بہترین اقسام ہر زمین کی کاشت اِس نوبت کو پہونچ گئی ہی کہ اُن پر اب زیادہ محنت اور راس المال کے صرف کرنے سے اُس قدر عوض سے زیادہ عوض نہیں مل سکتا جو ناقص یا فاصلہ کی زمینوں سے بصرف اسی قدر محنت اور راس المال کے حاصل ہو سکتا ہی *

انگلستان یا سکوت لند کی اچھی مستاجری کے پرگنہ پر بہت احتیاط سے تردد کیا جانا ہی اور احتیاط کے ساتھ تردد کیا جانا نشای اور نتیجہ ہی اِس امر کا کہ وہاں کی زمین اب بدون سعی زاید از انداز سابق زیادہ مقدار پیداوار کی بار نہیں لاتی

یعنی جسقدر سہی افزوں کی جاتی ہی اُس قدر مقدار پیداوار کی افزوں نہیں ہوتی یعنی مثلاً اگر ایک خاص مقدار سے محنت کے من یہہ غلہ پیدا ہوتا ہی تو دو من غلہ پیدا کرنے کے واسطے دوچند مقدار محنت سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہی یعنی افزونی پیداوار کی بمناسبت افزونی محنت کے نہیں ہوتی ایسی محنت کی کشتکاری بمناسبت سیدھی سادی کشتکاری کے زیادہ خرچ کا باعث ہوتی ہی اور تاکہ اُس سے نفع ملے قیمت اجناس کی بھی نسبتاً گراں ہونی چاہیئے اور ایسے طریقہ کشتکاری کی طرف کوئی مایل نہو اگر افتادہ زمین اُسقدر پیدا کی مل سکے جہاں یہہ قدرت حاصل ہوتی ہی کہ اہل مدینہ کی مانگ زاید کا سرانجام نئی زمین سے جو زر ریزی میں کاشت کے اندر کی زمین کے برابر ہو ہو سکتا ہی وہاں کوئی شخص زمین سے اُس مقدار پیداوار کے حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا جو بذریعہ بہترین طریق کشتکاری فرنگستان کی زمین سے پیدا ہو سکتی ہی زمین پر وہیں تک محنت کیجاتی ہی کہ اُس سے بمناسبت محنت صرف شدہ کے بڑی سے بڑی مقدار عوض کی حاصل ہو اِس حد سے زیادہ محنت اُس پر نہیں کی جاتی *

حد مذکور سے جتنی زیادہ محنت ہوتی ہی وہ کسی اور عمل کی طرف راجع ہو جاتی ہی ایک صاحب جنہوں نے حال ہی میں یونائیٹڈسٹیس میں سفر کیا ہی لکھتے ہیں کہ ”انگلستانی کی نظر بہت دیر میں ظاہری ہلکی فصل اور بے پروائی کی کشتکاری سے اشنائی قبول کرتی ہی یہہ بات اُس کے فہم سے اتر جاتی ہی کہ جہاں زمین اتنی افراط سے اور محنت اتنی گراں ہو جتنی کہ اُس ملک میں رہاں ملک ہائے آباد کے طریق سے جداگانہ طریق پر عمل کرنا چاہیئے اور بلا شبہ اِس کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہر شی میں جہاں محنت کی ضرورت ہی ستھرائی اور صفائی کی کمی نظر آئیگی “ دو سببوں

مذکور الصدر میں سے فراوانی زمین کی راقم کے نزدیک نسبت گزانی
محنت کے زیادہ صحیح و واجب ہی کیونکہ محنت کتنی ہی گراں ہو
اگر غذا کی ضرورت ہوگی محنت ہمیشہ اُس کے پیدا کرنے میں صرف
کی جائیگی مگر جو محنت نئی زمین پر صرف کی جائے تو وہ حصول
مطلب کے لئے زیادہ موثر ہوگی بہ نسبت اِس کے کہ اُسی پرانی کاشت
کی زمین پر بہتر طریق سے تردد کیا جائے جب کوئی زمین بجز اُسکے
تردد کرنے کو باقی نہ رہے کہ جس پر بوجھ بعد یا نقص کے تردد کرنا بلا
بہت زیادہ گراں ہو جانے اجناس کے نافع نہر تب ہی اختیار کرنا
فرنگستانی بہتر طریق زراعت کا اوپر اراضی امریکا کے نافع ہو سکتا ہی
ہاں شاید مدینوں کے تربیب کی اراضی پر طریق مذکور کا جاری کرنا اِس
وجہ سے نافع ہو کہ زمین کی پیداوار کی کمی کثیر کا جبر بچت سے
خرچ ہاربرداری کے ہو جائے جو نسبت امریکا کے طریق زراعت کو
انگلستان کے طریق سے ہی دہی نسبت معمولی طریق کو زراعت
انگلستان کے ہی طریق سے فیلڈرز اور ٹسکنی کے جہاں بہت زیادہ
محنت کے صرف سے بہت بڑی مقدار پیداوار خام کی حاصل ہوتی ہے
مگر ایسے شرائط پر جو صرف طالب نفع کے حق میں مفید نہوں لا
اِس صورت میں کہ نرخ زراعتی پیداوار کا نسبتاً زیادہ گراں ہو جائے *

جو اصل اوپر مذکور ہوئی ہی اُس کو بلا شبہ بعد چند توضیحات
و بچت قیود مسلم ماننا چاہیئے کیونکہ گو زمین پر ایسا اچھا تردد کیا
گیا ہو کہ اُسے بصرف زیادہ محنت کے یا اُس کو بہتر طریق سے کمانے
سے زیادہ حاصل کے خرچ زائد کے متناسب ہو ہاتھ نہ لگے مگر ممکن ہی
کہ صرف زائد سے محنت و اس المال کی خود زمین میں بوجھ مضبوط
کرنے کھاں ہائے دایمی کے یا بوجھ خارج کردینے پانی کے اُس کی سطح
پر سے بذریعہ نالیوں کے ایسی اصلاح برورے کار آجائے کہ جسکے سمب سے
یہ صرف زائد محنت و اس المال کا باعتبار پیداوار حاصلہ کے متبر

اُسی انتفاع کا ہو جو کسی اور حصہ محتفّت و راس المال صرف شدہ سے حاصل آتا ہو بعض اوقات یہ صرف زاید بہت زیادہ نفع دے سکتا ہی مگر یہ صورت کبھی پیش نہ آتی اگر راس المال ہمیشہ نہایت مفید ہی کام میں لگایا جاتا اور جو نہایت مفید کام کو واسطے حصول عوض کے مدتِ دراز تک انتظار کرنا پڑے تو ایسے کام کو اُسی وقت ترجیح دی جائیگی کہ محتفّت کے کار و بار کی کشائش نے زیادہ ترقی پائی ہو اور ترقی کی اس حالت میں بھی قوانین و دستورات متعلق باراضی اکثر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ راس المال ملک جو کام میں لگ سکتا ہی زراعت کی اصلاحوں میں باسانی صرف نہیں ہو سکتا اور اسی سبب سے بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ جو اجناس افزوں ہونے والی آبادی کو مطلوب ہوتی ہیں وہ بذریعہ بہتر طریق کشتکاری کے بصرف زر خطیر پیدا کیجاتی ہیں گو اُن وسائل پر علم و رسائی ہوتی ہی جنسے اجناس مذکور بلا صرف زاید پیدا ہو سکتی ہیں *

اگر اتنا راس المال موجود ہو کہ اُس کے ذریعہ سے اراضی پر مسکنت متفقہ کے ہمال آئندہ وہ ساری جاتے اور تسلیم کی ہوئی اصلاحیں بروئے کار آسکیں جو حال کے بھاؤ پر عوض دلا سکتی ہیں یعنی جو مقدار کو پیداوار کے بانداز افزونی خرچ کے یا اُس کی مناسبت سے زیادہ افزوں کر سکتی ہیں تو کچھ شبہ نہیں ہی کہ بصورتِ شامل کر لینے ایرلنڈ کی صورتِ مفروض میں مدتِ دراز تک ناقص قسم کی زمینوں پر تودن کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور غالب ہی کہ جزو کثیر اُن کم بار اور زمینوں کا جو فی الحال زبو تودن ہیں اور باعتبار اپنے محل و مقام کے کوئی وجہ خاص رجحان کی نہیں رکھتیں کاشت سے گرجائیں یا بدینوجہ کہ اصلاحیں اچھی زمینوں پر نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اُنکا عمل اس نہج سے ہوا کرتا ہی کہ وہ ناقص زمینوں کو اچھی زمین میں

بدل دیتے ہیں اختصار زراعت اس طریق سے برورے کار آئے کہ عموماً اراضی کی کاشت میں کم جہد کی جائے یعنی قریب قریب ملک امریکا کی زراعت کے طریقہ کی طرف رجوع کیجئے اور ناقص زمینوں میں سے صرف وہی متروک ہوں جو قابل اصلاح نہ پائی جاویں اور اس نہج سے ساری کاشت کی زمینوں کی کل پیداوار بہ نسبت زمانہ سابق کے اپنی مقدار میں بمناسبت مقدار محنت کے جو اراضی مذکور پر کیجئے زیادہ ہو اور یہہ قاعدہ عام کہ عوض جو اراضی سے حاصل آتا ہے مقدار میں کم ہوتا جاتا ہی برائے چندے یہہ وسعت مذکور باطل و بیکار ہی مگر اس صورت حال میں بھی کوئی متعسف یہہ تصور نہیں کرسکتا کہ کل پیداوار مطلوبہ ملک صرف بہتر اور اُن اقسام سے اراضی کے حاصل آسکتی ہی جو بوجہ قرب مدینہ کے بہتر قسم کے ہمسر ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس پیداوار کا جزو کثیر مثل سابق کے کم سازگار حالتوں میں پیدا ہوتا رہیگا اور جو عوض کہ بہترین اقسام یا اچھے مقام کی اراضی سے حاصل آتا ہی بمناسبت اُس کے کم عوض حاصل آئیگا اور جسقدر بوجہ زیادہ افزوں ہونے آبادی کے اور بھی زیادہ افزوں رسد کی ضرورت پیش آئیگی اُسی قدر قاعدہ عام پھر اپنا عمل کرنے لگیگا اور آگے کو افزونی مقدار پیداوار کی بصرف زائد از اندازہ معمولی محنت و راس المال کے برورے کار آئیگی *

۳ اگر گاہ گاہ اور چند روز کے استثناء سے قطع نظر کیجئے تو کشتکاری کی محنت کا قاعدہ عام ہی کہ بصورت فرق نہ آنے کے اور اس باب میں افزونی پیداوار اراضی کے بمناسبت افزونی محنت صرف شدہ کے کم ہوتی ہی مگر راستی سے اس اصل کے انکار کیا گیا ہی اور باعتبار تمام واسطے شہادت اس امر کے تجربہ کی طرف اشارت کی گئی ہی کہ کشتکاری کی ترقی کے زمانہ میں بہ نسبت اُس کے ادیل کے زمانہ کے اراضی سے کم عوض حاصل نہیں آتا بلکہ زیادہ یعنی جب زراعت

میں زیادہ اس المال صرف کیا جاتا ہی نسب بمناسبت اُس زمانہ کے کہ جس میں کم صرف کیا جاتا ہی زیادہ عوض حاصل آنا ہی یہہ لوگ اُسی ہر قناعت نہیں کرتے بلکہ یہہ بھی فرماتے ہیں کہ ناقص ترین قسم کی زمین جو فی الحال کاشت میں ہی اُس کے ہو دیگر سے اُسی قدر غذا اُسی مقدار سے محنت کے پیدا کیجاتی ہی جس قدر کہ اُسی محنت سے سابق زمانہ کے انگلستانی اپنی نہایت عمدہ قسم کی زمین سے پیدا کرتے تھے ممکن ہی کہ یہہ قول سچ ہو اور جو کایہ سچ نہیں تو جزو کثیر اُس کا تو بلاشبہ راست ہی اُس زمانہ میں لاکلام بہ نسبت اوائل کے زمانہ ہماری تواریخ کے جزو قلیل آبادی کا کل آبادی کی غذا کے پیدا کرنے میں مصروف ہی مگر اِس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس قانون پر ہماری بحث ہی وہ وجود نہیں رکھتا اُس سے الہتہ یہہ بات پائی جاتی ہی کہ کوئی ایسا عامل مخالف وجود رکھتا ہی جو کچھ زمانہ کے ایسے قانون مذکور کے عمل کو روک سکتا ہی اور واقعی ایسا عامل مخالف وجود رکھتا ہی اور اُسکی تحقیق کی طرف اب ہم توجہ کرتے ہیں واضح رائے ناظرین اوراق ہو کہ یہہ عامل بہتر ترقی دانشمندی کے اور کوئی نہیں ہی ہم نے اِس عام معنی میں غیر محدود کلمہ یعنی ترقی دانشمندی کو جو اختیار کیا ہی اُسکی وجہ یہہ ہی کہ جس مفہوم کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں اُس میں اتنی مختلف چیزیں داخل ہیں کہ اگر کوئی اور کلمہ جو معنی میں محدود ہو اختیار کیا جائے تو وہ اُن سب کو جاری نہوسکے اِن چیزوں میں سے نہایت ظاہری چیز ترقی علم کشتکاری اور ہنر اور ایجتان کی ہی اصلاح پائی ہوئی ترکیبیں کشتکاری کی دو قسم کی ہوتی ہیں ایک قسم سے بے افزودنی محنت کے زمین زیادہ بار لاتی ہی دوسری قسم کی ترکیبیں پیداوار کی مقدار نہیں بڑھا سکتیں مگر مقدار کو محنت اور خرچ کے چم سے پیداوار حاصل اتی ہی گھٹا سکتی ہیں

تتحرک کرنا دستور زمينوں کے اقتدار رکھنے کا بذریعہ بدل بدل کو بونے فصلوں
مختلف اجناس کے اور اختيار کرنا ایسی نئی چیزوں زراعت کا جو
فصلوں کے آلت پھیر میں فائدہ سے ہوئی جائیں اول قسم کی ترکیبوں میں
داخل ہیں صدی گذشتہ کے خاتمہ پر جو تبدل انگلستان کی کشتکاری
میں بوجہ اختیار کرنے کاشت شلجم کے بروئے کار آیا اُسکو ہنزولہ ایک
انقلاب کے تصور کرتے ہیں ان اصلاحوں کا عمل صرف اسی نہیں سے نہیں
ہوتا کہ وہ زمینوں کو اس لایق بنا دیتی ہیں کہ بجائے ہر دوسرے یا
تیسرے سال بغرض بحالی قوت اقتدار رہنے کے وہ ہر سال ایک فصل
بار لاتی ہی بلکہ یہ اصلاحیں زمین کی بار آوردی کی قوت میں افزایش
صریح کرتی ہیں کیونکہ تعداد مویشی کی بوجہ افزونی غذا کے بہت
زیادہ ہوجانی ہی اور انکی جہت سے واسطے زرریز کو دینے اناج کے
زمینوں کی کھاد کی فراوانی ہوتی ہی اس قسم کی اصلاحوں کے سلسلہ
میں دوسرا مرتبہ ہی اختیار کرنے ایسی نئی نئی اشیاء غذائی کا
جنمیں زیادہ مقدار غذا کی ہوتی ہی مثل آلو یا زیادہ بار آور اقسام اسی
نہایت کی جیسے کہ سویڈش ترنپ اصلاحوں کی اسی قسم میں ان ساری
اصلاحوں کو داخل کرنا چاہیئے جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں مثلاً
رکھنا بہتر علم کھادوں کی صفات اور انکے استعمال کے طریقہ کا استعمال
میں لانا نئے اور زیادہ زر خیز کرنے والے عاملوں کا مثل گوانو کے جو
ہیت کو بھری ہرندوں کے مشتمل ہی اور افریقہ اور جنوبی امریکا کے
کناروں پر افراط سے ملتی ہی تبدیل کرنا کھاد میں ان اشیاء کا جو پہلے
محض ضایع جاتی تھیں ایجان کرنا طریقہ ہل چلانے کا نیچے کی تہ
میں زمین کے اور خارج کرنے رطوبت کا زمین سے بذریعہ کھیرے کے نلے
کے جو بعض قسم کی زمینوں کی پیداوار کو بہت زیادہ بڑھا دینا ہی
اصلاحیں جو ممکنہ کرنے والی مویشی کی نسل اور پرورش میں کی
جانی ہیں افزونی حیوانات کے گلوں کی جو کھا پی اور چر چک کے

زیسی اشیاء کو غذائے انسانی میں تبدیل کر دیتے ہیں کہ جو دوسری صورت میں ضایع ہو جاتیں اور علیٰ ہذا القیاس *

دوسری قسم کی اصلاحیں جو محنت میں تحقیف کرتی ہیں مگر زمین کی بار آوری کی قوت میں افزایش نہیں کرتیں یہہ ہیں مثلاً بنانا آلات کا بہتر طریق سے استعمال کرنا نئے آلات کا جو محنت میں تحقیف کریں مثلاً غلہ کو ہرانے اور چھڑنے کی کلیں زیادہ ہلو اور کفایت سے کام لینا سعی اور جہن سے عصبات کے مثلاً اختیار کرنا طریق سکرت لنڈ کے ہل چلانے کا جو انگلستان میں بتدریج برتاو میں آیا اور جسمیں بجائے تیس یا چار گھوڑوں اور دو آدمیوں کے دو گھوڑوں اور ایک آدمی سے کام لیا جاتا ہی یہہ اصلاحیں زمین کی بار آوری کی قوت کو زیادہ نہیں کرتیں مگر زراعتی پیداوار کی لاگت کو بوجہ افزائی آبادی اور مانگ کے جو میلان بڑھنے کا ہونا ہی آسکودہ مثل اولد قسم کی اصلاحوں کے روکتی ہیں *

اصلاح پائے ہوئے وسائل آمد و رفت کے اپنے اثر میں مشابہہ ہیں اثر سے دوسری قسم کی اصلاحوں کشتکاری کے اچھی سڑکیں بمنزلہ اچھے آلات کے ہوا کرتی ہیں کیونکہ محنت کی کفایت چاہیئے زمین سے پیداوار حاصل کرنے میں ہو یا اس پیداوار کو خرچ کی جگہ تک پہنچانے میں مآل دونوں کا ایک ہی ہی اس کے علاوہ ہم یہہ تو ذکر ہی نہیں کرتے کہ خود کشتکاری کی محنت میں بوجہ اس اصلاح کے تحقیف ہوتی ہی جو فاصلہ پر سے کھاد کو کھیت تک پہنچانے کے خرچ میں کمی کرتی ہی یا جسکے ذریعہ سے عملہ انتقال اشیاء از جائے بجائے جنکی کھیتوں میں ضرورت پیش آتی ہی آسان ہو جاتے ہیں *

ریلوے اور نہریں نفس الامر میں ان ساری جنسوں کے پیدا کرنے کی لاگت کو گھٹاتی ہیں جو انکے ذریعہ سے فروخت کاہ تک پہنچائی

جاتی ہیں اور جن اشیا کے پیدا کرنے کے سامان وغیرہ کو اُنکے ذریعہ سے منتقل کیا جاتا ہی اُنکی لاگت پر بھی اُنکا یہی اثر ہوتا ہی اُنکے ذریعہ سے ایسی زمینیں تردد میں آسکتی ہیں جو دوسرے حال میں بے بوجھ نہرِ اجناس کے کاشتکار کو اُسکی محنت کا بدلہ نہ دے سکتیں فنِ چہاز رانی کی اصلاحیں غذا اور دیگر اشیا کی لاگت پر جو براہِ تری لائی جاتیں یہی اثر کرتی ہیں *

باعتماد ایسے ہی امور کے یہہ دت پائی جاتی ہی کہ بہت سی اصلاحیں جو محض علمِ آفات سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکو بظاہر گو کسی طرح کا ربط و لحاظ فنِ کشتکاری سے نہیں ہوتا تاہم وہ اس امر کا ذریعہ بنتی ہوں کہ ایک خاص مقدارِ غذا کی نسبتاً کم خرچ سے پیدا کیجائے مثلاً کوئی بڑی اصلاح جو لوہا گلافے کی ترکیب میں کیجائے بالضرور کشتکاری کے آلات کو سستا کرنے پر مایل ہوگی اور لاگت میں ریل روتہ اور گاڑیوں اور چہازوں اور شاید عمارتوں اور بہت سی اُور چیزوں کے کہ جنکی ساخت میں بوجھہ گرانہ فی الحال لوہے کو دخل نہیں ہی تخفیف کرکے اور بدینوجہ اُسکے ذریعہ سے غذا پیدا کرنے کی لاگت میں کمی ہوگی اُس اصلاح سے بھی یہی نتیجہ مرتب ہوگا جو ایسے عملوں میں دستکاری کے کی جائے کہ جنکے اندر سے مادہ غذائی کو بعد علیحدگی کے زمین سے گذرنا پڑتا ہی اول دفعہ جب پانی اور ہوا کی قوتِ عملی سے غلہ کی پسائی میں مدد لیکنی تو اُس نے روٹیوں کو اُچھتر سستا کر دیا جسقدر کہ کوئی نئی اور بڑی تحقیق فنِ کشتکاری کی اُنکو سستا کرتی اور جو کوئی بڑی اصلاح چکی کی بذاتِ میں کی جاتی تو وہ بھی نسبتاً ایسا ہی اثر پیدا کرتی نتائج پر سستے و سائل آمد و رفت کے ہم ابھی گفتگو و بحث کرچکے ہیں بعضی ایجادیں فنِ انجینئرنگ ایسی ہوتی ہیں کہ اُنکے ذریعہ سے انجام دینا جمیع بڑے بڑے عملوں کا جو زمین کی سطح سے تعاقب رکھتے ہیں آسان ہو جاتا ہی مثلاً پچیس سال پہلے

کے فن کی اصلاح زمین سے پانی خارج کرانے کے عمل میں بہت کار آمد ہے اور نہر اور ریلوے بنانے کے کام میں جو مدد اُس سے پہونچتی ہے اُسکا تو ہم ذکر ہی نہیں کرتے ملک ہولنڈ اور بعض مقامات انگلستان کی نہ زمینیں بذریعہ بنیوں کے خشک کی جاتی ہیں اور ان آلوں کو ہوا اور بھاپ کے زور سے حرکت دلاتے ہیں جہاں آبپاشی کی نہروں یا ٹالابوں یا بندوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں فنِ آدات کی مہارت عمل پیدائش کے سستا کرنے کے واسطے بڑی ذریعہ ہوتی ہے *

فن دستکاری کی اصلاحوں میں سے جو اصلاحیں اس طرح کی ہیں کہ ان سے آسانی کرنے میں غذا پیدا کرنے کے عمل کی مدد صریح نہیں مل سکتی اور جو گوہمیں سبب اس قانون عام کے نقصان کی اصلاح نہیں کرسکتیں کہ افزائش پیداوار اراضی بمذاہمت افزائش محنت صرف شدہ کے روز بروز کم ہوتی جاتی ہے تاہم وہ منتج ایک ایسے نتیجہ کی ہوتی ہیں جو عمل در آمد میں قانون مذکور کے نقص کا مصلح ہے یعنی جس امر کو وہ روک نہیں سکتیں اُسکے اثر کا تاہم کچھ قدر جبر کر دیتی ہیں *

سازے مصالحہ دستکاروں کے چونکہ زمین سے مستخرج ہوتے ہیں اور بہت سے اُنہیں کے بالتخصوص ملبوسات کی کشتکاری کے ذریعہ سے حاصل آتے ہیں پس قاعدہ عام پیدائش کا اراضی سے یعنی قاعدہ گھٹنے والی پیداوار کا آخر کار دستکاری اور کشتکاری دونوں میں برابر صادق آئیگا یعنی جسقدر آبادی زیادہ ہوتی جائیگی اور قوت زمین کی واسطے پیدا کرنے پیداوار زائد کے روز بروز گھٹتی جائیگی اُسقدر کوئی افزوں مقدار مصالحہ اور غذا کی بذریعہ اتنی افزوں محنت کے حاصل آئیگی جو اپنی مقدار میں مقدار مناسب سے زیادہ ہوگی مگر دستکاری کی کسی شے میں جو مصالحہ صرف ہوتا ہے اُسکی لاگت ایک جزو قلیل ہوتا ہے کل لاگت کا شے مذکور کے پس اشبہ دستکاری میں جتنی محنت

کشتکاری کی داخل ہوتی ہی وہ بمذاہبت کل محنت کے جو اُنکے بنانے میں لگتی ہی بمذولہ ایک خفیف کسر کے ہوتی ہی اور جستندز پیدائش میں اشیائے دستکاری کے افزونی ہوتی جاتی ہی اُسقدر باہتمام اس کسر خفیف کے باقی سب محنت ہمیشہ کمی کی طرف مایل ہوتی ہی کونکہ دستکاری میں بمذاہبت کشتکاری کے آلات اور کلوں کی اصلاحوں اور محنت بچانے کی ترکیبوں کو زیادہ گنجائش ہی اور ناظرین اور اوراقِ ابوابِ ماسبق میں دریافت کرچکے ہیں کہ محنت کو تحلیل کرنا اور اُسکو بہ کفایت کام میں لانا بہت کر کے اس امر پر موقوف ہی کہ مانگ وسیع ہو اور عملِ پیدائش کو میزانِ کبیر پر انجام دلانا ممکن پس ظاہر ہی کہ جو اسبابِ محنت کی بار آوری کو بڑھاتے ہیں اُنکو دستکاریوں میں بہت غلبہ ہی اُس ایک سبب پر جو اُسکی بار آوری کے گھٹانے پر مایل ہی اور افزونی پیدائش اشیائے مصنوعی کی کہ جسکی بوجہ افزوں ہونے آبادی کے ضرورت دامنگیر ہوتی ہی بروے کار آتی ہی بذریعہ روز بروز گھٹنے والی اور نہ بذریعہ روز بروز بڑھنے والی لاگت متناسب کے اور امر واقعی ہونا اس قول کا اس سے عیاں ہو گیا ہی کہ در گذری ہوئی صدی میں قیمت ہر قسم کی مصنوعات کی برابر گھتی چلی آئی ہی اور یہہ گھٹاؤ قیمت کا اُن ایجادوں کے سبب سے زیادہ جلد بروے کار آیا ہی جو ستر اسی برس کے اندر آلات و کلوں میں ہوئے ہیں اور وہ اس لائق ہی کہ آگے کو اور مقدار میں زیادہ ہوتا چلا جائے مگر کب تک اور کہاں تک زیادہ ہوگا یہہ امر صحت کے ساتھ مقرر کرنا ممکن نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ یہہ امر تصور میں آسکتا ہی کہ محنت کشتکاری کی بار آوری بہنگام افزونی پیداوار کے بتدریج کم ہوتی جائے اور اُسکی جہت سے قیمت غذا کی درجہ بدرجہ گراں ہونے لگے اور واسطے پیدا کرنے غذاے مطلوبہ کل آبادی کے روز بروز زیادہ آدمیوں کی ضرورت پیش آئے اور اُسی زمانہ میں بار آوری محنت کی اور ہنقوں میں کاروبار

محنت کے اس سرعت کے ساتھ بڑھے کہ کشتکاری کے واسطے جتنی زیادہ محنت کی ضرورت ہی وہ دستکاریوں کی محنت کی بچت سے میسر آسکے اور تاہم پیداوار دستکاری کی زیادہ ہو اور اہل مدینہ کی کل حاجات کا سرانجام بنظر کل نسبت زمانہ سابق کے بہتر طریق سے ہو اور غربا کو بھی اس نفع کا فائدہ پہونچے یعنی ممکن ہی کہ ارزانی ملہوسات اور مکانات کی چھت سے انکی غذائے گراں کا جبر ہو جائے *

غرضکہ بموجب بیان صدر کے فنون پیدائش کی اصلاحوں میں سے کوئی بھی اصلاح ایسی نہیں ہی کہ جو کسی نہ کسی طریق سے بمخالفت اس قانون کے کہ محنت کشتکاری کا عوض روز بروز گھٹا جاتا ہی اثر نہ کرتی ہو یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ صرف کار و بار محنت ہی کی اصلاحیں یہہ اثر پیدا کرتی ہیں طریق حکومت کی اصلاحیں اور اخلاق و سلوک کی ترقیاں یہی نتیجہ دیتی ہیں فرض کرو کہ کوئی ملک فی الحال اُس حالت میں تباہی کے گرفتار ہی جسمیں ملک فرانس قبل گردی کے مبتلا تھا یعنی فرض کرو کہ باستثنائے اُوں لوگوں کے صرف محنت مزدوری کرنے والوں پر محصول لگایا جاتا ہی اور اس قاعدہ سے کہ وہ نفس الامر میں پیدائش پر جرمانہ ہی اور اُمراء اور درباریوں کے دست نظام سے جو ضرورت جان و مال کو لوگوں کے پہونچتی ہی اُسکی کہیں داد نہیں ملتی اب ہم کہتے ہیں کہ جو طرفان اس طریق پیداد کو بیش و بن سے اُکھاڑ ڈالے اگر اُسکے اور نتائج سے قطع نظر کر کے اُسی ترقی پر فکر کریں جو اُسکے ذریعہ سے محنت کی بار آوری کو حاصل ہوتی ہی تو کیا طوفان مذکور برابر بہمت سی اصلاحوں کار و بار محنت کے تصور نہ کیا جائیگا موقوف کردینا کسی مالی لاگ کا جو زراعت پر لگتی ہو مثل دھک کے بمنزلہ اُسکے ہی کہ گویا بمقدار دہم حصہ کے اُس محنت میں دعتاً تخفیف ہوگئی جو واسطے استحصال پیداوار حالیہ کے مطابق ہی موقوف کردینا قوانین غلہ یا کسی اور روک ٹوک کا

جو پیدائش میں اشیا کے بمقامات مخصوص جہاں اُنکو نہایت کم خرچ سے پیدا کرسکتے ہوں ہارج ہوویں بمنزلہ اِس کے ہی کہ گویا عمل پیدائش میں کوئی بڑی اصلاح کی گئی جب ایسی زر ریز زمینوں پر بلا روک ٹوک ترقی ہونے لگتا ہی کہ جو سابق شکارگاہوں یا کسی اور دل لگی کے کاموں کے لیے وقف کی گئی ہوں تو محنت کشتکاری کی بار آوری بہت مت مجموعی نسبت زمانہ سابق کے زیادہ ہو جاتی ہی جو تقایم باعتبار سست اور بے اثر کرنے محنت کشتکاری کے قوانین مساکین کی بد نظمی سے انگلستان میں اور اُنسے بھی زیادہ بدتر ملک ایرلنڈ میں بوجہ ناکارہ ہونے طریقہ حقبت کاشتکاروں کے جو روے کار اُٹے وہ سب کو بخوبی معلوم ہیں محنت کی بار آوری پر کوئی اصلاح اتنا زیادہ صریح اثر نہیں کرتی جتنا کہ اصلاح و درستہ طریقہ مستاجری اراضی و قوانین ملکیت زمین کی ترقی دینا قاعدہ وراثت کا جسکے بموجب جائدادیں خاص وارثوں کو پہونچتی ہیں اور سستا کر دینا عمل انتقال املاک یا کسی اور امر کا جو اِس قدرتی میلان کی تقویت کرے کہ بحالت نہونے روک ٹوک کے زمین ایسے لوگوں کے قبضہ سے جو اُس سے کم نفع اُٹھا سکتے ہیں نکل کے اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہی جو اُس سے زیادہ منفعت حاصل کرسکتے ہیں اور دیا جانا لینی ميعاد کے پتوں کا بعوض اُسکے کہ جب چاہا کاشتکار کو اُسکی جوت سے بیدخل کر دیا یا مقرر کرنا کسی بہتر طریقہ کا بعوض اِس قاعدہ کے کہ خود مزدور بلا ذریعہ کسی سرمایہ دار مستاجر کے زمین کا اجارہ لے اور شرطیں اُسکے اجارہ اور مقدار اُسکے لگان کی بیابندی کسی دستور کے مقرر نہو بلکہ اِس قاعدہ پر کہ جسنے زیادہ روپیہ دینا قبول کیا اُسکو زمین مل گئی اور سب سے زیادہ حاصل ہونا کاشتکار کو کسی حقیقت دایمی کا اِس اراضی پر جسکو وہ جوتتا ہی یہ سب باتیں نفس الامر میں ایسی حقیقی اور بعض اُنہیں کی ایسی بڑی اصلاحیں عمل پیدائش کی ہیں جیسے کہ ایجاد کازنہ کی چرخے یا کل دکانی

کی بھی حال ہی تعلیم و تربیت کی اصلاحوں کا کاربکر کی زیرکی کو محضت کے بار آور بنانے میں بڑا دخل ہی نہایت تعلیم یافتہ ملکوں میں سے بعض ملکوں کے اندر اس زمانہ کا عیار ذکاوت اتنا کم ہی کہ کسی اور قدبیر سے محضت کی بار آوری میں اتنے غیر انتہا درجہ تک برقی ہونے کی آمید نہیں ہوسکتی جتنی کہ اس قدبیر سے کہ جو لوگ صرف ہاتھ پیر یعنی آلہ محضت رکھتے ہیں انکے دماغ کو زیور عقل سے آراستہ کیا جائے اور احتیاط اور کفایت شعاری اور ایمان داری ایسی صفات ہیں کہ مزدوروں کی ذات میں اُنکا ہونا اُسی قدر ضروری ہی جتنا کہ ذکاوت کا ہونا راہ و رسم دوستانہ اور توحید اغراض و احساس کا مابین مزدوروں اور اُن لوگوں کے جو اُنسے کام لیتے ہیں بڑی کار آمد بات ہی میں نے غلط کہا مجھے یہہ کہنا چاہیئے تھا کہ بڑی کار آمد بات ہوتی کیونکہ مجھے علم نہیں کہ ایسی دوستانہ راہ و رسم فی الحال کہیں وجود رکھتی ہی یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ فقط مزدوروں ہی کے جرگہ میں علم و تہذیب خصال کے زیادہ ہونے سے بار آوری محضت کی اعانت ہوتی ہی اگر دولتمندان کاهل کوش کے جرگہ میں جہد دماغی زیادہ ہو جائے اور تعلیم کامل وجود پائے اور ایمانداری کی حس زیادہ تیز ہو جائے اور ہمدردی اور خیر طلبی ملک کی صفت اُنکے دلوں میں زیادہ استحکام پائے تو یہہ لوگ امور انتظام اور رسم و رواج ملک کے باب میں نہایت عمدہ تجویزیں اصلاحوں کی نکال سکیں گے اور اُنکی ہشتی اور تقویت کرسکیں گے زیادہ دور نظر ڈالنے کی کیا حاجت ہی صرف اُنہیں آثار کو ملاحظہ کرو جو اظہر ہیں ملک فرانس کی کشتکاری ٹھیک اُنہیں امور میں ہست اور پس پا ہی جنمیں بتائیر جہد و سعی مردمان تعلیم یافتہ کی آمید اصلاح اور بہتری کی تھی اور وجہ اسکی کچھ قدر یہہ ہی کہ وہاں کے زمینداران دولتمند کلیہ اُنہیں کار و بار اور حظایض میں ہمہ تن مصروف ہیں جنکو شہر سے تعلق ہی کوئی بھی درستی اور اصلاح کار و بار

انسانی کی ایسی نہوگی کہ جو منجملہ اپنے اور قائدوں کے محنت کی بار آوری پر بطریق صریح یا غیر صریح اثر نیک نکرتی ہوگی اسمیں کچھ شک نہیں کہ بعض صورتوں میں تعلیم عقلی کار و بار محنت یعنی کشتکاری و دستکاری وغیرہ میں کلیہ محسوس ہوجانے کے شوق کو درجہ اعتدال پر لائیگی مگر نفس الامر میں جتنی محنت کار و بار مذکور کے انجام دینے میں صرف کی جائیگی وہ ہمیشہ زیادہ بااثر ہوگی *

قبل نشان دینے آن بڑے بڑے نتائج کے جو صفات سے ان دو قراء مخالف کے کہ جو محنت کشتکاری کی بار آوری کو تعین کرتے ہیں مستخرج ہوتے ہیں ہمکو یہ بات بیان کرنی لازم ہی کہ جو کچھ ہم نسبت کشتکاری کے بیان کر آئے ہیں وہی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ حق میں باقی اور ہنوز کے صادق آنا ہی کہ جنکی استقامت سے مصالحہ کرہ ارضی سے نکالے جاتے ہیں اور جو مفہوم عام میں کشتکاری کے داخل ہیں مثلاً کان کھودنے کی محنت سے افزوں پیداوار چھپی حاصل آتی ہی کہ خرچ متناسب کی نسبت سے زیادہ محنت و راس المال صرف کیا جائے بلکہ اُس میں اس سے بھی ایک اور زیادہ خرابی ہی اور وہ یہ ہی کہ اُس کی معمولی سالانہ پیداوار حاصل کرنے کے واسطے سال بسال زیادہ محنت اور زیادہ راس المال صرف کرنا پڑتا ہی کیونکہ کان کے اندر سے جو کچھ ایک بار نکال لیا جاتا ہی اُس کا بدل کان نہیں کوسکتی اور اِس سے صرف یہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ کانیں آخر کو خالی ہوجاتی ہیں بلکہ جہاں ہنوز آثار خالی ہوجائے کے نمودار نہیں ہیں وہاں بھی معدنیات کے استخراج کی لاگت روز بروز بڑھتی جاتی ہی کیونکہ غار کو روز بروز عمیق تر اور دالانوں کو چروڑا کرنا پڑتا ہی پانی اُولہچنے کے لیئے زیادہ قوت صرف کرنی پڑتی ہی اور پیداوار کو زیادہ عمیق سے باہر لانا یا فاصلہ پر لیجانا پڑتا ہی اور اِسیلئے قاعدہ گہنے والے عرض کا کان کھودنے کے عملوں میں بہ نسبت عمل ہاے کشتکاری کے زیادہ بے قید معنی کے ساتھ صادق آتا ہی مگر

اس کے ساتھ یہہ بھی معلوم رہے کہ ان عملوں میں عامل مختلف یعنی پیدائش کی اصلاحوں کے اثر کو بہت زیادہ دخل ہی کیونکہ ان میں کشتکاری کی نسبت سے کاروں اور آلات کی اصلاحوں کو زیادہ گنجائش * ہی سب سے پہلے کل ذخائر سے معادن ہی کی کھودائی وغیرہ میں مدد لیگئی تھی اور تو اکیسپ کیمیائی میں جنکی استعانت سے فائزات معادن سے نکالی جاتی ہیں بیکھد و لا نہایت اصلاحوں کی گنجائش ہی ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر کثیر الرقعہ ہی جو معادن حال کے خالی ہوجانے کے دغدغہ کو متنا ہی یعنی دریافت ہونا نئے معادن کا جو معادن سابق کے برابر یا ان سے زیادہ زریزہ ہوں المستخصر جمیع عاملان طبیعی جو اپنی مقدار میں مستند ہیں وہ صرف اپنی قوت اخیر ہی میں ہار اوری کے مستند نہیں بلکہ بہت مافیل اسکے کہ قوت مذکور درجہ اخیر تک تانی جائے ان سے کوئی افزود مقدار پیداوار کے بعد بہت زیادہ صرف مستند اور اس المال کے حاصل آتی ہی یہہ قانون عام ہی اور ممکن ہی کہ اسکا عمل چند روز کے لئے ان امور سے رک جائے جو انسان کے اختیار کو خادمان طبیعت پر بڑھائیں خصوصاً وسعت سے آنکے علم کی جسکے ذریعہ سے انکی حکومت صفات اور قوا پر عاملان طبیعی کے زیادہ ہوجاتی ہی *

باب سیدوزہم

در باب ان نتائج کے جو قوانین متذکرہ ابواب

مابق سے پیدا ہوتے ہیں

۱ تشریح و توضیح اسبق سے ظاہر ہی کہ افزائش پیدائش کی حد دو سبب پر مبنی ہی یعنی یا تو کمی پر اس المال کے یا کمی پر زمین کے عمل پیدائش یا تو اس سبب سے ساکن ہوجانا ہی کہ مال

جمع کرنیکی خواہش اتنی نہیں ہوتی کہ اس المال میں زیادہ افزونی ہو یا اس سبب سے کہ ہر چند مالکان آمدنی فاضل اپنی اس آمدنی سے ایک حصہ کے پس انداز کرنے پر دل سے آمادہ ہوتے ہیں مگر مدینہ کی اراضی مسکنوں سے بذریعہ لگانے زیادہ اس المال کے اتنا عوض حاصل نہیں آتا کہ اسکو اجتناب کے شایان تصور کیا جائے چن ملکوں میں مثل اقوام ایشیا کے مال جمع کرنے کی خواہش ضعیف ہو یعنی جہاں کے آدمی ترقی کے توقع نفع کثیر کی نہ دیکھتے ہوں اور اس نفع کثیر کے حصول کے لیے مدد دراز تک انتظار نہ کرنا ہوتا ہو نہ پس انداز کرتے ہوں اور نہ واسطے حصول و سایل پس انداز کے مسکنات کرتے ہوں جہاں یا تو عمل پیدایش کم ہاں ہو یا سخت مسکنات کرنی پڑتی ہو بدینہ چہ کہ نہ وہاں اس المال پر دست رس ہی اور نہ لوگوں میں اتنی دوراندیشی کہ ایسی تدبیریں اختیار کریں کہ جنکے ذریعہ سے عالمان طبعی مسکنات انسانی کے قائم مقام ہو جائیں وہاں یعنی ایسے ملکوں میں بنظر انتظام و کفایت اس امر کے بڑی ضرورت ہی کہ مسکنات اور مال جمع کرنے کی خواہش بااثر میں افزونی ہو روے کار لائی جائے اور ان دونوں کے افزوں کرنے کے یہ وہ وسیلے ہیں اول بہتر انتظام ملک داری اور زیادہ کامل حفاظت مال کی اور لیاجانا اوسط محصولات کا اور زیادہ دایمی اور نافع تر ہونا طریق قبض و تصرف کا اراضی پر کہ جسکے ذریعہ سے حتی الامکان خورد کاشتکار کو بلا تقسیم نوعی اسکی مسکنات و ہنر اور کفایت کا کلیہ انتفاع حاصل ہو دوم ترقی دانا عقل و دانش کا عوام میں اور زایل ہونا ایسی رسمیات اور تعصبات کا جو مسکنات کے بااثر ہونے میں ممانعت آتی ہیں اور بڑھنا چستی و چالاکی قوائے نفسانی کا جو لوگوں کی طبایع میں نئی نئی خواہشیں پیدا کرے سرم جاری کرنا ایسے ہنروں کا جو اور ملکوں میں شایع ہوں اور جنکے ذریعہ سے مقدار عوض کی جو اس المال زائد کے استعمال سے حاصل آوے اتنی بڑھ جائے کہ مال جمع

کرنے کی خواہش کے ضعف کو دور کر دے اور در آمد کرنا راس المال کا غیر ملکوں سے تاکہ افزونی پیدائش کا حصر آگے کو صرف کنایت اور دور اندیشی پر اہل ملک ہی کے نہ رہے یہہ تدبیر اہل ملک کی طبیعت کو ہر انگیکھتہ کرتی ہی اور گو بوجہہ چمانے نئے خیالات اور توڑنے سلسلہ عادات کے حالت اصلی میں لوگوں کی اصلاح نہیں کرتی مگر اُن کے دلوں میں نئی خواہشیں پیدا کرتی ہی اور اُنکی بلند نظری کو بڑھاتی ہی اور اُنکے حزم اور دور اندیشی کے بڑھانے پر مایل ہوتی ہی یہہ سبب باتیں کم و بیش حق میں جمیع آبادیہائے ایشیا اور کم دانشمند اور کم محنت و رز ملکوں فرنگستان مثل روس اور ہانگوری اور سپین اور آئرلینڈ کے صادق آتی ہیں *

۲ مگر دنیا میں ایسے بھی ملک ہیں اور انگلستان اُنکا سردار ہی کہ جنہیں نہ تو جفا کشی اور نہ مال جمع کرنے کی خواہش باثر کی تقویت کی ضرورت ہی یہاں کے آدمی تھوڑے عوض کے واسطے اپنے اوپر سخت متحنت گوارا کرتے ہیں اور بخیال حاصل کرنے تھوڑے نفع کے بہت پس انداز کرتے ہیں اُن ملکوں میں گو مزدوروں کی جماعت میں اتنی کنایت شعاری اور جز رسی نہیں ہی جتنی کہ ہونی چاہیئے مگر زیادہ معمول حصص میں لوگوں کے مال جمع کرنے کی خواہش اتنی غالب ہی کہ اُس کو گھٹانے اور اعتدال پر لانے کی ضرورت ہی *

اگر بوجہہ بہت ہی کم ہو جانے مقدار عوض کے راس المال کی افزونی ریک نچائے تو اُن ملکوں میں راس المال کی کمی نہو عوض یعنی پیداواریوں کو جو درجہ بدرجہ گھٹنے کا میلان ہی دہی میلان اِس امر کا باعث ہوتا ہی کہ افزائش پیدائش کے ساتھ اکثر حالت میں پیدا کرنے والوں کے نقصان راہ پاتا ہی اور یہہ میلان جو اپنے وقت پر افزائش پیدائش کو مطلق روک دیتا نتیجہ ہی اُنہیں اے لی اور خلقی شراپہ کا چھاپو پیدائش از اراضی موقوف ہی *

سب ملکوں میں جنہوں نے ترقی کشتکاری میں اول مرتبہ سے قدم اگے بڑھایا ہی ہر افزونی غذا کی مانگ کی جو بوجھ افزوں ہونے آبادی کے ہر روی کار آتی ہی ہمیشہ بصورت اسی وقت نہ واقع ہونے اصلاح پیدایش کے ہر فرد بشر کی مقدار غذا کو جو واجبی تنسیم کے بموجب اُس کے حصہ میں آتی چاہیئے گہنائی ہی افزایش پیدایش کی بصورت نہونے زر خیز قطعات اقتادہ زمین کے یا تازی اصلاحوں کے جو قیمت اجناس کو ارزاں کریں نہونے پائیگی الا اُس صورت میں کہ مقدار معنیت کی انداز متناسب سے زیادہ بڑھائی جائے رعایا کو یا تو زیادہ چہد سے معنیت کرنی پڑیگی یا تھوڑی غذا پر قناعت کرنی ہوگی یا پوری غذا حاصل کرنے کے واسطے اور قسم کے آرام اور آسائشوں کو گہتا ہڑیگا جب کبھی ضرورت ان بانوں کی ملتی رہ جاتی ہی تو اس التوا کی بہتہ وجہ ہوا کرتی ہی کہ اصلاحیں جو عمل پیدایش کو آسان کر دیتی ہیں روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہیں اور جو تدبیریں آدمی واسطے زیادہ با اثر کرنے اپنی معنیت کے نکالتا ہی وہ خادم طبیعت کے ساتھ ہم پائے لڑائی قائم رکھتی ہیں اور اُس کے قوالے دنی سے جبراً تازے مخازن پیدایش کی اسی سرعت سے حاصل کرتی ہیں جس سرعت سے کہ حوایح انسانی ہرانے مخازن پر قابض و متصرف ہو جاتی ہیں *

اس سے یہہ نتیجہ فیکیم نکلتا ہی کہ کچھ ضرور نہیں کہ جب لوگوں میں مال کی عدم مساوات بہت ہو تب ہی افزایش آبادی کے روکنے کی ضرورت پیش آتی ہی کسی بھی حالت میں تہذیب اور دانشمندی کے اگر بنظر مجموع دیکھا جائے تو زیادہ آدمیوں کی خور و نوش کا بندوبست اُس فراغت سے نہو سکیگا جس فراغت سے کہ کم آدمیوں کا آبادی کے بہت زیادہ ہو جانے سے جو خرابی پیدا ہوتی ہی اُس کا سبب اہل مدینہ کی بے انصافی نہیں ہی بلکہ خادم طبیعت کی دنائت و کنجوسی بے انصافی کے ساتھ تقسیم ہونا دولت کا لوگوں

میں اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ خزانہ مذکور کو بڑھانے سے بہت
البتہ یہ نتیجہ دیتا ہے کہ اس خزانہ کو کچھ قدر جلد مختص
کرا دیتا ہے *

اس کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کہ کثرت آبادی کی جہت سے
جستار زیادہ کھانے والے پیدا ہوتے ہیں اسقدر محنت کرنے والے بھی تو
زیادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ نئے آدمیوں کو اتنی ہی غذا مطلوب
ہوتی ہے جتنی کہ پرانوں کو مگر فیو کی محنت سے اتنا پیدا نہیں
ہوتا جتنا کہ پرانوں کی محنت سے اگر جمیع آلات پیدائش کے سب
لوگوں کی ملک مشترک ہو جائیں اور کل پیداوار حصہ مساوی ان میں
تقسیم کی جائے اور اس طرح کے انتظام کے ساتھ محنت دہی یا
چاہ اور پیداوار اسی قدر مضبوط ہو جسقدر کہ اب ہے تو جمیع مردمان
موجود کے با فراغت بسر کے واسطے سامان کافی اور رافی موجود ہوگا۔ مگر
جب آبادی دو چند ہو جائیگی جیسا کہ ایسی صورت حال سازگار میں
بلاشبہ ہر بیسویں سال ہوا کرنا ہے تب فرمائیں کہ ان لوگوں کا کیا حال
ہوگا اگر فنون پیدائش میں اسی زمانہ میں اصلاح و ترقی معمولی
درجہ سے کہیں زیادہ نہ ہو تو ناقص زمینیں جنکی طرف واسطے پیدا کرنے
غذائے مطلوبہ اس قدر بڑھی ہوئی آبادی کے رجوع کی جائیگی اور زیادہ
محنت اور کم عوض دینے والے طریقے کشتاری کے جو اسی غرض سے
اچھی اراضی پر اختیار کیئے جائینگے لامحالہ ہر فرد بشر کو مدینہ کے
نسبت سابق کے مفلس کر دینگے اور جو آبادی اسی انداز سے بڑھتی
چلی جائیگی تو جلدی ایک دن ایسا آجائیکا کہ کسی کے پاس اہل
مدینہ سے بجز اشیائے حاجات ضروری کے اور کچھ نہ ہوگا اور اس کے
چند روز بعد ایک اور ایسا زمانہ آئےگا کہ اشیائے حاجات ضروری ہو بھی
لوگوں کو دست رس نہ ہوگی اور آگے کو افزائش آبادی کی بذریعہ اموات
کے رکے گی تصفیہ اس امر کا کہ آیا فی الحال یا کسی زمانہ آئندہ میں

پیداوار محنت کی بمناسبت محنت صرف شدہ کے بڑھتی یا گھٹتی جاتی
 ہے اور اوسط حالات لوگوں کی بہتر یا خراب ہوتی جاتی ہے
 اس بات پر موقوف ہے کہ آبادی بمناسبت اصلاحوں کے یا اصلاحیں
 بمناسبت آبادی کے زیادہ بڑھتی ہیں بعد بڑھ جانے آبادی کے اسقدر کہ
 معیشت کے جو بڑے بڑے فنڈس ہیں آپر دست رس ہو جائے پھر جو
 افزونی اُسکی تعداد میں بروئے کار آئے گی وہ لوگوں کی اوسط درجہ کی
 آسودگی میں خرابی پیدا کرے گی مگر اصلاح کی ترقی اس کے مخالف
 عمل کرنی ہے اور آبادی میں بلا گھٹانے بلکہ کچھ قدر بڑھانے اسایش
 کے افزائش کی اجازت دیتی ہے یہاں اصلاح سے اُسکا مفہوم عام مراد
 ہے جسمیں صرف نئی ہی ایجادیں کار و بار محنت کی یا وسیع
 استعمال اُن ایجادوں کا جو فی الحال معلوم ہیں داخل نہیں بلکہ وہ
 ساری اصلاحیں جو دستورات اور قوانین اور تعلیم اور رایوں اور کار و بار
 انسانی میں بالعموم بروئے کار آئیں داخل و شامل ہیں بشرطیکہ اُنکا
 یہہ میلان ہو جیسا کہ قریب قریب سب اصلاحوں کا ہوتا ہے کہ پیداوار
 کے لیے نئی ترغیبیں اور آسانیاں پیدا کریں اگر ملک کے قوائے بار آور
 اُسی سرعت سے بڑھتے جائیں جس سرعت سے کہ بڑھنے والی آبادی کو
 افزونی پیداوار کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو یہہ لازم نہیں ہے کہ پیداوار
 مذکور کی افزائش ایسی ارضی ناقصہ پر تردد کرنے سے بروئے کار لائی
 جائے جو ارضی ناقصہ سے کہ حال میں زیر تردد ہیں ناقص تر ہوں یا
 بذریعہ کرنے زیادہ محنت کے پرانی زمینوں پر بآنکہ اُن سے نسبتاً کم
 فائدہ حاصل آتا ہے بہر حال قوت کے اس نقصان کا جبر آس
 افزودہ بار آوری سے ہو جاتا ہے جو محنت کو اصلاحوں کی ترقی
 کے ذریعہ سے دستکاریوں میں حاصل ہو جاتی ہے غرضکہ ایک
 نہ ایک طرح سے افزوں آبادی کی پرورش کا بندوبست ہو جانا ہے
 اور سب آدمی مثل سابق کے آسودہ اور فارغ البال ہوتے ہیں مگر

جب افزونی اختیار انسانی کی اور خدمات طبیعت کے معطل رہ جاتی ہیں یا اُس میں کچھ کمی رہ پاتی ہے اور آبادی کی افزونی میں کمی نہیں ہوتی یعنی جب بذریعہ اُسی اختیار کے جو حال میں عاملان طبیعی پر حاصل ہے افزوں پیداوار مہیا کرنی پڑتی ہے تو در صورتیں پیش آتی ہیں یعنی یا تو افزوں آبادی میں سے ہر فرد کو بنظر اوسط زیادہ جہد و سعی کرنی پڑتی ہے یا کل پیداوار سے ملک کے ہر فرد کے حصہ میں کم مقدار آتی ہے *

یہ امر واقعی ہے کہ کسی زمانہ میں ترقی آبادی کی بمناسبت ترقی اصلاحوں کے سریع ہوتی ہے اور کسی زمانہ میں اصلاحوں کی ترقی بمناسبت آبادی کی ترقی کے جلد بے روئے کار آتی ہے ملک فرانس میں جو بڑی گرنی ہوئی تھی اُسکے پہلے بہت دنوں تک انگلستان میں آبادی بآہستگی دہرے قدم سے بڑھتی تھی مگر اصلاح کی خصوصاً اصلاح کشتکاری کی ترقی اس سے اور بھی زیادہ دہری تھی کیونکہ ہر چند کوئی امر ایسا بے روئے کار نہیں آیا کہ جسکے سبب سے سونے چاندی کی قیمت ارزاں ہو جاتی ہو مگر غلہ کی قیمت بہت گراں ہو گئی اور بجائے اُسکے کہ غلہ انگلستان سے درآمد کیا جائے اُلٹا اُس میں اور ملکوں سے درآمد ہونے لگا مگر بہت شہادت ہے کہ کئی قطعی تصور نہیں ہو سکتی کیونکہ جیسے غیر معمولی اچھی فصلیں اول کے پچاس سال متواتر میں پیدا ہوئی تھیں ویسی مدھی مذکور کے پچھلے پچاس سال میں نہیں ہوئیں اور قطع نظر اُس معمولی ترقی کے جو آبادی میں ہوئی ان فصلوں کی کمی نے غلہ کو گراں کر دیا ابھی تک یہ بات تحقیق نہیں ہوئی ہے کہ اُس زمانہ میں دستکاریوں کی اصلاحوں یا اجناس درآمدہ کی ارزانی سے محنت اراضی کی کمی بارآوری کا جبر ہوا یا نہیں مگر جب سے رات اور آرکرائیٹ اور اُنکے ہم معصروں نے کلوں میں بڑی ایجادیں کی ہیں تب سے عوض محنت کا غالباً اُسی سرعت سے افزوں ہوتا ہے

بچس سرعت سے کہ آبادی اور غالب ہی کہ افزونی عوض کی آبادی کی افزونی کی مناسبت سے زیادہ ہوجاتی اگر اُسی افزونی نے عوض کی قوت تکثیر کو ذوع انسانی کے کہ آسمیں خلعتی ہی تحریک نہ کی ہوتی اصلاح پائی ہوئی ترکیبوں کو کشتکاری کے گذرے ہوئے بیس بیس برس کے اندر اتنی وسعت سریع حاصل ہوئی ہی کہ زمین بھی مناسبت مہکت صرف شدہ کے زیادہ عوض بار لاتی ہی پیش از اسکے کہ قوانین غلہ کی منسوخی نے کچھ دنوں کے لیئے آبادی کے داب کو پودایش پر بہت ہلکا کر دیا قیمت غلہ کی بالتحقیق گھٹ گئی تھی مگر معلوم رہے کہ کچھ زمانہ کے لیئے گو اصلاحوں کی قری آبادی کی افزونی حقیقی کے ساتھ ہمقدم رہے بلکہ بڑھ بھی جائے مگر بالتحقیق وہ کبھی اُس غایت تک نہیں پہنچ سکتی جس تک آبادی کا پہونچنا ممکن ہی فی الحقیقت افزونی آبادی کی روک رہی ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ کوئی امر ذوع انسانی کی حالت میں نقصان عام کے راہ ہانے کو روک سکتا جو افزونی آبادی کی حال کی نسبت سے زیادہ رد کی ہوتی اور جو اصلاحیں اب ہوئی ہیں وہی اُس صورت میں بھی ہوتیں تو جتنی پیداوار ملک یا افراد کو عموماً فی الحال نصیب ہوتی ہی اُس سے زیادہ ملتی ساری نئی زمین جو باستعانت اصلاحوں کے خالص طبعیت سے جبراً چھینی ہی وہ کلیہ پرورش کے کام میں صرف آبادی کے مستعمل نہوتی گو کل پیداوار خام کی مقدار اتنی زیادہ نہوتی جتنی کہ اب ہی مگر ہر فرد مدینہ کے حصہ میں جو حصہ اُسکا آنا وہ حال کے حصہ کی مقدار سے زیادہ ہوتا *

۳ جب آدمیوں کی افزونی مناسبت اصلاحوں کی ترقی کے زیادہ ہونے لگتی ہی اور ملک کو بحالت مجبوری روز بروز و سایل معاش کو شرایط ناسازگار ہر بدیں وجہ حاصل کرنا پڑتا ہی کہ زمین اُس قابل نہیں کہ بلا مہکت زائد افزون مقدار اجناس کی بقدر مانگ زائد کے

پیدا کرسکے تب اس صورت ناخوش میں باوجود اسکے کہ لوگوں کی عادات میں باعتبار انداز افزونی کے کمی راہ نہ پائے دو طرح سے اُمید تصفیف کی ہوسکتی ہی اول تو یہ کہ غذا غیر ملکوں سے لائی جائے اور دوسرے یہ کہ آبادی زائد نقل مکان کرے *

لانا زیادہ سستی غذا کا کسی غیر ملک سے اسکے برابر ہی کہ گویا درآمد کی جگہ میں فن کشتکاری کے اندر کوئی ایسی اصلاح کی گئی جسکے ذریعہ سے غذا سستی پیدا ہونے لگی بہ تدبیر نفس الامر میں محنت کی بارآوری کو بھی بڑھا دیتی ہی کیونکہ قبل اختیار کرنے اس تدبیر کے جو محنت غذا کے پیدا کرنے میں صرف کی جاتی تھی اسکے بدل میں ایک خاص مقدار غذا کی ملا کرٹی تھی اب وہی محنت پیدا کرنے میں کھڑے اور دیگر اشیاء کے جو باہر سے لائی ہوئی غذا کے بدل میں دی جاوینگی صرف ہوگی اور اسکی عوض میں نسبت سابق کے زیادہ غذا ملیگی غرضکہ دونوں اصلاحوں کا مآل ایک ہی ہوتا ہی کیونکہ وہ محنت کی بارآوری کی قوت کی کمی کو کچھ دنوں کے لیئے بعد کردیتی ہیں مگر دنوں صورتوں میں بعد گذر جانے اس زمانہ کے کمی مذکور پھر فوراً اپنا قدم آگے بڑھانے لگی ہی یہ کمی موج کے مشابہہ ہی کہ کچھ دور پیچھے ہٹ کر پھر اپنا قدم آگے بڑھاتی ہی *

بلاشبہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال گذرے گا کہ جب کوئی ملک خاص اتنی چورتی چکلی سطح سے روئے زمین کے جتنا کہ آباد حصہ کرہ ارضی کا ہوتا ہی اپنی غذا حاصل کرتا ہو تو اُس میں کھانے والوں کی تعداد کے بڑے جانے سے سطح مذکور پر کہ جسکا وہ ایک جزو قلیل ہی چنداں اثر نہوگا اور ملک مذکور میں بلا ڈالنے داب کے مخازن پیداہش پر یا بڑھانے قیمت غذا کے روئے زمین پر آبادی تکنی چوگنی ہوسکے گی مگر ناظرین اوراق کو معلوم رہے کہ اس قیاس کے قائم کرنے میں چند اُمور سے چشم پوشی کی جاتی ہی اول تو ملک ہاے غیر جنسے غلہ

درآمد کرسکتے ہیں کل کرۂ ارضی کو مشتمل نہیں ہو سکتے وہ صرف اُسکے اُسی حصہ کو مشتمل ہیں جو لب بحر یا کنارہ پر کسی دریاۓ عظیم کے جسمیں جہاز اور کشتیاں چل سکیں واقع ہو بہت سے ملکوں میں لب بحر وہ قطعات زمین کے ہوا کرتے ہیں جو سب سے پہلے اور بہت کثرت سے آباد ہوتے ہیں اور جنکا اپنا ہی خرچ اکثر اتنا ہوتا ہی کہ وہ دوسروں کے لیئے غذا پس انداز نہیں کرسکتے پس سب سے بڑا متخزن رسد کے مہیا کرینیکا وہ قطعے زمین کے ہوا کرتے ہیں جو کنارے کنارے کسی جہاز رانی کے قابل دریا مثل رود نہل اور وستولا اور مسیسیپی کے واقع ہوتے ہیں اور پیدا کرنے والے حصوں میں روے زمین کے ایسے قطعوں کی انہی فراوانی نہیں ہوتی کہ غیر انتہا زمانہ تک روز بروز جلد بڑھنے والی مانگ کا سرانجام بلا بڑھانے داب کے اوپر بار آور قوتوں زمین کے ہوسکے اور یہہ بھی اُمید نہیں ہوسکتی کہ وسائل آمدورفت کی جیسی اب صورت ہی آس میں غلہ کی رسد منفرط اندرونی حصص سے ملک کے بہم ہوسکے اچھی سڑکوں سے اور اکثر بذریعہ نہروں اور ریل روت کے اِس وقت میں رسد مہیا کرنے کی تخفیف ہوسکتی ہی مگر یہہ بڑی دھیمی اصلاح ہی اور بجز ملک امریکا کے اور سارے غلہ برآمد کرنے والے ملکوں میں وہ بہت ہی دھیمی ہی یہہ اصلاح آبادی کے ساتھ ہمتقدم نہیں رہ سکتی الا اُس صورت میں کہ آبادی کی افزائی کامل طریق سے روکی جائے *

دوسرے اگر یہہ بھی مان لیں کہ رسد کل سطح سے اُن ملکوں کے حاصل آتی ہی جو غلہ برآمد کرتے ہیں تو یہی جسقدر غذا اُن سے بلا بڑھانے خرچ متناسب کے حاصل آئیگی وہ مقدار میں محدود ہوگی جو ملک غذا برآمد کرتے ہیں اُن کی دو تفریق ہوسکتی ہیں ایک تو وہ جنہیں مال جمع کرنے کی خواہش با اثر قوی ہو اور دوسرے وہ جنہیں خواہش مذکور ضعیف ہو آسٹریلیا اور ریاست ہائے متفقہ امریکا میں یہہ خواہش قوی ہی رہاں راس المال جلد بڑھتا ہی اور غذا کی

پیدایش کو بہت سرعت سے وسعت حاصل ہوسکتی ہے مگر ان ملکوں میں آبادی بھی غیر معمولی سرعت سے بڑھتی جاتی ہے اور ان کی کشتکاری کو اپنی بڑھنے والی آبادی اور غیر ملکوں کی جو غلہ درآمد کرتے ہیں آبادی کی غذا کا بندوبست کرنا پڑتا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ انکو بھی بہت جلد اس امر کی ضرورت لاحق ہو کہ وہ ان زمینوں کی طرف رجوع کریں جو گو بہ نفس خود زر ریزی میں کم نہوں مگر بوجہ واقع ہونے کے فاصلہ پر اور ایسے مقامات میں کہ جہاں تک رسائی کم آسان ہو بمنزلہ بقیع اور کم زر ریز کے ہوں اور مثل پرانے ملکوں کے آدمیوں کے ایسے طریق کشتکاری کے ضرورتاً اختیار کریں جو بمناسبت محنت صرف شدہ کے کم بارآور ہوں *

مگر ایسے ملک بہت کم ہیں جن میں ایک ہی زمانہ میں ارزانی غذا اور سرسبز کاروبار محنت کی وجہ رکھتی ہو ایسے ملک وہی ہوتے ہیں جن میں دانشمندی کے زمانہ کے ہنر بحالت کمال زر ریز اور غیر آباد زمینیں ہر مستعمل ہوتے ہیں پرانے ملکوں میں سے جو ملک غذا درآمد کرسکتے ہیں ان کو یہ قدر غلہ کے باہر لیجانے کی صرف ایسی سبب سے حاصل ہوتی ہے کہ ان کی محنت کے کاروبار طریق نرقتی میں بہت پس پا ہوتے ہیں کیونکہ ان میں اس المال اور اس کی جہت سے آبادی اتنی نہیں بڑھتی کہ غذا کی قیمت کراں ہو روس اور ہولند اور ہنگری اس قسم کے ملک ہیں اور ان میں مال جمع کرنے کی خواہش با اثر ضعیف ہے اور فنون پیدایش نہایت غیر کامل وہاں اس المال کم ہے اور اس کی افزونی خصوصاً بذریعہ اسباب خانگی کے بہت دھیمی *

حب افزوں مانگ، اتنی بڑھ گئی کہ غذا کا درآمد کرنا ممکن ہوا تو یہہ غذا بتدریج پیدا ہوسکتی ہے کیونکہ اس المال مطلوبہ بذریعہ انتقال کے اور کارخانوں سے مہیا نہیں ہوسکا بدینوجہ کہ وہاں اسے کارخانہ وجود نہ رکھتے

تھے روٹی کا کھڑا اور لڑھے کا سامان جو غلہ کے مبادلہ میں انگلستان سے مل سکتا تھا اُس کو روسی اور اہل پرولتہ اپنے ملک میں نہیں بناتے کیونکہ وہ اُس کے بغیر بسر کرتے نہیں یہہ اُمید ہو سکتی ہی کہ پیدا کرنے والے بذریعہ اپنی سعی زائد کے جسکے کرنے کی ترغیب بوجہ کھلنے منڈیوں اُن کی پیداوار کے حاصل ہی ہر روز اہم کچھ پیدا کرینگے مگر قوانین اُن ملکوں کے جہاں کے کہتی کرنے والے یا تو غلام یا ایسے کاشتکار ہیں کہ قریب قریب غلاموں کی حالت میں بسر کرتے ہیں ایسے نہیں ہیں کہ اُن سے سعی مزید کے وجود پانے کی آسانی ہو اور اِس زمانہ میں بھی تحریک و اصلاح کے یہہ قوانین جلد تبدیل نہیں ہوتے اگر اِس امر پر ہر دوسا کیا جائے کہ زیادہ راس المال کے لگانے سے پیداوار زیادہ ہو جائیگی تو راس المال دو طریق سے بہم ہو سکتا ہی یعنی یا تو بذریعہ پس انداز کے جو بآہستگی اور بہ تقاضی اُس تحریک کے کیا جائیگا جو نئی نئی چیزوں کے دیکھنے اور آمد و رفت کے زیادہ وسعت پانے سے ہوگی اور اِس صورت میں غالب ہی کہ آبادی بھی اُس قدر جلد بڑھیگی یا بذریعہ لانے کے اُسکو غیر ملکوں سے اگر انگلستان چاہے کہ ملک روس یا پرولت سے روز افزوں رسد غلہ کی ہانٹھ آئے تو اُسکو لازم ہی کہ اپنا راس المال اُن ملکوں میں بھیجے اور غلہ پیدا کرارے مگر اِس میں اتنی دشواری پیش آتی ہیں کہ وہ بمنزلہ واقعی نقصانوں کے تصور ہوتی ہیں اختلاف زبان اور اختلاف طریق و عادات اور بہت سی اُڑ مشکلیں جو طریق معاشرت اور رسم و رواج و قوانین ملکی کے تہا میں سے پیدا ہوتی ہیں اِس تدبیر کی مخالفت کرتی ہیں اور باوجود اُن سب دشواریوں کے جو راس المال کو وہاں لیجا کے اِس کام میں لگایا بھی جاوے تو بلا ریب وہاں کی آبادی کو اُس سے ایسی تحریک ہوگی کہ قریب قریب ساری افزوں غذا جو اُسکے ذریعہ سے حاصل آئیگی غالباً وہیں خرچ ہو جائیگی باہر نہ نکلے پائیگی پس جو یہہ بات نہوتی کہ غیر ملکوں کے ہنر و علوم کو اُن

ملکوں میں جاری کرنے اور وہاں کی سست قدم دانشمندی کو تیز قدم بنانے کی صرف یہی تدبیر ہی تو اُسپر کم اعتبار کیا جاتا کہ وہ اجناس پر آمد کی مقدار کو بڑھائی اور غذائے روز افزوں لائے ہوئے درجہ تک غیو ملکوں کو دلا سکے گی مگر کسی ملک کی دانشمندی کو ترقی دینا ایکس کا کام نہیں اُسکو زمانہ دراز لگتا ہی اور اس مدت دراز میں آبادی رسد دینے اور رسد لینے والے ملکوں کی اتنی زیادہ ہو جاتی ہی کہ ٹالمپ نہیں کہ ترقی مذکور قیمت غلہ کی بمقابلہ افزونی مانگ کے ارزاں رکھ سکے یہ ترقی چاہے چھوٹے قطعہ میں کسی ملک خاص کے کی جائے چاہے کل فرنگستان میں دونوں صورتوں میں بعلت افزوں ہونے آبادی کے اُسکا اثر غلہ کی قیمت پر یکساں ہوگا پس یہ قانون کہ جہاں آبادی بمناسبت اصلاح کے جلد بڑھتی ہی وہاں عوض جو ممکنیت سے حاصل آتا ہی کم ہونا جاتا ہی حق میں صرف انہیں ملکوں کے صادق نہیں آتا جو اپنا رزق اپنی ہی زمین سے پیدا کرتے ہیں بلکہ اُن ملکوں کے حق میں بھی کلیہ صادق آتا ہی جو واسطے لانے رزق کے کسی بھی ملک سے جس تک رسائی ممکن ہو اور جہاں سے رزق مذکور سستا مل سکتا ہو آمادہ ہوں کسی بھی سبب سے دفعتاً سستا ہو جانا رزق کا مثل کسی اور اصلاح فنون کے میلان طبعی کو ان معاملات کے صرف ایک دو منزل پیچھے ہٹا دیتا ہی مگر وہ اُسکے طریق کو بدل نہیں سکتا غلہ در آمد کرنے کی آزادی کے متعلق ایک اور امر قابلِ ارجح ہی جو ممکن ہی کہ چند روز کے لئے اُن اثرات کی نسبت سے زیادہ بڑے اثر پیدا کرے جو غلہ کی تجارت آزاد کے نہایت سخت مخالفوں یا اُسکے نہایت گرمجوش حامیوں کے وہم و خیال میں نہ بھی گذرے ہوں جو ار اور باجزہ ایسی جنسیں ہیں کہ واسطے پرورش و پرداخت کل ملک کے بمقدار کافی باوجود محسوب کر لینے فرق قوت تغذیہ کے آلوں پر بھی زیادہ سستی مہیا ہو سکتی ہیں اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جائے کہ

غربا ان غلوں کو بجائے کیہوں کے کھانے لگیں تو محنت کی قوت بار آوری باعتبار حاصل کرنے رزق کے اتنی بڑھ جائیگی اور کمیے کی پرورش کا خرچ اتنا گھٹ جائیگا کہ جو آبادی امریکا کے انداز کے موافق تھی بڑھنے لگے تو بھی اُسکو کئی بشت لگنی کہ پرورش کی اس آسانی کے ساتھ ہمقدم ہو جائے *

۴

۴ جس ملک میں بڑھنے والی آبادی سے اس مال پر تو داب نہ پڑتی ہو مگر زمین کی بار آوری اُسکے دباؤ سے سخت دبی جانی ہو اُسکو سوائے درآمد کرنے رزق کے ایک اور تدبیر پر بھی دست رس ہو سکتی ہے یعنی نقل مکان پر بطور بستی بسانے کے اس تدبیر کا اثر جتنا کہ ہونا ہی حقیقی ہی کہونکہ اس صورت میں ایسے زوریز قطعاً غیور آباد زمینوں کے دوسرے مقاموں میں تلاش کئے جاتے ہیں کہ جو نقل مکان کرنے والوں کے وطن میں اگر موجود ہوتے تو بڑھنے والی آبادی کی مانگ زاید کا سرانجام بلا گھٹانے بار آوری محنت کے ہو سکتا پس جب وہ ملک کہ جسمیں بستی بسائی جائیں قریب ہو اور نقل مکان کا شوق و ذوق لوگوں کی طبعیتوں میں کافی و رافی تو یہ تدبیر کذبہ کارگر اور با اثر ہوتی ہے پرانی بستیوں سے امریکا کی نکل کے نئے پرگنات کی طرف چلا جانا جو نفس الامرو میں ہمنزلہ بستی بسانے کے ہی ایسی تدبیر ہے کہ جسکے سبب سے کل ملک متفقہ میں آبادی بلا مزاحمت نوعی بڑھتی چلی جاتی ہے او محنت سے جو عوض حاصل آتا ہے وہ اب تک مقدار میں کم نہیں ہوا ہے اور نہ رزق بہم کرنے کی مشکل زیادہ ہوئی ہے اگر آسٹریلیا اور قلبی کنیڈا انگلستان سے اُسی مسافت پر ہوتے جس مسافت پر کہ دسکونسن یا آئی اودا نیوہورک سے ہیں اور اگر انگلستان کی فاضل آبادی بلا عبور کرنے کے سمندر سے انہیں نقل مکان کر سکتی اور مثل مردمان نیوانگلینڈ کے وہ بھی

دل چلے اور سیماب صدف اور خانہ نشینی کے کم عادی ہوئے تو ان ملک ہائے غیر آباد سے انگلستان کو وہی فائدہ حاصل ہوتا جو پرانی پستیوں کو امریکا کے وہاں کی نئی پستیوں سے پہونچتا ہی مگر یہی معاملے جیسے ہیں ویسے معلوم اس صورت میں ہر چند قدیم کے ساتھ ہر روے کار لانا نقل مکان کا واسطے ملکا کر دینے دیا آبادی کے ایک ہر بار کی سعی سے ایک بڑی تدبیر ہی اور ہر چند ایسی غیر معمولی حالت میں جیسے کہ ابرلنڈ کے باہام قابم ہونے تین سببوں یعنی بگڑ جانے فصل آلو اور عمل درآمد قوانین مساکین اور بید خالی عام سارے کاشتکاروں کے تھی ممکن ہی کہ بہت سے آدمی زیادہ آدسے کہ چنکر ایکبارگی ملک سے نکال دینا کبھی مقتضایے تدبیر ملکی ہوا ہو برضائے خود کسی خاص حالت میں غایت ننگی کی کسی ملک سے نکل جائیں تا ہم غالب نہیں ہی کہ باوجود نہایت اچھے انتظام کے اتنا نقل مکان برابر ہوتا رہے کہ جس سے مثال امریکا کے وہ سارا حصہ سالانہ افزوں آبادی کا (اور وہ بھی اس زمانہ کا کہ جب آبادی نہایت سرعت سے افزوں ہوتی ہو) جو اسی مختصر زمانہ میں مئوں معاش کی اصلاحوں کے تناسب سے زیادہ ہونے کے سبب سے ہر اوسط درجہ کی فرد مدینہ کی ننگی معاش کا باعث ہوتا ہی ملک میں تھرنے نہ پائے اور جب تک یہہ بات ہر روے کار نہ اٹھائی ممکن نہیں کہ آبادی کے روکنے کی ضرورت تدبیر نقل مکان سے رفع ہو جائے نقل مکان کے معاملہ میں اس مقام پر ہم زیادہ اور کچھ نہیں لکھنے اس کتاب کے کسی اور مقام میں بستی بسانے کے معاملہ عام پر زیادہ بسط سے گفتگو کریں گے اور نسبت اُسکے قابل الوقوع ہونے اور اُسکی عظمت اور بزرگی کے باعتبار ملک انگلستان کے بحشت کرینگے اور بیان کرینگے کہ کن اصول پر اُسکو بفعل

خاتمہ

للہ الحمد۔ مجموعہ اصول کسب دولت کہ حکیم
 پے عدیل جرن ستوارنک اللہ تعالیٰ کی کتاب لاجواب کے مقالہ
 اول کا ترجمہ ہی بتوفیق امداد الہی مدت درنیم سال میں تاریخ شروع
 سے بماء اپریل سنہ ۱۸۶۸ع بمقام اندور بسعی گاہ گاہے اس ہیج میرز
 کے کہ دھرم ناراین نام رکھتا ہی پورا ہوا مگر حقیقت میں پورا اُسوقت
 ہوگا کہ نظر فیض اثر سے مربع نشین چاربالش فضل و کمال سید احمد
 خاں صاحب بہادر سکتر سپن ٹیفک سوسئیٹی علیگڈہ کے کہ مسود
 اوراق سے رابطہ ہموطنی اور واسطۃ الفت روحانی رکھتے ہیں اور اس
 اہتمام کے سلسلہ کے وہی متحرک ہوئے ہیں گذر کے زور قبول سے معلیٰ ہو
 مولف جاننا ہی کہ یہہ اوراق پریشان ہزاروں خلل و زل سے مالا مال
 ہیں مگر جس حال میں شہسواران عرصۂ سختدانی و یکہ تاران * *
 شیوا بیانی تسلیم کرتے ہوں کہ ترجمہ لغات کا ایک زبان سے بزبان دینر
 آسان نہیں ہی تو یہہ بے بضاعت کہ علم و ہنر سے عاری ہی اور مدت
 بیس سال سے وطن مولف سے آوارہ اور فبضان صحبت اہل زبان سے
 متحرور کیونکو اس لغزش گاہ سے سلامت گذرنا جو رضا جوئی اس بزرگ
 منش ملکی سیرت کی مقدم تھی چار ناچار باوجود بے استعدادی کے
 اس کار پر خطر کا کفیل ہونا پڑا اب صاحبان سخن فہم سے التجا ہی کہ
 جس جگہہ سقم دیکھیں بے تکلف اصلاح دیں اور اس عنایت خاص سے
 مولف کو مرہون منت فرمائیں *

5142

ACC. No.

۱۳۸۱

AUTHOR

د قهرم نړاين د ملوکی

TITLE

۱- اصول سیاست و فن

1941
1942
1943
1944
1945
1946
1947
1948
1949
1950
1951
1952
1953
1954
1955
1956
1957
1958
1959
1960
1961
1962
1963
1964
1965
1966
1967
1968
1969
1970
1971
1972
1973
1974
1975
1976
1977
1978
1979
1980
1981
1982
1983
1984
1985
1986
1987
1988
1989
1990
1991
1992
1993
1994
1995
1996
1997
1998
1999
2000
2001
2002
2003
2004
2005
2006
2007
2008
2009
2010
2011
2012
2013
2014
2015
2016
2017
2018
2019
2020
2021
2022
2023
2024
2025
2026
2027
2028
2029
2030
2031
2032
2033
2034
2035
2036
2037
2038
2039
2040
2041
2042
2043
2044
2045
2046
2047
2048
2049
2050
2051
2052
2053
2054
2055
2056
2057
2058
2059
2060
2061
2062
2063
2064
2065
2066
2067
2068
2069
2070
2071
2072
2073
2074
2075
2076
2077
2078
2079
2080
2081
2082
2083
2084
2085
2086
2087
2088
2089
2090
2091
2092
2093
2094
2095
2096
2097
2098
2099
2100
2101
2102
2103
2104
2105
2106
2107
2108
2109
2110
2111
2112
2113
2114
2115
2116
2117
2118
2119
2120
2121
2122
2123
2124
2125
2126
2127
2128
2129
2130
2131
2132
2133
2134
2135
2136
2137
2138
2139
2140
2141
2142
2143
2144
2145
2146
2147
2148
2149
2150
2151
2152
2153
2154
2155
2156
2157
2158
2159
2160
2161
2162
2163
2164
2165
2166
2167
2168
2169
2170
2171
2172
2173
2174
2175
2176
2177
2178
2179
2180
2181
2182
2183
2184
2185
2186
2187
2188
2189
2190
2191
2192
2193
2194
2195
2196
2197
2198
2199
2200
2201
2202
2203
2204
2205
2206
2207
2208
2209
2210
2211
2212
2213
2214
2215
2216
2217
2218
2219
2220
2221
2222
2223
2224
2225
2226
2227
2228
2229
2230
2231
2232
2233
2234
2235
2236
2237
2238
2239
2240
2241
2242
2243
2244
2245
2246
2247
2248
2249
2250
2251
2252
2253
2254
2255
2256
2257
2258
2259
2260
2261
2262
2263
2264
2265
2266
2267
2268
2269
2270
2271
2272
2273
2274
2275
2276
2277
2278
2279
2280
2281
2282
2283
2284
2285
2286
2287
2288
2289
2290
2291
2292
2293
2294
2295
2296
2297
2298
2299
2300
2301
2302
2303
2304
2305
2306
2307
2308
2309
2310
2311
2312
2313
2314
2315
2316
2317
2318
2319
2320
2321
2322
2323
2324
2325
2326
2327
2328
2329
2330
2331
2332
2333
2334
2335
2336
2337
2338
2339
2340
2341
2342
2343
2344
2345
2346
2347
2348
2349
2350
2351
2352
2353
2354
2355
2356
2357
2358
2359
2360
2361
2362
2363
2364
2365
2366
2367
2368
2369
2370
2371
2372
2373
2374
2375
2376
2377
2378
2379
2380
2381
2382
2383
2384
2385
2386
2387
2388
2389
2390
2391
2392
2393
2394
2395
2396
2397
2398
2399
2400
2401
2402
2403
2404
2405
2406
2407
2408
2409
2410
2411
2412
2413
2414
2415
2416
2417
2418
2419
2420
2421
2422
2423
2424
2425
2426
2427
2428
2429
2430
2431
2432
2433
2434
2435
2436
2437
2438
2439
2440
2441
2442
2443
2444
2445
2446
2447
2448
2449
2450
2451
2452
2453
2454
2455
2456
2457
2458
2459
2460
2461
2462
2463
2464
2465
2466
2467
2468
2469
2470
2471
2472
2473
2474
2475
2476
2477
2478
2479
2480
2481
2482
2483
2484
2485
2486
2487
2488
2489
2490
2491
2492
2493
2494
2495
2496
2497
2498
2499
2500
2501
2502
2503
2504
2505
2506
2507
2508
2509
2510
2511
2512
2513
2514
2515
2516
2517
2518
2519
2520
2521
2522
2523
2524
2525
2526
2527
2528
2529
2530
2531
2532
2533
2534
2535
2536
2537
2538
2539
2540
2541
2542
2543
2544
2545
2546
2547
2548
2549
2550
2551
2552
2553
2554
2555
2556
2557
2558
2559
2560
2561
2562
2563
2564
2565
2566
2567
2568
2569
2570
2571
2572
2573
2574
2575
2576
2577
2578
2579
2580
2581
2582
2583
2584
2585
2586
2587
2588
2589
2590
2591
2592
2593
2594
2595
2596
2597
2598
2599
2600
2601
2602
2603
2604
2605
2606
2607
2608
2609
2610
2611
2612
2613
2614
2615
2616
2617
2618
2619
2620
2621
2622
26

HECKED AT THE TIME



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

